THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222361
UNIVERSAL
LIBRARY

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب افادت مآب مشتمل بر احوال عارفین ومبین مسالک سالکین

ریاض العارفین

۱۲۷۷

تالیف گزین انفس وآفاق مولوی محمد اسحاق صاحب بخط سید شہاب الدین صاحب

در مطبع قادری حاجی سید عبد القادر تاجر مطبوع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

ابتدا کرتا ہون بسم اللہ سے — صاحب اجلال و عز و جاہ سے

حمد حق ہی افسر فرق سخن — زینت ہر نامۂ نو و کہن

پر شرف ہوا رحمد ذوالجلال — ہی سخن کے چرخ کا روشن ہلال

کیا اثر کیا نظم ہر یک بات کو — زیب و رونق ہی خدا کی ذات سے

حمد حق بن ہر سخن ہی بے فروغ — جون طعام بے نمک ہی بے سواد

جب خلایق کی نہین ہستی تھی — کچھ کسیکو رفعت و پستی نتھی

منزل لاہوت کا سلطان وہ — کمیت کا ایک تھا میدان وہ

خلوت وحدت میان تھا جاگیر — کوی نہ اسکے پاس تا کوی اُسکے غیر

یکبیک آ عشق کی دریا کو جوش — موج مارتا کرے اپنا ظہور

پس نکل کر خلوت وحدت سے وہ — بھار آیا گوشۂ عزلت سے وہ

چھوڑ کر یکبارہ وحدت کا دیار — منزل کثرت اندر پایا قرار

جب کہا کن ہو گئے مخلوق سب — خالق ہر کل شیئی پاک رب

پردۂ باطن مین شوق انگیز ہو — آپ ہر یک مین ہما آمیز ہو

مین ہی باطن وہ ظاہر بے نقاب — لیک می بین کا ہمارے ہی حجاب

ہی ہر یک ذرہ اندر پر نور ہو — آفتاب ذات حق معمور ہو

دیکھ لے مصحف مین جا کر ای حبیب — جو کہا شہرگ سے ہو مین قریب

قال الله تعالى ونحن اقرب اليه من حبل الوريد

ہی قوی قدرت مین رب العلمین — کر بچھایا آب پر فرش زمین

جسکی قدرت سے ہے نہ نگاری فلک — بے ستون بے تھام ٹھہرای فلک

حکم فرمایا خامۂ تقدیر کو — وہ بنایا پانی اُپر تصویر کو

عشق سے ہی اُسکے پروردہ دماغ — عقل کا بخشا ہی وہ دلکو چراغ

جسم کو سر سے بصارت کا لگا — قدرت سے عیب بین ناظر کیا

دے سماعت کان کو اخبار سے — وقفیت بخشا ہی سب اسرار سے

تو دیا اخلاص جسم و جان مین — جزو کل مین سب ترے فرمان مین

تو ہی ہی قیوم ای پروردگار — ہی تری قدرت بیان سے [illegible]

تو شناسائی دیا انسان کیا — آگہی بخشا ہی اور عرفان دیا

ایک مشت خاک کو کر سرفراز — قدسیان اوپر دیا تو امتیاز

بھی خلافت کی اُسے خلعت دیا — رازدار اپنی امانت کا کیا

سفنجر تر لوگ ہین تجھ نام سے — بہرور ہین سب ترے انعام سے

عرش سے تا فرش اگر کوئی بچھائے — کس سے کوئی بھی کہین یکم نیائے

ہر کسیکی دہر نظر بہبود پر — تو دیا جو چاہئے موجود کر

پرورش کرتا ہی ماہ و مور کو — بھولتا نہین ہی تو شل اور کور کو

منت کشا وہ ہی ترا خوان کرم — دوست اور دشمن پاتین سا تون جنم

گرچہ تجھکو نہیں کسی سے کچھ نیاز   پر توئی ہی سب جہانکا کارساز
ذات تیری پاک از ہر عیب ہی   بے مثال و بے شبہ لاریب ہی
تھا ازل میں جسطرح قادر اول   تا ابد قیوم ہی تو بے مثل
شاہ تو تجھکو نیاز تاج نہیں   کس ہی کوئی چیز کا محتاج نہیں
تجھسے ہی موجود سارا کائنات   رزق پروردہ ترے سب ذی حیات
نہیں فقط بلبل ترا تسبیح خوان   تجھ ذکر میں خار و گل کو ہی زبان
نام تیرا دل کو راحت جان کو قوت   کہ توہی قیوم حی لایموت
نہیں طلب تجھکو کسی سے یاوری   ہی تیری سب و دون پرداور
ابر نا برسے نہو جب تک امر   بھی نہیں سے مور نا آوے اپر
غیب و دان بیشک ترا علم قدیم   توئی ہی اسرار باطن کا علیم
سو رنگ ذرہ ہی تیرے نور سے   بحر یک قطرہ ہی تیرے نور سے
تو کیا لے فیض کا ہت میں قلم   لوح دل پر حرف دانش کو رقم
پال کرسی میں دُر تر شاہوار   کانین محبوب کے بخشا قرار
چرخ کی فانوس میں کہہ شمع سور   عرصۂ جگ پر بکھیرا تاب نور
تو صلح بخشا ہی باہم جنگ میں   آب و آتش جو رکھا یک سنگمین
ابر کی پستون سے جاری کرکے شیر   خاک کے طفلونکو پلا دیکے شیر
پست ماہی سے جو کچھ ہی تا باہ   سب تری ذات مقدس پر گواہ
تو کیا توبے کو آدم کے قبول   تو کیا ادریس کو جنت حصول
آتش سوزان کو ابراہیم پر   تو دکھایا آتش گلزار کو
ہو گئے پر خاک کل عظم رمیم   جی دیا توہی تری قدرت عظیم
چشم روشن تو کیا یعقوب نے   درد کو بخشا شفا ایوب کے
لاکے تو زندان سے یوسف کو بھائے   تخت عزت پر کیا ہی تاجدار
اونٹنی کو سنگ سے پیدا کیا   مرگئی سو گائے کو پھر جی دیا
تجھ کرم سے حضرت خیر الانام   قاب او ر قوسین کا پائے مقام
آفرینش سب ترے امداد سے   ہی معید تجھ کرم آباد سے

دائم و قائم ہی تو فرد واحد   لم یلد خالق و لم یولد صمد
کل شئی ہالک سب ہیں ہلاک   وجہ باقی توئی ای معبود پاک
ابتدائی کو بدایت نہیں تری   انتہا کو بھی نہایت نہیں تری
تو غنی اور ملک تیرا بے زوال   نا ترا کوئی مثل ہی نا ہی مثال
تو نگہدارندۂ ارض و فلک   ہی تری تسبیح خوانی میں ملک
آفرینش کی جو ہیں بنیاد میں   سب کے سب ہیں ایک دل تجھ یاد میں
قادر بیچون خدای بحر و بر   آمر و ناہی توہی ساروں اُپر
بے حکم ہلتا نہیں برگ درخت   سب ترے فرمان میں ہیں نرم و سخت
ہی ترے پر بھید دل کا سب عیان   علم بن تیرے نہیں ہی کچھ بیان
لیک تیرے نور کا نقطہ ہی ایک   میم عظمت سے ترے حلقہ ہی ایک
خاک کو رونق دیا مردم کے سات   زیب بخشا چرخ کو انجم کے سات
فضل سے کر فیض عام و خاص کو   گوہر افشانی دیا نیسان کو تو
تو دیا سورج کو تاب نوری   تب ہوا معدن میں لعل احمری
کر قمر کو آسمان پر شب فروز   خاک کو روشن کیا مانند روز
تجھسے پیدا سب مکان ہی و مکین   امر میں تیرے زمانہ اور زمین
خاک اور بارے کو ملجا کیا   آب و آتش میں بھی الفت دیا
کیا کہوں ای بادشاہ کائنات   ذرہ ذرہ ہیں ترے سب معجزات
نوح کو طوفان کے گرداب سے   تو بچایا ہو نگہبان آپ سے
بھی فدیناہ کے زخم تیغ سو   امن بخشا حلق اسمعیل کو
ہی بہت تیری حفاظت کو شرف   تا حشر سالم ہیں اصحاب کہف
دیو کو بھی تو سلیمانی دیا   لب کو حمی کے سخن رانی دیا
نیل سے موسی کتین تو پار کر   دشمنوں کو دبایا خوار کر
بھی مسیحا کو دم اعجاز دے   مردہ صد سال او تھایا قبر سے
بس ترے ہیں معجزے یہ سب جہان   ہی ہر یک شئے میں تری قدرت عیان
گنج وحدت میں تری تھی پاک ذات   غرق تھی بحر عدم میں کائنات

نیست کو ہمین کیا موجود تو
جمع کرنے چاہیگا تو خلق جب
گمرہونگا رہنما ہادی ہی تو
گر نپاوے تجھسے نیسان و شرف
دور تیری مہر سے گر ہو ہلال
فیض دریا کو نہین تیرے کنار
خواجہ کو نہین اس سے ایمن
کیا خبر ذرہ کو ہی از آفتاب
عقل تیری درک سے حیران ہے
اصل مین ہی آدمی یکمشت خاک
تو ہی ہی واقف تری قدرت اوپر

پھر کیا ہی ہست کو نابود تو
جمع کر ڈالیگا دفتر سب کا سب
سبکو تیری ہی ہدایت رہنمو
کیون لے آوے بار دُر شاخ صدف
کب رہے بار وشنی بدر کمال
قدر زبان تیری ہین اندازے بہار
ماعرفناک کہے عرفان مین
کیا قدر قطرہ کو دریای آب
ہوش تجھ وادی مین سرگردان ہے
کیون کرے وہ فہم کنہ ذات پاک
بیخبر تجھ درک سے فہم بشر
صد ہزاران عاجزی کی راہ سے

دفتر خلقت کو سب کر منتشر
پھر کے تیرے کرم کی آس ہے
گر تری نا ہو ہدایت راہ بر
نور کا روغن تیرے گر نا ملے
لطف بن تیرے نہین ہی کسکو پر تجھ
آدمی کو کیا قدر مقدور کان
شرح کرنا قدرت خالق کتین
بیک دانش کو بیان تجھ راہ مین
ہی قلم کا پاؤن تجھ صحرا مین لنگ
ہی کسی قدرت کو یا نیکی سکت
دل سے اپنے محو کر سب اختلاف
التجا رکھتا ہون تجھ درگاہ سے

ذرہ ذرہ دیوےگا بار اوپر
فیض کی تجھ ہر حمن مین پابن ہے
رہ نپاوے فی المثل گر ہو خضر
کسطرح شمع فلک روشن رہے
لیک نہین پروا کسی تجھکو کچھ
کہ کرے تجھ پاک قدرت کا بیان
عاجز مخلوق کا مقدور نہین
بھید سے تیرے خرد آگاہ نہین
بر مین تیرے جادۂ تحریر تنگ
گن سکے کیونکر ستارے بیگنت
رکھکے اپنی عاجزی پر اعتراف

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات

ای گنہگار و کس سب آمرزگار
تھا جو مین نابود کی پستی اندر
ناز او نعمت سے مجھ کو پال کر
تو نے اسکے لطف احسانین کبھی
نین رہا یک آن بھی طاعت میان
جو کیا سو مین خطا اور بد کیا
دامن آلودہ غبار زرق ہون
رات دن میری گنہ سے آہ آہ
ہون خجل مین ہی مجھے شرمندگی
کوی تجھ بن ہی نہین آمرزگار
ای جہان پرور خداوند کریم
یعنی تجھ کو سدا عاجز نواز

عاصیان تجھ لطف کے امیدوار
تو لی آیا رفعت ہستی اوپر
مہربانی کی رکھا مجھ پر نظر
نین کیا گرچہ کی یک تال بھی
عمر گذری سو گئی غفلت میان
جرم بی اندازہ او بیحد کیا
سر سے پا لگ معصیت مین غرق ہون
ہی مرے اعمال کا نامہ سیاہ
سر مرا رکھتا ہی نت افگندگی
تو ہی ہی فریادرس ای کردگار
ہی ترا ہر ایک پر احسان قدیم
ملتجی ہون تجھسے مین ما صد نیاز

تو کیا مجھ پر کرم حد سے زیادہ
لطف سے اپنی تو دانائی دیا
بھیج پیغمبر دیا روشن کتاب
لیک ای پروردگار کائنات
بیگناہی سے نہ گئی ساعت کبھو
مین ہون عاجز مجھ گناہ کا نین حساب
کوئی گر ڈھونڈے جہانین کر خیال
تو دیا کئی طرح کی نعمت عزیز
عاقبت ہو کر نیت دلریش مین
مہربان تو فیض تیرا بی نظیر
گر نظر مین تجھ جناب پاک پر
کہ تجلی پاک سبحانی ترے

کیون گزارون شکر ای رب العباد
نیک او ربد سے شناسائی دیا
کر ہدایت رہ دکھایا با صواب
جو کرے مین دوستی دشمن کے سات
صدق دل نین کیا طاعت کبھو
ناہووے پورا لکھون گر سو کتاب
ایک عاصی بھی نپاوے مجھ مثال
نین سکا کرنے تری نعمت کو حفظ
عذر لایا ہون ترے درویش منش
کون تجھ بن عاجزونکا دستگیر
سر رکھا ہون عاجزی سے خاک پر
لطف او رانعام ربانی تری

اور بحق عیسیٰ علیہ السلام رسول
تو کیا کونین مین جسکو قبول

جسطرح پالا ہی تو انعام دیے
اسطرح آزاد کر اکرام سے

تو ہی ہی بیچارگون کا چارہ ساز
در پہ تیرے ہی مرا فرق نیاز

تو کرم سے ای کریم ذوالجلال
کر گناہون کو مرے سب پائمال

فعل او پر تو مری مت کر نظر
درگذر تو معصیت سے درگذر

کرکے تو میرے گناہونکا شمار
عدل کیجیے پر تو ہووے استوار

عاصیونکی مغفرت کی شان مین
تو کہا لا تقنطوا قرآن مین

مین ہون عاصی تو تو ہی آمرزگار
درگذر ای جرم بخشا درگذار

جب تری رحمت کا برپا ہو علم
معصیت سب ہووے میری منعدم

ابر رحمت جب ترا بارش کرے
سب غبار جرم نابودی وہ کرے

تجھ کرم کی یک مجھے امید بس
بس نکر محروم ای فریاد رس

آج مجھکو جون دیا ہی تو وقار
سرخ رو رکھ حشر مین ای کردگار

عیب میرا ڈھانپ اور رسوا نکر
دین اور دنیا مین بھلی ای دادگر

رکھ ہدایت کا مرے رہ پر چراغ
دلکو میرے کر شگفتہ مثل باغ

دہو مرے دل سے غبار تیرگی
دے مجھے شیطان پر چیرگی

راہ یک تیری بتا ای ذوالجلال
حلقۂ اغیار سے باہر نکال

رہنمائی اپنی کر توفیق دے
آشنائی دے مجھے تحقیق دے

ظلمت غفلت مین ہون مین جا بگیر
تجھ ہدایت کا لگا شمع منیر

کر مجھے ثابت قدم تجھ راہ پر
تجھ طرف آؤن خودی سے درگذر

علم سے تو کر مرے محکم اساس
ہی مجھے جہل مرکب سے ہراس

دے مرے تن کو ریاضت پیشگی
دلکو نور معرفت اندیشگی

بادبان کر اپنی تائید کو
جلد پہنچا ساحل توحید کو

ہو مرا ہادی مجھے گمرہ نکر
راز سے اپنے مجھے آگاہ کر

عشق کی خلوت مین دے پروانگی
کر عدم ابلیس کی ہمخانگی

دام مین حرص و ہوا کے ہون اسیر
کر مجھے ملک قناعت کا امیر

تو مری ساری خطاؤن سے گذر
فضل اور جہانگی اپنی کر نظر

پر گنہ ہون بخش دی ای کبریا
تجھ سوا کس سے کرون مین التجا

منفعل ہون مین گناہون پر مرے
عاجزی در پیش لایا ہون ترے

مین کیا ہون گرچہ عصیانی تنت
تو اپنے فضل سے کر مغفرت

سب جہان پر ہی ترا فضل عمیم
فضل پر اپنی نظر کر ای کریم

مین آنگا بس ای کبریا
چاہئے تیرا ہی مجھکو آسرا

بس توقع ہی ترے انعام سے
کر کرگا فضل فیض عام سے

لطف سے جب تو کرے اپنی نگاہ
جاوے سب ناچیز ہو سارا گناہ

گرچہ میری معصیت کی خاک سے
جا کے پہنچا ہی غبار افلاک سے

ہر طرح ہر حال مین میری نظر
منتظر ہی تیری بخشش پر

لطف سے اپنے طفیل اپنے حبیب
کر مجھے کونین مین رحمت نصیب

گرچہ مین عاصی ہون از بس پر ذنوب
لیک تیرا نام ستار العیوب

رکھ مجھے تو جرم بدکاری سے دور
ظالمی و رعم آزاری سے دور

سرفرازی دے مجھے مانند سرو
خاک عصیان رکھ مرے دامن سے دور

کر عطا نور مسلمانی کتین
نیستی دے نفس ظلمانی کتین

چرخ مانند دے مجھے ہمت بلند
پست مت رکھ مثل خاک پائبند

سرنہ عرفان سے اپنے مجھ مین
کر منور جون چراغ انجمن

دے تری طاعت کی راحت مجھے
معصیت کے کام سے مستی مجھے

بخش مجھکو گنج عرفانی کلید
شکر اول بعد کر نعمت مزید

مجھ درخت علم کو شاخ عمل
بخش دے پھر قبولیت کا پھل

کر مجھے گرداب سے کثرت کے بہار
اور کر کشتی پہ وحدت کے سوار

وحدت کی بخش خلوت مین قرار
کر مجھے وحدانیت کا رازدار

ظلمت و غفلت سے رکھ مجھ دلکو دور
کر درخشان تر مثال شمع طور

رکھ مرے من نور ایمان جلوہ کر
دل کی کر سواس شیطان کو بدر

دلکو میرے کر غنی ای کارساز
حرص سے سب مجھے کر بے نیاز

دو رب کر آرزوہای دلی
دے تو اپنی آرزو کی دوستی

دل مرا تجھ یاد سے آباد رکھ
جز ترے سب سے مجھے آزاد رکھ

سرد کر مجھ دل اوپر حب جہان
پھیر لے اپنی طرف میری عنان

کر عطا مجھکو رہ اہل طریق
یاد کی دریا مین کر اپنی غریق

صدق سے کہتا ہون ای ودُرکار
کہ مجھے سب ماسوا سے درگذار

رکھ مجھے آگاہ باعرفان کر
باحیا باشرم با ایمان کر

مکر شیطان آفت دنیا فتن
ہو نگہبان تو مرے ہر رات دن

کر مجھے عزت کی صف مین محترم
دین اور دنیا مین رکھ میری شرم

دے ندامت سے مجھے بیوندگی
اور برے فعل پر شرمندگی

خوف دے اپنا مرے دل مین مدام
تا رہون ترسان ترے سے صبح و شام

خوف سے تجھ قہر کے ای ذوالجلال
رکھ مرے حال پر نسیان کے مثال

نزع جان کے وقت پر آسان کر
محنت و سختی کو کر دے دور تر

شربت کلمہ شہادت سے مجھے
لب شکر کر دے سعادت سے مجھے

لطف ایسا کر کہ عزت پاؤن مین
دین احمد کے شرف سے جاؤن مین

نور ایمان کا لگا روشن چراغ
گور مین میرے کو ہی جون تیراغ

بیکسی پر کر مری تو لطف و پیار
دے مرے تین یاری تنہات گذار

لطف کا اپنے مرے پر کھول در
قبر کی تنگی سے رکھ دے دور تر

جب ہے برپا حشر ای کبریا
صالحون کے ساتھ میرے تین اٹھا

سرخروئی دے مجھے عرصات مین
بخش نامہ میرے سیدھے ہاتھ مین

چشم کو میری صفا انوار بخش
روشنائی بخش اور دیدار بخش

ہون اگرچہ مین سزاوار عذاب
مغفرت سے کر دے مجھکو کامیاب

درک اسفل بن مجھے نین کرتھار
دے مگر فردوس مین مجھکو قرار

کیا کہون مین تجھکو ای داتا کار
ہی مرا سب از تجھ پر آشکار

بس مری جس چیز مین ہی مصلحت
کر دے ای پروردگار برحمت

صدق دل سے یہ مری گفتار ہی
مغفرت تری مجھے درکار ہی

ہی کہان اسحاق عاصی پر گناہ
ہی کہان وہ پاک درگاہ الہٰ

گر تو چہتا ہی دعا تری تمام
یک بیک پاوے اجابت کا مقام

تو دعا کر لے بدل نعت رسول
تا دعا تیری رہے حق کے قبول

نعت سرور کائنات سید عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

مجلس گفتار جو ہی دلپذیر
نعت احمد جس مین جون شمع منیر

جب تلک روشن نہو نور چراغ
تب تلک بزم سخن ہی بے چراغ

ہی سخن تاریک ظلمت کے مثال
جس مین نعت مصطفی آب زلال

مصطفی جو بادشاہ پاک ہی
سر پہ جس کے افسر لولاک ہی

مہتر بہتر گزیدہ کردگار
خواجۂ کونین دریاے وقار

سید عالم شفیع المذنبین
پر فضیلت رحمۃ للعالمین

ابر رحمت آب احسان و کرم
بادشاہ کشور عرب و عجم

صاحب دنیا و دین گنج وفا
رہنمای خلق محبوب خدا

آفتاب شرع سلطان جہان
روشنی شمع ایمان جہان

حامی اسلام ہادی سبیل
بدر عزت عارف رب الجلیل

عالم علم کہن امّی لقب
سرور ہر دو جہان مقبول رب

پیشواے رہروان پیش بین
روشنی دیدۂ عین الیقین

کاشف اسرار وحی کردگار
ضامن آمرزش آمرزگار

نوبر شاخ گلستان ہنر
بلبل ترنم سراے علم لدن

عزت افلاک و اعزاز زمین
پیشوا اوّلین و آخرین

نیر اعظم اوج لامکان
حاکم فرمان روا انس و جان

کوہ حلم و بحر کرم کان حیا
گوہر دریاے راز کبریا

شاہ اوّل داور آخر زمان
ختم مرسل خاتم پیغمبران

فخر گیتی زینت عرش برین
صدر عالم خواجۂ کرسی نشین

آفتاب ذات و شمع کائنات
شافع امت شہ روز نجات

تخم رحمت برگ احسان شاخ جود
جسم جنکا جان سے بھی پاک ہی
بدر زمین اوج سعادت کا ہی سور
مشک اذفر زلف کا انکی غلام
دل ہی انکا صاف آئینہ مثال
سرمہ دار چشم ما زاغ البصر
ما رمیت انکی ترکش کی ہی تیر
اصل انکا جا بجز خاک ہی
نور سے پہلی ہی اپنی کبریا
نور سے انکے ہی موجودات سب
جو ازل سے تا ابد موجود ہی
آب و گل بھی جب نتھے آدم صفی
انبیا اور اولیا کے وہ امام
سو انکے نور کا ذرہ ہی ایک
نور سے انکے ستارے تا بدار
اولین صف مین کئے بر پا علم
ذات سے انکی رسالت کو فخر
منبر انکے نام سے ہی سرفراز
ہو وینگا یون جنکے امت کا شرف
حشر تک ہی دین انکا بس قوی
آرزو تھی مرسلان کو اسقدر
قرب موسی فاخلع نعلین ہی
مصطفے کہتین خدا وند جہان
حق تعالی دعوت ہر خاص و عام
جب ہو کسکو وسیلہ جز خدا

بہرور ہستی سے جنکے ہی وجود
سب جہان انکے قدم کی خاک ہی
سو زمین نور ہدایت کا ظہور
لب انھون کا مایۂ یحیی العظام
مظہر انوار نور ذوالجلال
ماطغی ہی انکی پاکی کی نظر
چشم دشمن مین ہوئی جو جا بگیر
فرع انکا برتر از افلاک سے
پاک انکی نور کو پیدا کیا
یہہ طفیل انکے ہین مخلوقات سب
نور سے انکے لیا بہبود ہی
تھی نبی کی ذات در گنج خفی
واسطے انکے جہان ہی یہہ تمام
بحر انکی خوبی کا قطرہ ہی ایک
ہین منور چرخ پر مثل شرار
فوج آخر مین دھرے اپنا قدم
بات سے انکی ہدایت بہرہ ور
وعظ سے انکے زبان کو امتیاز
کیا کہون پس انکی عزت کا شرف
زہ جگت کرتی ہی جسکی پیروی
ہم محمد کی رہین امت اندر
قرب حضرت مصطفی قوسین ہی
قربت قوسین کا بخشا امکان
انکو بخشا اور دیا نعمت تمام
ہی وسیلہ تب رسول اللہ کا

جاہ سے گئے فلک پا پا ہی زیب
عنبرین گیسو ہین جنکی شب قدر
صبح قربان جنکی پیشانی اوپر
شان انکی عرش اعظم سے بلند
جان تھا معمور از علم الیقین
قم فانذر انکی قامت کا بیان
جسم انکا مکث رحمت پایہ وار
جبکہ تھی وحدت مین وہ ذات قدیم
خلقت اول ہی انکا پاک نور
وہ منور زمین ہوئے تک شمع نور
باعث ایجاد عالم ہین نبی
افضل الایجاد شاہ داد گر
گرچہ ہی پر نور خورشید فلک
خانہ تو نور سے انکے چند
ابتدا مین بھی وہی آخر وہی
نور تھا انکا اگرچہ ابتدا
خاک سے ہی انکی رفعت سر بلند
عالمان است کے جسنے با کمال
دین انکا مثل خورشید جہان
کوئی نہ ایسے مرسلان مین راہبر
گرچہ تھی موسی کو یہہ خواہش مدام
تھا کلیم اللہ کے تین طور پر
ہی یہہ مین انکے موجودات کل
سب جگت کو کیا سیاہ اور کیا سفید
انبیا اور اولیا او رجز و کل

نور سے انکے مہر ہی بر حجیب
رخ منور والضحی ہی مثل بدر
شام حیران خال رخشانی اوپر
نارسا ہی عقل کا تسبیح محمد
ذات انکی پاک جون فی رشین
فاستقم ہی استقامت کا بیان
جسکی شاخان زہ جگت ہی سایہ دار
تھی عدم مین آفرینش سب مقیم
جس سے پائی آفرینش سب ظہور
روشنی ہستی کی آنکھون سے دور تھی
روشنی شمع آدم ہین نبی
دو جہان جنکے کرم کی منتظر
نور انور سے ہی انکے یہہ جھلک
ایک نقطہ ہی یہہ ورق چرخ پر
ظاہر و باطن مین ہین فاخر وہی
خشیت بھی انکو بخشا کبریا
گرد سے ہی انکی عزت ارجمند
انبیا ما سلف کے ہین مثال
ہی تمامی بحر اور بر پر عیان
کہ ہو فی الخلق خیر والبشر
پائے عیسی لیک یہہ عالی مقام
لن ترانی کا جواب صاف تر
ہی ضامن انکی مقصودات کل
حشر مین انکی شفاعت کی امید
بہرور ان سے تمامی خار و گل

خاک انکی آستانکی یقین
طوطیا دیدہ روح الامین

نیم نم ہی آب اُن کے سلسبیل
وہ شکر انکا کس ہی جبرئیل

محو ساری شرع انکی شرعمین
اصل ساری تھم ہین انکی فرعمین

جب ہوا خورشید دین انکا طلوع
دین جو سب تھے بجھ گئے مثل شموع

جو صحیفے اور کتابین تھین فضول
ماسلف کے مرسلان پر تھے نزول

حق دیا جب انکو قرآن کرام
ہو گئے منسوخ او سارے تمام

دبدبہ جب انکا دنیا مین پڑا
زلزلہ ایوان کسری مین پڑا

کفر کے ہو قید سے حق کو نجات
سرنگون ہو کر پڑے لات و منات

پاک انکی ذات اقدس کے میان
ابر مانند قہر و احسان تھا عیان

آب پڑا ان دین کے گلشن اوپر
برق ہو ان کفر کے خرمن پر

کفر سوزی دیکھ انکی تیغ تیز
برق پوشیدہ ہوئی ہی میغ نیز

جب زبان انکی ہوئی گوہر فشان
ہو گیا سیپی مین گوہر جا نہان

قول انکا تھا کلام ذو الجلال
کوئی فصاحت مین نہ تھا انکی مثال

سب فصیحان عرب قاصر ہوئے
مثل یک سورے کے نہین لکھ سکے

معجزے انکے جہان پر آشکار
جو دکھائے کافرونکو بار بار

معجزے انکے دئے ایمان کو نور
کفر کی ظلمت گئے عالم سے دور

ذات انکی اصل اور سب انکی شاخ
تنگ ہوتے ہاتھ سے انکے فراخ

سنگریزے ہاتھ مین انکی صحیح
ذکر سبحانی کئے ہو کر فصیح

ابر منت خورشید کا قبہ لگا
سایبان تھا سر پہ جنکی خوش وضا

جسم بی سایہ تھا انکا مثل نور
جو تھا سر سے قدم تک محض نور

جان سے بھی تھا بدن وہ پاک تر
سایہ جان کو کوئی نہ دیکھا خاک پر

ابر سے انکی دعا کے ایک وقت
بار لایا سبز ہو سوکھا درخت

خشک ہوئی سو چاہ مین خشک سال
حکم سے انکے بھر آیا ہی زلال

تشنگی کے حالمین یکوقت پر
تھا روان انگلی سے امرت کا نہر

خلق کو سیراب کرکے آب سے
بھار لائے بیاس کے گرداب سے

حکم سے انکے ترق پشت شتر
بھار لایا ایک خرمیکا شجر

شاخ نخل بھر ہوا دین برگ دار
پھول اور خرمے لگے بیحد شمار

مومنون کے حلق مین میٹھا شکر
کافرون کے لب مین کڑوا جون زہر

سنگ انکے حکم سے ہو کر نرم
صاف تر لایا عیان نقش قدم

پشت پر مہر نبوت خوش قلم
تھا رقم روشن مثال صبحدم

جو کہ تھا اس نقش مین نور و جلا
کب ید بیضہ مین وہ موسی کے تھا

معجزے سے انکے ایمان کو شرف
ماہ انکی تیر انگلی کا ہدف

یک اشارت جب کئے انگلی سے او
چاند گردون پر ہوا فی الحال دو

نعت مین انکے کہان تک مین کہون
معجزے انکے کہان لک مین لکھون

ماہی انکی صفت کو کچھ انتہا
معجزونکا نام لگے انکے بتا

کوئی انکی صفت سے واقف نہین
کوئی انکی مدح کا عارف نہین

وصف جنکا ہو دیگا قرآن مین
بس کہان طاقت کہو انسان مین

صفت کی انکی خدا کو معرفت
جز خدا کسکو نہین ہے یہ سکت

جو کہ بون اس سے ہمی وہ ہی بلند
عقل اس صحرا مین ہی لیکن پای بند

مین سعادت کو کیا اپنے حصول
ورنہ کان مین اور کہان نعت رسول

مناجات عاصی بجناب سید عالم صلعم

ای شفاعت کے فلک کے آفتاب
صاحب معراج حق عالیجناب

ہی نیت اسحاق عاصی پر گناہ
لطف سے کر تو شفاعت کی نگاہ

مین چلا نین گر یہ تجھ سنت اوپر
پر ہی یہ عاصی تری امت اندر

نین اسے تجھ بن وسیلہ یارسول
تو اسے محشر اندر ہرگز نہ بھول

آفتاب حشر جب ہو گرم تر
سر پر اسکے رکھ شفاعتکا چھتر

یارسول اللہ ترے بن نین پناہ
تو نبی ہی سب عاصیونکا عذر خواہ

عذر خواہی کر گناہون سے مری
کہ توقع ہی شفاعت سے تری

چشم کو میری ایس دیدار سے
روشنائی دے ایس انوار سے

معصیت کے مرض میں ہوں مبتلا — خاص دے اپنی شفاعت کی دوا
نام تیرا شافع روز حساب — رحمۃ للعالمین تیرا خطاب
تجھکو تو لولاک کا تمکین ہے — وصف تیرا سورۂ یسین ہے
کیا کہوں میں وصف تیرا باصفا — معترف ہی تجھہ فضیلت کا خدا
تو وسیلہ ہی مرا ہر صبح و شام — السلام ای خیر خلق السلام
اور ترے سب آل اور اصحاب پر — دوستداران یعنی کل احباب پر
صاحب عز و شرف ہیں چار یار — بحر عز تمکین صدف کے دُرِّ چہار
حامی اسلام اور کفار سوز — صاحب محراب و ممبر دین فروز

سربند ہاہوں میں تری درگاہ پے — مغفرت کی دے بشارت تو مجھے
آستانے پر ترے شام و سحر — چرخ کھاتا ہی فلک طواف کر
سب کلام اللہ میں بلکہ عیان — سر بسر ہی تجھہ فضیلت کا بیان
صدقے تجھہ پا کیجیو جان نثار — بلکہ تیری خاک پر ہر آن نثار
ہو سلام کبریا تجھہ پر درود — قدسیان کا بھی تیرے پر ہو درود
بھی خصوصاً چار یاران پر ترے — جان نثاران و دوستداران پر ترے
تاجداران کشور عرفان کے — برگزیدے حضرت سبحان کے
آب جنکے ابر سے ہمت کو یا — گلشن اسلام کو سرسبز دیا

منقبت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ

اولین صدیق اکبر یار دین — ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہین
شاہ دین کان شرف کوہ حلم — قطب حق بحر عطا ابر کرم
عارف راز خدا صدیق تھے — صدر دین مصطفی صدیق تھے
مصطفی کے ساتھ وہ ہجرت کیے — رنج اور راحت میں بھی یار تھے
ملک عالم پر تمامی شاہ تھے — چرخ عزت پر منور ماہ تھے
منہ میں پتھر وہ پکڑتے تھے مدام — ذاکرین جز یاد حق بن کچھ کلام
تھے سبب سے کہ ہمیشہ وہ انیس — یار صادق دوستدار و ہم جلیس
مال و زر اور جان دی ایکبار

تیر اوج صداقت پر کمال — ہادی دین برگزیدہ ذوالجلال
پاک باطن صاف نیت خوش خصال — گوہر اعزاز دریائے کمال
شان میں انکی کہے حضرت اگر — اول اصحاب پیر او بکر
دین حق بعد وفات مصطفی — انکی کوشش سے یقین قوت لیا
مال سے دنیا کے تھے آزاد ہو — یاد میں خالق کے تھے دلشاد ہو
رات بیدار رہتے تا بروز — آہ کرتے تھے شب یاد رو و سوز
شرط یاری کو بجا لائے تمام — تھے وفاداری میں ثابت وہ مدام
کر دیئے شاہ رسالت پر نثار

منقبت حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ

یار دوم آفتاب چرخ دین — ظل حق فاروق اعظم شمع دین
سرور عالم امام المتقین — صدر عزت حامی دین متین
پیشوائے خلق مقبول خدا — جانشین مسند خیر الوریٰ
دین انکی عہد میں پایا ظہور — دھوئے جگ سے غبار کفر دور
وہ جتاتے عدل کے جب شمع کو — روشنی اسلام کی ہوئی جمع کو
یاد میں حق کے رہے ہر آن وہ — فقر و فاقے سے کئے گذران وہ
روزہ دائم میں بجا دن بسر — رات سب بیدار رہتے تا سحر

ہیں امیر المومنین عادل عمر — ہادی اسلام شاہ بحر و بر
صاحب عز و شرف دربار راز — گوہر درج حقیقت پاکباز
عدل اور انصاف کا گلشن کھلا — انت منی کہہ کے جنکو رسول نے
باندھہ کر شرع محمد پر کمر — مار دالے ملحدون دین کے بسر
عدل اور انصاف میں تھے صبح و شام — عار تھا انکو خلافت سے مدام
راحت تن پر کئے نہیں کچھ نگاہ — اینٹ بالین خاک انکا خوابگاہ
صرف کر کی بندگی میں زندگانی — سو گیا مقبول انکو کردگار

دین احمد کے وہ رکن اسد
مرتبہ انکا صفت سے ہی بلند

حق تعالیٰ انکی عزت او قدر
جابجا بولا کلام اللہ اندر

منقبت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یار سوم زینت دین رسول
گوہر شہوار دریائے قبول

حضرت عثمان بن عفان ہین
عارف حق جامع قرآن ہین

وارث ممبر امیر استان
رہنمائے خلق ہادئے جہان

یوسف ثانی بقول مصطفےٰ
گوہر بحر حیا کان وفا

صاحب ایمان شمع بزم دین
پر شرف داماد ختم المرسلین

وہ دل پر نور ذالنورین ہین
زیب اور رونق وہ کونین ہین

مصطفیٰ کی شرع کی کر پیروی
وہ کئے دین محمد کو قوی

جمع کر قرآن کے اوراق کو
دین سے روشن کئے آفاق کو

گر نکرتے جمع قرآن مجید
جانتے تھے کون وعدے اور وعید

عہد مین عثمان کے ہر تھار پہ
یہہ کلام اللہ ہوا ہی مشتہر

کشور عرفان کے وہ تھے امیر
نیر اوج حیا بدر منیر

تن گھٹائے تھے ریاضت کے بجا
عاقبت بھی جان کئے حق پر نثار

جنکی عزت پر کلام اللہ گواہ
کیون کرون مین انکا شرح عز و جاہ

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار کرم اللہ وجہہ

یار چوتھے آفتاب منجلی
عارف اسرار حق یعنے علی

صاحب صمصام حیدر قطب دین
سرور کونین امیر المومنین

ساقی کوثر امام رہنما
ابن عم مصطفیٰ شیر خدا

عالم علم لدنی پر قدر
جوہر تیغ شجاعت نامور

رہبر راہ ہدی زوج بتول
خواجہ معصوم داماد رسول

بادشاہ انس و جان ہادی راہ
آفتاب نور حق ظل اللہ

قاتل کفار مقبول خدا
قوت بازوی دین مصطفیٰ

دیکھ جنکی تیغ احسانکی جھلک
خوف سے پنہان رہی بجلی الک

ہو نبی کے پاک کاندھے پر سوار
بت گرائے وہ شہ عالی وقار

وہ گئے ہین بادشاہی داد دینے
کھو دڈالے کفر کو بنیاد سے

دین احمد جو طرف سے ایکبار
تیغ سے انکی ہوا ہی آشکار

سو رسا جب تیغہ عریانی ہو
کفر سب جون برف گل پانی ہوا

ہوئی عطا انکو دو جینی ذوالفقار
قتل جسکا ہی دو جگمین آشکار

عارفی مین بر سے آگاہ تھے
اور مجاہد فی سبیل اللہ تھے

ہل اتی مین ہی صفت جنکی نزول
ہی مبارک عقد مین جنکے بتول

فخر ہی جنسے دو عالم کو سبھی
لحمک لحمی کہے جنکو نبی

بس مرے مین اقتدار اکہان
کہ کرون انکی فضیلت کا بیان

دے شرف کے کھان اور جو ہین پاک
مین زمین عجز پر ہون مثل خاک

اور چار اصحاب جو اہل صفا
ہین بجا ارکان دین مصطفےٰ

ایک سے ایک صفا سینہ ہر چہار
اور تھے باہمدگر جان سے نثار

ایک کے تھے ایک رفیق و یار تھے
ایک کے ایک مونس و غم خوار تھے

کافران سے جنگ مین تھے روز و شب
مال دنیا کی نہ تھی انکو طلب

وے سراپا مونس و غم خوار تھے
فرمان بردار بین باہم یار تھے

کھینچ کر اپنے اوپر بخشش مدام
دین پیغمبر کو بخشے انتظام

نین قبولے ایکدم آسودگی
تن کو محنت سے دستے فرسودگی

ہاتھ سے اپنے کئے محنت مدام
جو ملے وہ قوت کر لیتے تمام

جنکی عزت ہی کلام اللہ مین
ہین حدیثان بھی انھونکی شان مین

صدق ہی گر احمد مختار سے
رکھہ رسوخیت تو ان ہر چار سے

ایک کا بھی تو مکر ترک ادب
وصف مین انکے تو رہ روز و شب

چار مین او ایک ہین کر جان تو
تھی جدائی کر کے مت پہچان تو

سر سری مت جان اصحاب رسول
کیا شناسائی تجھے ای بو الفضول

اسطرح فرمائے حضرت مصطفی
کہ مرا ہو یار ہی نجم ہدی

بہترین خلق یاران ہین مرے
اقربا اور دوستداران ہین مرے

جب تو سمجھے بہتر ان کے تئین بتر
کیون کہا جاوے تجھے صاحب نظر

دھو ایس کے دل سے یہ بیجا خیال
راہ مین حق کے تو اپنے کو سنبھال

بد کو بد کہتے نہین ہین مرد نیک
دے تو اصحاب نبی ہین خوب و نیک

دو ہین سسر دو ہین داماد رسول
کسکو بد کر کے کہے تو ای فضول

بد کہے تو ہو ویگا تو بے ادب
مصطفی تجھ سے رہین خشنود کب

نیک اور بد سے تجھے کیا کام ہی
بندگی کر بندے پن کا کام ہی

یا الہی ولین اس اسحاق کے
عاصی معیوب بد اخلاق کے

دے محبت تو نبی کی آل کی
دین کے سرداران پر اجلال کی

پاک اصحاب رسول اللہ سے
دے محبت اور رسوخیت مجھے

جان کہ ہین تجھکو اپنا کارساز
ملتجی ہون تجھ سے با عجز و نیاز

کہ بحق پاک اولاد بتول
اور بحق عز اصحاب رسول

دو جہان مین رکھ مجھے ایمان سے
آشنائی دے مجھے عرفان سے

بخش محشر مین مرے عصیان تمام
مغفرت سے کر دے اپنے شاد کام

مصطفی کے دین پر رکھ استوار
آل و اصحاب نبی پر جان نثار

منقبت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا

منقبت اسحاق کہہ ہر آئین
فاطمہ بنت نبی کی شان مین

مختصر کہہ کھول کر لب کا صدف
مثل گوہر کے سنا ہر ایک حرف

دے جو ہین خاتون جنت ایعزیز
فی الحقیقت دو جہان جنکی کنیز

جنکی نسبت عرش پر آئی خدا
حضرت مولا علی سے تھا کیا

جب تولد پائے بی بی خوش سیر
بضعۃ منی کہے خیر البشر

والی امت نبی کے حرز جان
جنکی عصمت کے سبب ہے دو جہان

جلوہ دینگے جنت مین ایکبار
خواہ عاصی خواہ صالح نیک کار

ہو کہان تک مجھ سے اوصاف ان
مین ہون قاصر وصف بی بی کی ہے طول

منقبت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ

کھول کر اسحاق اب غنچہ دہن
بول مدح وصف در شان حسن

وہ خدا کے خاص او محبوب تھے
مصطفی کے نور عین خوب تھے

مرتضی کے خاص از اولاد ہین
حضرت خاتون کے دلشاد ہین

مغفرت امت کی کرنے ایکبار
زہر قاتل کو کئے ہین اختیار

ہے ثنا انکی بلند از آسمان
مختصر اس سے لکھا ہو کچھ بیان

منقبت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

دھو گلاب و مشک سے منھ کو اول
بعد کر وصف حسین بے بدل

وہ حسین ابن علی معقول رب
شاہ عجم و خسرو ملک عرب

سر دئے اپنا وہ در راہ خدا
اور ہوئے صابر سہے رنج و بلا

تشنہ لب ہو کربلا کے درمیان
ہو گئے شاہ شہیدان جہان

جنکی ہی تعریف مین ارض و فلک
مار و مور و آدمی جن و ملک

انکی مدحت کی نہین مجھکو سکت
مدح انکی ہی نہایت بے گنت

منقبت حضرت جناب محبوب سبحانی قدس سرہ

بادشاہ ملک سلطان جہان
آفتاب آسمان لا مکان

بدر عزت تاجدار بحر و بر
صاحب جود و کرم عالی قدر

عارف حق رازدار کبریا
پیشوا خلق محبوب خدا

واقف اسرار رب العلمین
فخر عالم عزت دنیا و دین

اختر برج فضیلت تابدار — گوہر درج ولایت آبدار
ثمرۂ شاخ علی مرتضے — بلبل گلزار عرفان خدا
مشعل نور ہدا روشن ضمیر — عاجزوں درماندگوں کے دستگیر
پیشوا اقطاب و اوتاد کے — رہنما ابدال و امجاد کے
بندۂ محبوب سبحانی ہوں میں — خاک محی الدین جیلانی ہوں میں
دین احمد کو دی ہو جون حیات — تیوں مری بھی کیجئے فکر نجات
سرو آزاد گلستان بتول — روشنی شمع ایوان رسول
ذات سے انکی ہی فخر کائنات — دین پیغمبر کو پھر بخشی حیات
اولیا سارے ستاروں کے مثال — جنمیں انکی ذات ہی بدر کمال
عرش اعظم جنکا ادنی منزلت — وصف کی انکی نہیں مجھکو سکت
ای شہ کونین محبوب الہ — کوی تمہارے بن نہیں مجھکو پناہ
سر رکھا ہوں میں تمہاری خاک پر — لطف سے اپنی کرو مجھہ پر نظر
ہوں توی دل میں تمہاری داستان — خوف نہیں مجھکو کسی آفات سون

سبب تالیف کتاب

حق تعالی دے ہمکو زندگی — حکم فرمایا کریں تا بندگی
اہل عصیاں کے لئے رکھا عذاب — اہل طاعت واسطے بہتر ثواب
معصیت سے دور رہنا روز و شب — خوف کھانا یاد کر حق کا غضب
لذت دنیا سے گر ہووین قریب — نعمت جنت سے ہووین بے نصیب
مین کسی مخلوق میں یہہ صبر و تاب — کہ سہے حق کا ہمیشہ سخت عذاب
حق پرستی ہی نہیں یکبار بھر — پارسائی کا نہیں دستا اثر
پس حق کوی چاہی کہ اپنے دین کو — لیکے جاوے ساتھ خوش آئین کو
دور ہو کر مکر سے شیطان کے — پاسبانی میں ہیں ایمان کے
دام غفلت میں پڑا مثل صید — قہر حق سے کانپتا مانند بید
ان کے کاموں سے تئیں کر اختیار — یاد نت حق کے قہر سے ہشیار
جو دوا بیمار نا پاوے اگر — مرگ کا ہی جان کو اسکے خطر
وہ پھسیگا غفلت شیطان میں — پھر مبادا ہو خلل ایمان میں
چند آیت کو کلام اللہ کے — تا رہی ہر روز قلب صاف کے
معصیت کی گرد سے ای آہ آہ — سخت ہو جاتا ہی دل اسکا سیاہ
یوں کہے ہیں مصطفی حق کے حبیب — سخت دل ہی لطف حق سے بے نصیب
گر اسی کے مین گناہوں پر نگاہ — چشم تر ہو صبح رو دل کرکے آہ
کہ کروں کوی کام ایسا حق پذیر — ترس حق تا ہووے مجھہ میں جاگیر
تا حکایات بزرگان سلف — اور نقلیات بہتر با شرف
وہ نہیں جیتا گنہ کے کام کو — معصیت اور جرم نافرجام کو
پس ہوا واجب ہمارے پر تمام — یاد میں رہنا خدا کے صبح و شام
اور یہہ دنیائے فانی کے اوپر — مبتلا ہرگز نہ ہونا بال بھر
اور عذابوں کے رہیں بدحال میں — ہوں گرفتاری کے نت جنجال میں
ہی یہہ دور آخری روزگار — کچھہ خدا ترسی نہیں عالم مجھار
ایسی بیخوفی میں اکثر ہی خطر — کہ مبادا آوے ایمان پر ضرر
ہی ضرور اسکو کہ یاد حق اندر — صرف کر دیوے تمام اپنے عمر
معصیت سے رکھے خود دامن کو پاک — پست ہو مانند گیہن مثل خاک
ماسلف کے بزرگوں کی نقلیات — نرم دل ہو دیکھے دن اور رات
پیشواؤں کی نصیحت باصفا — گوش کرنا ہی گناہوں کی دوا
پس اگر بندہ بزرگوں کا کلام — تا اسنے رکھہ اعتقاد اپنا تمام
بزرگان فرمائے ہیں خود ہو رضا — کہ اگر مومن کوئی بندۂ خدا
وہ بزرگوں کی نصیحت کا بیان — تا سنی ہو معتقد با گوش جان
ترس حق جاتا ہی اسکے دل سے تمام — جرم کرتا ہی وہ کبری مدام
آہ میں ہوں پر گناہ ترک مجھار — بھی سبب معصیت کے شرمسار
تھی مرے خاطر میں رندان فکر یہہ — ہر گھڑی ہر آن ہر دم ذکر یہہ
پس دیا توفیق مجھکو ذوالجلال — یکبیک آیا مرے دل میں خیال
جو فرید الدین عطار کرام — ذکر کہہ گئی اولیاؤں کا تمام

بھی صفا جامی کی تصنیفات سے / راست تر تو لوگی تالیفات سے
سعدی شیرازی کی اقوال بھی / راویون سے اور زہاد رجال بھی
بھی کلام پیشوایان فصیح / جنکی تصنیفات اخبار صحیح
ماسلف کے اولیاؤنکا کلام / ڈھونڈکر مین اسمین لایا ہون تمام
جو نثر مین فارسی سے تھا بیان / نظم سون کھنے کے کرتا ہون عیان
بزرگونکی دیکھ تصنیفات کو / ڈھونڈھ کر مضبوط اخبارات کو
قطرہ قطرہ جمع کر ہر ایک حال / پر گہر کرتا ہون دریا کی مثال
سبز کر اس گلشن سیراب کو / کردیا ترتیب گیارا باب کو
باب اول خواہش قوت حلال / باب دوم بندگی ذو الجلال
باب سیم ترس حق رکھنا مدام / باب چوتھا ہی تحمل کا تمام
پانچوان ہی باب جو شام و سحر / حق اوپر رکھنا توکل کی نظر
باب چھٹا عاجزی لانا بجا / عیب پوشی خلق کی کرنا سدا
زہد کا ہی باب ہفتم پر قدر / رنج اور سختی مین ہنا صبر کر
باب ہشتم عشق سے بھرپور ہے / ہمت عشاق سے معمور ہی
باب نوان چھوڑ دنیای دنی / یاد حق سے دل کو دینا روشنی
باب دسوان پاکر تماند جان / اولیاؤن کی کرامت کا بیان
گیارہوان ہی باب پر عز و نصاب / ہونا دعوت مقبلون کی مستجاب
اسطرح ترتیب گیارا باب کر / ختم کرتا ہون خدا کا شکر کر
نار کہون اپنی مطالعہ مین مدام / خوف مین حقکی ہون ہر صبح و شام
جو کوئی اس نظم کا طالب ہے / روز و شب شیطان پر غالب ہے
پیشہ مردمین ہو کر مثل شیر / نا کریگا دل گناہون پر دلیر
بندگی مین ہوویگا دن اور رات / راحت دنیا دہوی اپنی ذات
اسکے لئے توفیق حق سے کامیاب / دل سے غفلت کا نکل جاوے نقاب
دام دنیا سے بچے با اخلاص / دوست سے مل جاوے جان خلوت خاص
ذکر اسکا ہووے جس مجلس اندر / دخل شیطان کا نہو اسمین اثر
شوق پڑھنے والونکا ہوویگا گرم / سننے والون کے دلان ہونگے نرم
جب تلک پڑتے رہینگے یہ کلام / عمر طاعت مین گذرتی ہی تمام
جو کرے اسپر عمل ہو مرد رہ / منزل مقصود کو پہنچی بی شبہ
پاوے جو عزت بزرگان سلف / اسکو بھی حاصل ہیگا وہ شرف
یا نہین تو اسکے رہنے سے مدام / خوف مین حق کے رکھیگا دل تمام
الغرض مین ہون جہان مین اس خراب / نیک لوگون کا مرے کچھ ہی حساب
بس کہونگا جو نصیحت کا کلام / وہ نصیحت ہی مرے خاطر تمام
فی المثل گر ہو نصیحت مثل در / کڑوی لگتی ہی کہی الحق مر
مین ہون اب فی الحال بیدر مین مقیم / لیک بیجاپور ہی وطن قدیم
باب سیر معرفت معمور ہی / سو سارا عالم مین وہ مشہور ہی
چار بھائی ہی مرے روشن نظر / فہم مین کامل ہین ایک ایک سر بسر
ہی مجھے یک دوست دل بند / نام ہی یعقوب اسکا ارجمند
مجھکو اس سے ہی نہایت اتحاد / نظم لکھنے مین تو ہی اوستاد
مین انھین کے خواہش سے سبب / بولتا ہون نظم کچھ یک مثل اب
یا الہی دے مجھے روشن بیان / کر منور شمع توفیق عیان
ہو ہر یک مصرع جو ظلمت کے مثال / دے قبولیت کا اب اسمین زلال
کر عطا مجھکو قلم تحقیق دے / بھی سیاہی کی مجھے توفیق دے
شکر کر منعم کا اے اسحاق اب / جو تجھے بخشا ہی نعمت یا رب
بول بسم اللہ لے پہلے قلم / جو رقم کرنا ہی سب کر دے رقم
آشنا ہی دے قلم کو بات سے / بول میٹھے تر سخن نبات سے

باب اول در طلب قوت حلال

راوی اخبار دانای کہن / یون کیا آرایش روی سخن
کہ دی ادہم نی جب شاہی کو چھوڑ / ملک مال و عیش سے دلکو مروڑ

یون کہے ولیکن جز قوت حلال — دخل درگاہ خدا مین ہی محال
پس خراسان مین وہ ڈھونڈے در بدر مکان — لقمہ خالص کا نہین پایا نشان

طوس کے پھر ملک کا کر کر خیال — جا کے پہنچے بر طلب بے مثال
تھا صفا ایک باغ اُس اطراف مین — ہی سخن مقصود جس اوصاف مین

مغز جانکو اُس سے راحت کا شمیم — یاد اُسکا دل کے غنچہ کو نسیم
از قضا جب شیخ گئی بستی اندر — مین ایک تھا اس باغ کو مالی مگر

رکھہ طلب مالی کا پس خاوند باغ — ڈھونڈھتا تھا چشم کا لیکر چراغ
دیکھہ ابراہیم کو کہین از قضا — یون کہا ای مرد مزدور گدا

باغ یک کھتا ہون جون باغ ارم — باغبان ہو کے مرے سے دس درم
کر قبول اُسبات کو وہ پاکباز — باغ مین جا کر رہے ہو سرفراز

بعد کئی یک دن کے قصد سیر کر — باغ کا صاحب نکل آیا اُدھر
دیکھہ ابراہیم کو بولا پکار — تو ترا لا جلدی کئی شیرین انار

پس اناران توڑ لا آگے دھرے — ترش تھے جب انکو توڑے اور چکھے
پھر کہا خاوند باغ ای بوالعجب — ترش اناران توڑ لایا کیا سبب

وہ کہے مجھکو نہین کچھہ بھی خبر — کون شیرین کون ہی پس ترش تر
لیکے آیا تو تر جو تھے خوب صاف — سرخ رنگین جو رکھتے تھے شگاف

پس کہا ہی باغ مین مدت سے تو — چاک کر دیکھا نہین کیا ہی کبھو
پس کہے ادہم نے تو کر اعتبار — باغ پر مجھکو دیا پاس اختیار

تا امانت سے نگہبانی کرون — پس امانت مین خیانت کیون کرون
مالک بستان سنا یہ بات جب — اسطرح کہنے لگا ہو کر عجب

کہ تو ابراہیم ادہم ہی مگر — ظلم جو کرتا ہی اپنی نفس پر
نام اپنا جب سنے مرد خدا — بولتے تھے ولیکن تو رسوا ہوا

پس چلے اُس باغ سے اُٹھہ بیدرنگ — ہانک مارا باغبان ہو کر تنگ
مین نہ یاد وہ اب تجھے دیتا ہون مال — تو نکر جانیکا ہرگز یہہ خیال

عارف حق پھر دئے اسکو جواب — پارسائی کا دیا مجھکو خطاب
پس جو کچھہ دیوے سو وہ مجھکو نہین — پارسائی کو مری دیوے یقین

مت ملا مجھکو مری کر بات گوش — مین اول دنیا مین ہون دین فروش
بول کر اپنا قدم رکھہ راہ پر — برق کے مانند ہوے غیب از نظر

بعد چند حضرت شیخ شفیق — واقف اسرار ہادی طریق
دیکھہ کر ادہم کو ملک شام مین — یون کہے تو بول ہی کس کام مین

جو تھا اُوروں کے سیتی اندر — لب کی دریا نے باہر بکھر
مین کبھی اس شہر سے اُس شہر کو — باد کے مانند پھرتا رہون

لعل سا گوہ مین کرتا ہون شمار — گہہ ہون آہوی صحرائی کا یار
دیکھتا ہون ہر طرف کر کر نگاہ — تا ملے کہین ایک لقمہ بے شباہ

گر نہ سالک لقمہ یک بر وجہ پائے — شاہ منزل کا چہرا نا نجھائے
تا کرے جو قوت خالص کی طلب — یاد بیجا صل ہی کوشش اسکی سب

دیکھہ یہان تک چشم اپنی کر کے باز — کہ تجھے کس بات کا ہی امتیاز
قوت خالص منشر انسان ہی — قوت بیجا شرکت شیطان ہے

حکایت حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

کوئی ادہم سے کہا ای پیشوا — شمع ایوان ولایت پر ضیا
ہی جوان یک پاک سیرت خوش خصال — نشہ اسرار سے سرمست حال

مستغرق ہی وجد مین سر تا قدم — دور نین حالت سے اپنی ایکدم
جب کئے ادہم نے یہہ گفتار گوش — شوق کی دریا نے ماری لہر جوش

موج کے مانند جلدی اُٹھہ چلے — ڈھونڈھتے القصہ کہین اس سے ملے
دیکھہ ادہم کو باعزاز تمام — شرط حرمت سے بجا لایا سلام

پس کہا ای شیخ کر مجھہ پر کرم — رکھہ مرے گھر مین دن اپنا قدم
کر قبول اُسبات کو شیخ زمان — مین پھرائے اسکی خواہش عنان

سہ شبانہ روز کر اُس جا مقام — حالت وجد اُسکی پائے ہین تمام
حالت وجد اسکی دیکھے باکمال — پیچ کھائے تو ہوئے نون کے مثال

وجد میں وہ عرق ہی ہر رات یون / مین جو ہون اس شے سے بیہودہ گرین
مجھکو بانا قوت اسکا ہی ضرور / وہ ہی خالص ہای شیطانکا غرور
بھرنحس قوت کا اسکے گئے / لقمہ خالص تھا یہ سن کے
ای فلانے مرد زاہد خوش مزاج / گھر میرے افطار کر روز یکو آج
بعد اسکو لے چلے وین اپنے گھر / لا رکھے آگے جو کچھ تھا ماحضر
شیخ کا وہ لقمہ خالص طہیر / جب ہوا معدہ مین اسکے جاگیر
سب نکل گئی وہ خمار یکبارگی / وجد و حال مستی و سرشارگی
بیقراری اور بے خوابی تمام / جاری آیا اصل پر والسلام
پس کہا ای شیخ کیا مجھکو کیا / کہ مراتب وجد بالکل گم ہوا
شیخ بولے تھا یہ لقمہ دسیسم / جسمین تھا آمیز شیطان رجیم
قوت کا تھا وہ نیز اسرار فساد / وہ فساد اپنا تجھے آتا ہی یاد
وجد حق اور بیخودی کچھ ہی / یہ نہین بل اسکا و سرا طہی
لقمۂ خالص شکم مین جبکہ جاے / جو کہ باطن مین ظاہر کر دکھاے
کیا تو سمجھا ای کہ یک بد خصال / کھا کے بیجا قوت پاونگا کمال
رکھ شکم مین بھرکے تب حرام / کشف چہتا نوش کر غفلت کا جام
تو ضلالت مین ہے سرسے پاتلک / کیون کھلیگا کشف کا تجھ پر جھلک
شکم آلودہ ہی از قوت خلل / صافی دل ہو کہان ای پر دغل
رکھ شکم اپنا تو قوت بد سے دور / تا ترے دل کو ملے نور ظہور

حکایت حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

ہی روایت ادہم عالی تبار / جا کے کوچ کر آیا چند بار
لیک ہر گز وہ کبھی صاحب صدر / آپ حرم سے گئے نئین جلق تر
بادشاہ کا تھا وہان قول و رسن / اس لئے نئین مدینے کے انبادہن
پس نگہ کر دیکھا کیا یہ بھی / عقل کی گر تجھکو بینش تیرا ہی
کسطرح اپنے کو وہ مرد خدا / غیر کے احسان سے رکھے جدا
نام مردی ہے ہو کیون تیرا نمود / جب تو سمجھے نفت کو مادر کا دو
جز خدا کس سے نرکھ تو کچھ نیاز / لقمۂ بے بوجہ سے کر احتراز

حکایت حضرت احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

تھا صدف جسکے سخن کا در سے پر / یون ہوا یا نقل ہے رشتے دین
کہ امام عالم کے احمد حنبلی / رہنما ارت کے شمع تجلی
ساکن بغداد گرچہ تھے مدام / لیک نئین کھاے کبھی ان کا طعام
کہ دوئے تھے حضرت عادل عمر / غازیون کو ملک سب وقف کر
پس کسی کو بھیجکر وصل کنین / نان کا آتا منگاتے تھے یقین
بھی پسر تھے اکو یک صاحب جاہ / نیک نیت پاکباطن خوش خصال
زہد اور طاعتین تھے وے بیشمار / نام صالح صالحی مین نامدار
از قضا وہ ملک صفہان کے اندر / نایب شرع پیمبر تھے مگر
یاد مین حق کے رہین ہر روز و شب / گھر کا در رکھتے کھلا وے با ادب
کہ اگر کوئی وہان مقصد کھلے آئے / دیکھ در بستہ پلٹ محروم جاے
کر قضاوت عدل سے یکساں اہم / باپ کے ملنے کو آئے قصد کر
ایکدن حنبل کا خادم از قضا / قصد روٹی کے پکانیکا کیا
تا بہ روٹی کا نہین تھا در حضور / جا پسر کے گھر سے لایا بالضرور
پس نکار روٹی رکھا حنبل کے پاس / دیکھ روٹی کو کہے وہ حق شناس
بول مرے سے تو ای فرخندہ خو / کیون نکالا یا ہی روٹی روبرو
پس کہا خادم ادب لا کر بجا / ای جہان کے رہنما و پیشوا
تھا نہین تو آسو مین جا بید رنگ / گھر سے تجھ فرزند کے لایا ہون سنگ
بس کہے وہ تھا قضاوت کے اثر / بھی حکمرانی کیا یک سال بھر
مجھکو یہ روٹی نہین کھانا روا / اسمین ہو گا خلق کی بو بے ریا
عزم خادم کیا پس کیا کرون / پاک سے دیون لجا باجب پھر ون

بعد فرمای کہیں سایل اگر
چار دن تک خواہش ہوتی ہے تمام
جب امام اسبا کو خادم پایا
رکھیں طاعت کے تہے سب ماہ و سال
بیٹھکر ہو موت کے دن سے مدام

او نگا تو کرادل اسکو خبر
نین سنے سایل کا اس کدیے مین نام
ہر گز اس پانی کی پاسی کو نکھای
غیر حق انکو نہ تھا کچھ قیل وقال
خواب و خور بن کچھ نہیں کھتا ہی کام
رکھہ قدم ثابت خداوند جہان

کر تو اصالح کا اور آتا مرا
پانچوین دن خادم نکو وصال
اسطرح سے تھا بزرگونکا طریق
تو سو آسودہ ہو گھر مین بیٹھہ کر
شرم لے کچھ لین ای مرد نیک
رہنما ہوتا ہی تیرا بی گمان

گر لبوے تو دہی و گرد ا ہوا
کہیں دیا پانی مین اس نے حق کو دل
تھے تہے شہو حق مین ون نسد غریق
نفس کے قطرہ مین حق سے بیخبر
کب تلک شیطان کا ہو کا شریک

حکایت بادشاہزادہ نومسلم

جو سخن کے باغ کا ہی باغبان
حق کیا تھا اسکو فرزند یک پید
ہو کی ہے سے من لشاسی فراز
از قضا ہوی بادشاہ کو یہہ خبر
کیا سخن یہہ طرفہ تر ہی باصفا
تھا جوان القصہ جنگلمین مقیم
فضل حق ہو حال پر اسکے مرد
گرچہ بیماری وہ رنجور تھا
جب گئے نزدیک جا اسپر نظر
پس کہے شیبان اسکے ہو با ادب
شیخ نے اسبات کو اٹھہ سد رنگ
لا رکھے آگے کہا ای با ادب
کسطرح لایا گیا ہی بہا نار
وہ کہا ای شیخ ہمسایہ ترا
پس کہا وہ نین مجھے کھانا حلال
شیخ بولے اسکو ای غافل گر
شیخ بولے وہ کہان اور نار کہان
بات یہہ سن وہ جوان یکہ مار

یون دیا گل اس حکایت کا نشان
ظلم جو رکھتا ہی بفعل یار یزید
کفر سے دلکو رکھا تھا اپنی باز
خون پر فرزند کے باندہا کمر
دوست کا اپنے نگہبان ہے خدا
چشم حق پر خلق سے بی ترس و بیم
تیرے پا تک ہو گیا غرق شہید
لیک یاد حق سے نت مسرور تھا
سخت بیماری تھی اسکی جان بر
مین کرون حاضر اگر کچھ ہی طلب
رہن تیشہ ایک ہمسایہ سے سنگ
لے جو کچھ کرتا تھا دل تیرا طلب
بولتا دل کو مرے ہووے قرار
کچھ نہین تھا راہ حقین پارسا
ہاتھ مین تھا سو دیا ہی وہ دردا
بول جے کچھ آرزو ہووے دگر
راہ سیر روز کی ہی درمیان
ہو گیا مانند ان اشکبار

کہ اتھا یک بادشاہ بت پرست
نیک کردار و پسندیدۂ خدا
درج دلکو گوہر ایمان سے بھر
جب کیا فرزند کہین یہہ بات گوش
دوستی سے گر خدا کی ہو اساس
تھا عبادت مین قدم رکھ صبح و شام
جب اسی حالتمین گئی کی دن گذر
قصد کر ملنے کا اسکے ایکبار
اینٹ لیکر زیر سر کر فرش خاک
وہ کہا ای شیخ عالی نامدار
لکڑیان جنگل سے لاے نامدار
دیکھہ اسکو وہ جوان پارسا
شیخ لا جسطرح اس طرح سے
وسے کہے واللہ اعلم بالصواب
بعد اسکے مرض افزون ہو گیا
وہ کہا مین اب مجھے کچھہ بھی خیال
تو ہوا ہی آج یہان یون جان طلب
اشک افشان تھا جو وہ حضرت شیخ

زشت صورت بعدل اہمت مین سست
صالح و پرہیزگار و با حیا
تھا مسلمان ہو کے پنہان وہ پسر
چھپ گیا جنگلمین جا کر ہو خموش
دشمنی سے دشمنون نے کیا ہراس
خواب طاعت یاد حق اسکا طعام
بعد از ان کی اسپر بیماری اثر
گئے ابراہیم شیبان نامدار
بیقراری سے ہی غلطان و پاک
آرزو میری ہی یک شیرین انار
بیچکر انکو خریدے یک انار
یون کہا ای شیخ عالم خوش لقا
ٹکبیک اس مرد سے سب کہدیے
نین مجھے معلوم کچھہ اسکا حساب
نزع کی حالت مین تھا مرد خدا
چاہئے ممشاد کا روشن جمال
دور کی رکھتا ہی تو نا حق طلب
وقت مغرب کا ہوا تھا عنقریب

بس ہوا مین تھا ابھی وقت عشا
پیر ممشاد آکے پہنچے از قضا

ابن کے ممشاد کو شیخ انام
اب کہو پیر سے ابھی قطب انام

گھر سے کب نکلے ہو تم کہیے بیان
کیونکہ تم پہنچے بہت جلدی یہان

پیر بولے فرض مغرب کو گذار
اس طرف آنا کیا ہون اختیار

شیخ سمجھے وہ جوان ہو کر ملول
کی دعا سو حق کیا دعوت قبول

دیکھ القصہ جوان ممشاد کو
صاحب دل سعد ان رشاد کو

جلد ویسے حال مین اٹھکر جوان
جا ملا ممشاد سے ہو شادمان

پیر اسپر مہر کی کر کر نظر
اسکو سینے سے لگائے کھینچکر

حکم حق سے وہ جوان پاکباز
جان جان کو جان کیا اپنا نیاز

اس اوپر رحمت خدا کی جاودان
دوست پر یون جان فدا ہین دوستان

دوستی کی گر تجھے ہی کچھ تمیز
جان اپنا دوست سے مت رکھ عزیز

ترک جان کر دوست کی گر ہی ہوس
مرد ہو مرد یکا ہی گر تجھکو کس

حکایت مرد پارسا

تھا روایت سے جو کوئی آگاہ تر
یون سنا ہی اس حکایت کی خبر

قوت خالص ہو نہ تا ایک بار
شام سے آیا خراسان کو چلا

لوگ وہان کے اسکا مطلب کر قیاس
بولی اسکو جا حسن بصری کی پاس

پس جوان وہ شام سے بصرہ کو جا
شیخ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا

وہ اول خدمت مین مطلب کر ادا
پھر کہا ہون منتظر لطف کا

شیخ بولے مین مرا کچھ قوت صاف
آرہا ہی اسمین از بس اختلاف

تین دن گذرے اوپر ہو نا صبور
روزہ اپنا کھولتا ہون بالضرور

ہی یقین مردار از حکم خدا
تین دن کے بھوک والیکر وا

گر ترا اچھا ہی دل قوت حلال
جا فلانے دہ کو تو بی قیل و قال

ایک دہقانی وہان ہی زندہ دل
قوت خالص پاؤ گے جا اس محل

پس جوان وہ بات سنکر شاد باد
اٹھ چلا از بسکہ ہو کر دلشاد

جا کے پہنچا ایک اس جاگے پر
تھا جہان دہقان اپنا باندھ گھر

دیکھتا کیا ہی کہ دہقان ا پیر
خود عبادت مین گھٹتا ہی حصیر

وہ کئی بیلون کو جنگل مین لیجا
ہی چراتا ہاتھ مین لیکر عصا

ایکطرف چشمہ ہی پانی سے بھرا
یکطرف ہی گھاس تازہ اور ہرا

گرد اوسکے بیلان پھرین پانکو پائین
اس طرف جا مین تو جا کر گھاس کھا

پس جوان کے پاس جا وہ پارسا
باادب بولا سلام ای رہنما

مرد دہقان کہہ علیک کھول لب
پوچھا کیا مطلب تہا ہی بول اب

بات سن اسکی جوان نور رو
پس کیا مقصد کو اپنے سب نمود

سن جوان کی بات وہ دہقان مرد
درد دل سے ایک نکالا آہ سرد

پھر کہا ای طالب قوت حلال
گر تو کرتا مجھسے آ آگے سوال

آرزو تیری برآئی ہو بہو
پہنچتا ہر حال مین مقصد کو تو

لیک اب سے تو تین روز سے شباہ
وہ شباہ اب بولتا ہون کہ نگاہ

کہ مین اپنے بیل کو پابند کر
تھا چراتا عادت معہود پر

اتفاقا بیل میرے کر کے جنگ
گی پرائی کی زمین پر بیدرنگ

اس مین پڑتی تراوت ناگہان
پاؤن بیلون کے بھر کیچڑ سے وہان

مین نے جبکہ انکو لانا ہانک کر
پاؤن مین بیلون کے تھا کیچڑ مگر

سو کہ کر میری زمین مین گی نکل
اس سبب سے تو تین روز سے خلل

پس سے میرے تو مین بس مجھکو ننگ
ای جوان تو اب مجھے معذور رکھ

قوت خالص اس طرح باریک ہی
قوت تیرا سر بسر تاریک ہی

تو ہی بخود نفس کا پیکر شراب
گر دیا قوت کا خانہ خراب

نفس تیرا اچھ تیری گردن اوپر
پھرتا ہی جسطرف جاتا اوسکے

دوست تیرا جسکو بولا ای رحیم
تو ہی بس دشمن کا نت ہو کر ندیم

دیکھ ان مردون کی ہمت ار نظر
راہ مین صاحب کی باندھ اپنی کمر

حکایت مرد بزرگ

تھا کسی ملک مین کوئی مرد پیر
محسن و پرہیزگار حق پذیر

ایک شب آئی دلمین اسکی یہہ خیال — ڈھونڈھتا تھا روز و شب قوتِ حلال
ایک مدت تک جنگل مین وہ رہا — گھانس کھا کر تھا عبادت مین سدا
بعد اسکے خواب دیکھا ایک شب — مرد کوئی کہتا ہی آکر با ادب
بس کرو معلوم ای انا ہی کلی — کہ نہین کچھ قوتِ خالص مین وقار
شکم کو کر پاک پہلے ای گدا — پس تجھا کر دیکھ اسرارِ خدا
عاقبت کسیر مگر کچھ اعتبار — گھانس کھانیکو کیا پس اختیار
یہان تلک اس گھانس کا ہوکر اثر — رنگ اعضو نکا ہوا تھا سبز تر
اب ہوا ہی شکم تیرا صاف و پاک — پس نہین تیرے تئین فکر ہلاک
شکم مین جسکے رہے قوتِ حرام — کیون دیکھیگا اسکے تئین سرِ تمام
ہوویگا جو عارف اسرار رب — قوتِ خالص کی رہے اسکو طلب

حکایت مرد حسن بزرگ

جو قلم فوجِ سخن کا تھا علم — یون کیا ہی اس حکایت کو رقم
یکبیک تھے ڈھونڈھتے سر کو چھپا — لوگ سب مل انکو پوچھے کیا گیا
ڈھونڈھتے تھے یار بھی مل جا بجا — ناگہان وہ مرد حسن کے تئین ملا
شیخ بولے مجھکو ہرگز نین یقین — کہ یہہ میرا مال ہی یا ہی نہین
محض حضرت پاس تھا یہہ یقین — آگاہی ہی بس اسمین شک نہین
مال میرا ہی نین مجھکو خیال — غیر کا ہووے تو شاید ہی مجال
یہہ سخن مجھکو کہان ای بوالفضول — اور دے مفت کرنا ہی قبول
ناحیا تجھکو ہی نا ترس خدا — شکم رکھا واسطے قوت ربا
عقل ہی تو فکر اس روز کی — رنج و محنت جان کر کھا سوز کی
تھے حسن کرکے بزرگ نامور — ایکدن یارون مین بیٹھے تھے مگر
تب کیے تھا ہاتھ مین کچھ سیم و زر — گریہ سودا ڈھونڈھتا ہون خاک پر
بس لگے رونے کو جوان اہر بہار — یار پوچھے کیا سبب ہوا اشکبار
یار بولے ای بزرگ نامور — اہل مجلس سے نہ کوئی کہتے تھے زر
شیخ بولے مجھکو یہہ اندیش ہی — کہ حسنا عاقبت در پیش ہی
الغرض شیخ اسکو ہرگز نین لئے — تھا پرا جب جا آخر دھر دے
نفس تیرا دوست ہی اور شکم بیر — دشمنون کے قید مین ہی تو اسیر
مال کو لوگون کے سمجھا ہی حلال — عاقبت کا کچھ نہین کھا خیال
اسطرح اسحاق بیت ہو تلخ گو — فکر اپنی عمر ضائع نہ کھو

حکایت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

تھا جو کوئی گنج سخن کا جوہری — یون کیا خامے سے جوہر گستری
لوگ سارے پڑھ نماز سب گئے — بس اکیلے شیخ مسجد مین رہے
ایکنے بولا وہ مسجد کے پاس — آدمی کی جان مجھے آتی ہی باس
پھر کہا افسوس ہی مرد صفا — جہد کر ملک ولایت کو لیا
جو مخاطب تھا فرشتہ سو کہا — اُن نے تاریکی ہی ایسی کیا خطا
اپنے دامن مین اسی خرما کو لے — چھو کر دوکان اترا یا تلے
وہ جوان خرما ہی اپنا کر خیال — اسکو لے کھایا سمجھ کر ہی حلال
جب کئے ان پاک ادہم نے گوش — ہوگیا پرواز انکا مرغ ہوش
دل پریشان چشم گریان سر برہنگ — چھوڑ مسجد کو چلے باہر بہ تنگ
ایک شب تھے شیخ ادہم نامور — مسجد بیت المقدس کے اندر
غیب سے پیدا ہوے از حکم رب — دو فرشتے جب گذر گئی نیم شب
دوسرا اسباب کہو لا وہان — کہ پسر آدم کا ہوویگا یہان
بعد اسے ایک خطا ہو کر صدور — ہوگیا اس رتبۂ عالی سے دور
پس کہا اسنے کہ وہ مرد مجید — تھا گیا بصرہ مین جا خرما خرید
از قضا خرما کا دانہ یکدگر — تھا زمین پر سو اسے آیا نظر
جب گیا معدہ مین وہ خرما مقام — اٹھ گئی اسکی ولایت وہ تمام
رنگ اُترا ہوگئے رخسار زرد — سوزش دل سے کئے یک آہ سرد
قصد بصرہ کا کئے دلمین قرار — جست چالاک ہو چلے وین قرار

العرض پھر مین جاکرے خروش ۔ دھونڈھ کر کہین پایا وہ خرما فروش
اپنے خرمے جین سے یک ہنر کچھ بو ۔ رکھ دیے بقال کے آگے وہ زر
شیخ بولے مین پڑے دوکان سے ۔ لے گیا خرما بیکتین تھا مول دے
کھالیا سو اسکا ہون تقصیر وار ۔ مین ہوا حاضر خطا اب گذار
بول کر شیخ اسطرح خرما دے ۔ معذرت کر ہر طرح بخشا لیے
پہنچکر مسجد مین پایا جب قرار ۔ نیم شب گذری تھی پھر کراما یار
شیخ کو دو نو سے یک نے دیکھ کر ۔ کون ہی کہنے لگا جو یہ بشر
نام بھی اسکا گیا تھا از خلل ۔ دوستان حق کے دفتر سے نکل
لطف سے حق بخش کر اسکا گناہ ۔ فضل کی اسپر کیا ہی پھر نگاہ
شیخ سنکر یہ کلامی قیل و قال ۔ غم بسر جا ہوگئے پھر شاد حال
شیخ ادہم چھوڑ کر اپنا دیار ۔ عیش اور شاہی کو ساری لات مار
عمر ساری ... کے رنجش مین قیام ۔ پائے آخر کو ولایت کا مقام
کشف ... ار انکا جا سارا نکل ۔ آگیا انکی ولایت مین خلل
شرم لے اس فعل سے اب در گذر

اور کچھ دیکر درم اس مرد کو ۔ پھر کے خرما خریدا و نیک رو
پس کہا بقال وین ہو کر عجب ۔ کیا سبب دیتے ہو مجھکو بے طلب
یہان تر ایک دانہ خرما دکر ۔ تھا پڑا سو اسکو اپنا جان کر
یا تو اس خرمیکو لے نا دیر کر ۔ بھی مر حقین دعاے خیر کر
پس چلے پھر وہان سے شیخ باشرف ۔ آئے ہین بیت المقدس کی طرف
ہوے فرشتے قدرت لاریب سے ۔ ہوگئے مسجد مین حاضر غیب سے
دوسرا بولا کہ ہی یہ شخص و ۔ جو پریشان تھا ولایت اپنی کھو
وہ نکل کر یہان سے پھر بصرے کو جا ۔ دیکے خرما عذر کر بخشا لیا
حق سے یک ہوتی ہی احسان کی نظر ۔ نام اسکا پھر سے لکھے دفتر اندر
ایعزیز اس بات کو سن ہوش سے ۔ پنبۂ غفلت جدا کر گوش سے
محض حق کی راہ مین ہو بے نوا ۔ چھوڑ طاعت مین سبے حرص و ہوا
ایک خرما غیر کا نا جان کر ۔ کھائے سو عدین تھا اسکا اثر
حال تیرا ہوویگا کیا کچھ بچار ۔ کیا سمجھ غفلت کیا ہی اختیار
پارسایان کو لگھا پرہیز کر

حکایت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

جو روایت کا شمع روشن کیا ۔ یون سخن کی بزم کو رونق دیا
علم مین کامل ریاضت مین کمال ۔ کون تھا ابرار مین انکی مثال
کوئی میوہ خشک و تر کچھ تین ۔ رغبت دل سے کبھی کھاتے نہین
نقل کرتے ہین کہ مالک ایکوقت ۔ ہوگئے تھے از قضا بیمار سخت
کیونکہ بیمارونکی عادت ہی تمام ۔ بعد صحت مانگتے ہین طعام
آرزو سے نفس کے ہو کر تنگ ۔ اٹھ چلے بازار کو ہو بیدرنگ
اسکو اپنی آستین مین دھر لئے ۔ ایک کوچے کی طرف ہو چلدیئے
اس جوان کے ساتھ تو جلدی سے جا ۔ گوشت لیجانا کہان سو دیکھ آ
حال خادم کا بھشیار دیکھ کر ۔ ہو تعجب مین کہا کیا ہی خبر
آستین سے گوشت کو اپنے نکال ۔ تین بار اسکو سونگھا مرد کال

مالک دینار دانائے رموز ۔ تھے سراپا گنج عرفان کے کنوز
کہ ریاضت تھا انکا تھی انکتین ۔ وہ کبھی شیرین ترشی کھاتے نہین
عمر بھر مین بھی کسی حالت مین کہین ۔ سالنے کے ساتھ روٹی کھائے
بعد صحت شیخ کو بے اختیار ۔ گوشت کی ہوئی آرزو دل بیقرار
نفس پر ہر چند کر دیکھے جبر ۔ مین رہا کچھ صبر کا لیکن اثر
بس بھشیار ریکی گئے دوکان پر ۔ گوشت یخنہ کچھ لیے دے سیم و زر
وہ بھشیار دیکھ کر حیران ہو ۔ پس کہا شاگرد کو ای نیک خو
پس گیا شاگرد ہو کر برق وار ۔ پھر کے آیا غم سے روتا زار زار
پس کہا شاگرد وہ مرد خدا ۔ گوشت کو لے ہاتھ مین گوشے مین جا
پس کہا ای نفس تجھکو اتنا بس ۔ اس سے زاید تو نکر ہرگز ہوس

بعد اسکے آستین مین گوشت ہر
لے چلا گوشے سے باہر قصد کر

ایک بھوکھا راہ مین اسکو ملا
گوشت کا ٹکڑا نکال اسکو دیا

دلکو سمجھایا کہ ای نفس ضعیف
خوب ہی رہنا نرا ہو کر نحیف

مت سمجھ کرتا ہون مین تجھ پر ستم
مین ستم ہی وہ سراپا ہی کرم

ہی مجھے اسکا بھی فکر و تمیز
نین ترے بن کوئی اسے تین عزیز

اس سبب کرتا ہون تجھ پر رحم کو
تا صبا دوزخ سے تو آزاد ہو

اور تیری محنت و رنجش تمام
راحت جاوید سے بدلے مدام

وہ عجب دولت ہی راحت پر کمال
جسکو ہرگز نا رہے فکر زوال

دیکھ کر اسکی جوانمردی مجھے
درد یک پیدا ہوا دلمین مرے

کھول آنکھان دیکھ ای مرد عزیز
گر ترے مین عقل کی کچھ ہی تمیز

مردیون ہوتے ہین سختی ابر
آرزو کو نفس کے سب توڑ کر

پس دیا راحت مین جسم اور جان تو
نفس کی کرتا ہی تل تل آرزو

دل ترا ہی نفس کے فرمان مین
پھر کہان ہووے یکھانت جامین

دوست کی تو دوستی کو چھوڑ کر
دوستی دشمن سے ہی نت جوڑ کر

دوستی دشمن کی بالکل توڑ ڈال
دوست کا پھر دیکھ لے روشن جمال

تو فنا جب تک نہ ہوویگا یہان
دوست کو اپنے نہ پاویگا وہان

دوست کی ہی آرزو تجھکو اگر
ایکقلم سب آرزو کو ترک کر

اصل مین ایسا عارف کی پاس
ایکدل وہ آرزو کی ہووے یاس

چھوڑ دے سب آرزو و اسحاق اب
آرزو مین دوست کی رہ روز و شب

حکایت حضرت حبیب عجمی قدس سرہ

یون نکالا ہی سخندان بی حجاب
لب کی مشرق سے سخن کا آفتاب

کہ حبیب عجمی کو تھی شام و سحر
آرزوئے گوشت بریان مگر

سال و مہ کر کر نصیحت آپنے
باز رکھتے نفس کو تھے گوشت سے

جب گذر گئی اسطرح سے آٹھ سال
صبر کا مایہ ہوا سب پایمال

نفس کرنے کو لگا شور و فغان
ہو مرے پر ایکساعت مہربان

پس کہے ای نفس تجھ بیداد سے
جان تنگ آیا ہی نت فریاد سے

اٹھ چلے بازار کو وین بالضرور
آئے بریان گر کے دوکان حضور

پس درم یک دیکی بریان مول لے
آستین مین ہر طرف گھر کو چلے

از قضا کین راہ مین یک طفل پا
دیکھتے تھے اسکو با مہر و وفا

پس کہے اسکو کہ ای طفل حزین
باپ تیرا ہی جہان یا نہین

طفل بولا مر گیا میرا پدر
بیکسی مین مجھکو تنہا چھوڑ کر

اسکو پوچھے باپ کا کیا نام تھا
نام اپنے باپ کا لڑکا کہا

شیخ بولے وہ مرا تھا دوستدار
مونس غمگین تھا ہو یار غار

ہاتھ مین کسکے ہین اب کوئی چیز
جو تجھے دیون مرے پیارے عزیز

بول کر وہ گوشت تھا سو اپنے پاس
دیکے لڑکے کو چلے وہ حق شناس

دلکو بولے وہ یتیم اور بی نوا
گوشت کھانا تجھکو ہووے کب روا

حق پرستونکا ہی دستور یہی
پس ترے سے بات یہہ بن دوری

رنج اپنی جان پر لیکر تمام
خلق کو راحت رسان رہتے مدام

نفس کی راحت کے خاطر تو سدا
خلق کو ڈالا ہی رنجمین ای گدا

وے رکھے تھے نفس کو معزول کر
تو رکھا ہی اسطرح مقبول کر

پس ترے سے یون کہان سے ہوسکے
پھر کہان مقبول ہوگا دوست کے

راتکو جون شمع دن کو مثل سور
آپ جل اور بخش سب عالم کو نور

حکایت حضرت ابو القاسم

نقش پر آرو ایات پسند
یون ہوا کلک سخن سے نقش بند

کہ ابو القاسم بزرگ نامور
تھا اقامت جنکا فارس کے اندر

ایکشب بیدار بیٹھے تھے مگر
حق سے آگاہ خلق سے ہو بیخبر

نیم شب گذرے پہ سب عالم کے گوش
ہاتف غیبی سے پہنچا یک خروش

کہ ہمارا دوست ایک جنگلین پر
قید مین ڈالا ہی اپنے کو جگر

وادی سباع مین تم جلد جاؤ
قید سے اُسکو چھڑا کر زود لاؤ

اس ندا کو سنکے شیخ محترم
گھر سے نکلے جونکہ باد صبحدم

باہر آ دیکھے ہجوم خاص و عام
شہر سے باہر چلے ہین تمام

شیخ بھی ہو ساتھ اُنکی زود تر
وادی سباع مین پہنچے مگر

بو الحسن نوریکو سب دیکھے وہان
کھود کر ایک قبر تھے تسمین نہان

لوگ اُنکو لائے باہر زور مار
شہر مین لے آئے کر مرکب سوار

پس اُتارے لا ابو القاسم گھر
تھے کئی دن بو الحسن اُس جای پر

قصد جانیکا کئے جب بو الحسن
بولے بو القاسم کہ ای شاہ زمن

کیا سبب اسرا کہ تم گور مین
تھے یکا عالم ہو رہا تھا شور مین

بو الحسن فرمائے ای شیخ امام
ایک جنگل مین ہوا تھا خوش خرام

شہر فارس دور سے آیا نظر
مین گیا تھا اُسکے جب دیکتر

دیکھ فارس نفس خوش ہو کر کہا
شہر مین تو آکے بیچا ای گدا

دوستان تیرے یہان ہین با تمیز
لاکے دیوینگے تجھے تحفے عزیز

شرط مہمانی کو لاوینگے بجا
نعمتین ہر طرح کی تو کھائیگا

تو فراغت سے رہیگا چند روز
بھول جاویگا سفر کا رنج و سوز

پس کہا مین نفس کو ای بدخصال
کیا سمجھ کر تو ہوا ہی شاد حال

آرزو کا دوست تو کب سے ہوا
سرکشی تو ایسی کیون پیدا کیا

قید کرتا اب تجھے ہی بالضرور
تا رہے تو اس خیال بد سے دور

نا دکھاونگا تجھے ہرگز شہر
قید مین ڈالونگا جب تک جای قبر

اسطرح مین نفس کی گردنکو توڑ
قبر مین یا جہان کی آس چھوڑ

شیخ ابو القاسم سنے جیتے تمام
لیکے عبرت وہ گئے حاصل مقام

راہ مین مولا کے ہو ثابت قدم
نفس پر کرتے رہے جور و ستم

آنکو تو عمر ساری ای گدا
پالتا ہی نفس کو نعمت کھلا

جو کہ چاہے نفس تو دیوے مدام
نین پھراتا اُسکی خواہش سے لگام

رات دن تو ہو کے آسایش پذیر
کر دیا ایمان کو اپنے حقیر

نفس کو کب تک کریگا تو قوی
حق پرستونکی کیا کر پیروی

حکم مین تو نفسکے ہی دم بدم
حشر کی رسوائی کا نا کرکے غم

چھوڑ ای اسحاق یہ غفلت خراب
فکر کر دل مین کہ ہی روز حساب

حکایت حضرت حاتم اصم

تھا جو کوئی استاد و علم کہن
یون سنا ہی گوش کو درس سخن

ایکدن حاتم اصم شاگرد سے
دے درم بولے کہ گاجر مول لے

پس چلا شاگرد وہ لیکر درم
رہ مین پایا ایک پیر محترم

سر پہ اپنے ٹوکرا گاجر سے بھر
خوش چلا ہی بیچتا کوچے اندر

دیکھ شاگرد اُسکو بولا ای فلان
ٹک درم کے مجھکو گاجر دیجیے یہان

پس کہا گاجر فروش با وقار
صبر کر دیتا ہون یہ بوجھا اُتار

کوئی کھڑا تھا مرد اپنے در اُپر
پیر جا اُسکو کہا ای خوش سیر

گر اجازت ہو یہان ٹک بیٹھ کر
ایکدرم کے بیچتا ہون مین گذر

صاحب خانہ کہا ای باصفا
ہی اجازت بیچ لے بے دغا

بعد ازان وہ پیر اُس جا بیٹھ کر
شیخ کے شاگرد کو بیچا گذر

پھر خریدار اور ایک پیدا ہوا
وہ بھی گاجر ایکدرم کے مانگتا

پیر بولا اب نہ بیچونگا یہان
پھر کہین جا بیٹھ کر دونگا وہان

ہی اجازت مجھکو بیچون ایکدرم
اُس سے زائد نا کرونگا اور کم

پیر القصہ وہان سے اُٹھ چلا
پھر کسی جای مین بیچا حکم پا

شیخ کی خدمت مین شاگرد کرام
پیر کا احوال بولا ہی تمام

شیخ سنکر اُسکی وہ نادر مقال
یون کہے وہ ہی یقین مرد کمال

پھر کہے شاگرد سے تو اور جا
ایکدرم کے اُس سے گاجر مول لا

پس گیا شاگرد اُسکو ڈھونڈ کر
اسکو بولا پھر درم کے دے گذر

سر اٹھا کر پیر نے دیکھا بجھا
تھا جوان اول کا اسکو یون کہا

تو ابھی گاجر لیا پیر نے مرل
پھر کے آیا کتنی خواہش بچی ول

وہ کہا شاگرد حاتم کا ہون اب
یہہ گذر لیتا ہون مین اسکے سبب

پیر بولا واے حاتم باصفا
کیون ہوا ہی آرزو مین مبتلا

کہ جو کچھ چہتا ہی نفس بوالہوس
کر خریدا اس چیز کو دیتا ہی بس

شکر ہی خالق کا پیر نفس کو
ہی گذر کی سال بھر سے آرزو

مین کیا نین اسکو اب تک کامیاب
آرزو اسکی رکھا ہون کر خراب

دوستان حق جو رکھتے ہین کمال
نفس کو رکھتے ہین خود ذلت مین توال

تو بھی کچھ ای سالک راہ خدا
سالکون کی پیروی کرے سدا

گر مسلمانی کا ہی تیرا طریق
نفس کافر کو نکر ہرگز رفیق

نفس کی یاری سے پاویگا خلل
عاقبت کھویگا نا کرکے عمل

گر تو چہتا ہی کہ ہووے آبرو
نفس کی پس ترک کردے آرزو

نفس کے فرعون کو اول تو با
مثل موسیٰ یار ہو بحر وغا

گر تجھے اس راہ مین ناہو قدم
غرق ہو فرعون سا بے بیش و کم

حکایت حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

تھا روایت کے چمن سے جو نہال
یون کیا سرسبز یہ حسن مقال

کہ فضیلت سے فلک کے مشتری
مالک دینار مہر انوری

ایکشب کہین خواب مین دیکھے مگر
بولتا ہی شخص کوئی آدر نظر

کہ فلانی جا پہ ہی زندہ دل
وہ خدا کا دوست ہی جا اس سے مل

مست ہی وہ تشنہ اسرار سے
شوق رکھتا ہی تیری دیدار سے

مالک دینار کو تھا کام کین
نین ہوی فرصت مگر جانے تئین

اتفاقاً اسطرح سے تین شب
خواب دیکھے مالک دینار جب

چار دین ان پہ چلے جین ناگہان
جا کے پہنچے شخص بولا تھا جہان

ایک مسجد خوب تھی اس جا پہ پر
تھا جوان کوئی ایک اسمین خوش سیر

اسکو مالک دیکھ کر بولے سلام
وہ علیکی کو بجا لایا تمام

پھر کہا ای مالک دینار آ
مرحبا ای واقف اسرار آ

پس کہے مالک کہ دیکھے تم کبھی
نام میرا اسطرح جانے ابھی

وہ کہا جو تجھکو بھیجا ہی ادھر
وہ بجھاتی کی دیا تیری خبر

الغرض مسجد مین ہر دو ما کیا ز
آئے باہر پڑھ نماز ما بیا ز

پس جوان مالک کو اپنے ساتھ لے
لے گیا خود گھر کے تئین اعزاز سے

گھر مین اپنے خوش بخوش اسکو بٹھا
روٹیان دو خشک تھین آگے رکھا

تب کہے مالک اگر اس وقت پر
کچھ نمک ہوتا تو بہتر تھا مگر

پیرزن تھی ایک اس گھر کے اندر
اسکو بیٹی ایک تھی نیکو سیر

وہ کہی بیٹی کو اب جلدی سے تو
لا نمک کوزے کے تئین کھکر گرو

دختر پاکیزہ از فرمان پیری
لین لجا کوزیکو وہ گروی کھی

پس گہی لاکر نمک مالک کے پاس
کھائے روٹی با نمک وہ حق شناس

پس وہین لاے بجا شکر خدا
کہ قناعت مین ہی ہون مین سدا

پیرزن بولی کہ یہہ تولاف ہے
قول تیرا سربسر بے صاف ہے

گر قناعت تجھکو ہوتی ای جوان
کوزہ کیون ہوتا تھا گروی درمیان

شکر ہی مجھکو بفضل ذو الجلال
سالنا کھا کر ہوے ہین سات سال

شیخ سن اسبات کو ہوگی زبون
پس ہوا آنکھو سے جاری آب خون

ابر نیسان کے موافق اشکبار
باہر آئے گھر سے جون ابر بہار

بولتے تھے نفس کو ای بدسرشت
کیون کیا تو آج ایسا کام زشت

ای عزیز و دیکھنے بیان کر نظر
ہمت زن ہی بلند مردون اپر

تو عبث مردون مین کرتا حساب
لعنت مرد یکا کیا خانہ خراب

زن کی ہمت کا نہین تجمہ مین اثر
مرد کہنا تیرے تئین کیا جان کر

جو سکے تھے نفس کو کرخوار زار
ہین وہی وہ تو جہان مین مردکار

حکایت حضرت ذی النون مصری رح

راوی عذب اللسان شیرین مقال
آرزو تھی انکو سیویان کی مدام
جب گذر گئے آرزو مین برس
آج روز عید ہی ای نامدار
نین تو اب ہو جان لب مرتا ہون مین
کہ ادب سے آج کی شب کر قیام
بعد وضو کر شیخ جلدی اُٹھ کھڑے
روز روشن جب ہوا سیویان پکا
پھر وہی لقمہ دئے برتن مین ڈال
کوئی بولا ای بزرگ خاص و عام
شیخ بولے جبکہ مین لقمہ لیا
مین کہا ای نفس نین پہنچا ابھی
پس کھاوین یک کو لا رو برو
ایک لایا ہون پیام باشرف
رات کو مین عید کا تھا دن لگر
کہ یکایک آفتاب نور ذات
یک براق برق پر ہو کر سوار
کئی ملک کرتے ہین انکا اہتمام
کر نگاہ فیض مجھ پر ناگہان
بھی شفاعت سے مرے پا امتیاز
ہر طرح ذوالنون کے جا گھر کو تو
اور بول اسکو کہ یہ جور و جفا
کچھ تناول کرے تو اس دیگ سے
جب سنے ذوالنون پیغام کرام
رحمۃ للعالمین جنکا لقب

کیا سخن لایا ہی شکر کے مثال
لیک نین کرتے تھے دلکو شادکام
کچھ رہا نین صبر کی بازو مین کس
دے مرا مقصد مجھے کر کامگار
رحم ہی مرے اُپر کچھ ظلم نین
پڑھ دو رکعت مین کلام اللہ تمام
سب کلام اللہ دو رکعت مین پڑے
چاہے پھر وعدہ کرے اپنا ادا
ہاتھ دہو کر بیٹھ گئی وہ باکمال
آرزو تھی تجکو سیویان کی مدام
کر تکبر نفس یون کہنے لگا
آرزو کو تو نہ پہنچیگا کبھی
دست بستہ ہو رہا وہ نیک خو
خود بخود آیا نہین مین اسطرف
دیگ بھر سینوی پکایا اپنے گھر
سید عالم امیر کائنات
خوش چلے آتے ہین باعز و وقار
جبرئیل آتے تھے خود لیکر لگام
مجھکو فرمائے ادھر آ ای جوان
مغفرت سے حق کے ہو تو سرفراز
دیگ سینوی کی لیجا رکھ رو برو
نفس تیرا کب تلک کریگا ای گدا
نفس کو تک لطف سے آرام دے
آنکھ سے آنسو نکالے سرخ فام
گر کرین وے لطف مجھ پر کیا عجب

حضرت ذوالنون مصری پاک ذات
نفس کو رکھتے تھے وے شام و سحر
از قضا ویسے مین آیا روز عید
کہ مرے احوال پر کچھ کر کرم
شیخ بولے نفس کو ای زشت خو
نفس بولا ہی بجان و دل قبول
بیٹھے پھر بیدار دل عالی جناب
سیویان کی ایک برتن مین کئے
پس مصلے کے اُپر قایم ہوئے
دس برس بعد از پکائے جدھر
کہ ہوا مین بہر و رہ ہر حال سے
شیخ اس گفتار مین تھے از قضا
کر اول دستور اظہار ادب
مین ہون یک ادنی غریب باعیال
رات کو جب سیویان کھا سو رہا
رحمۃ للعالمین پیدا رسول
زلف رخسارون اُپر عنبر فشان
دست بستہ ہو ادب سے ہر طرف
ہی تجھے کچھ آرزو دل مین اگر
اُٹھ صبح کو جلد تر جون صبحدم
بھی مرے جانب سے دے اسکو پیام
ایک ساعت اس سے مل اور صلح کر
جمع رکھہ دامن وست جا اپنا مجھے
پس کہے ہو تو مین گنہگار کثیف
دے مرے پر کرکے خود مہر و میا

مصر مین تھے جو کہ شیشے مین نبات
جبکہ کر آرزو سے پھیر کر
نفس کہنے کو لگا غوغا مزید
کب تلک سختی کریگا اور ستم
کام کر گر آرزو چہتا ہی تو
نا کرونگا حکم تیرا مین عدول
تا کہ جب آیا فلک پر آفتاب
منھ اُپر لقمہ اُٹھا کر لے گئے
بھی نمازون کو ادا کرنے لگے
پھر کئے کھانے مین عذر اُسکے مگر
آرزو بر آئی اب دس سال سے
شخص کوئی یک بیک پیدا ہوا
یون کہا ای گوہر عالی نسب
رحم حق کا ہی ترے پر باکمال
خواب دیکھا ایک مبارک طرح کا
شافع روز جزا حضرت رسول
سب معطر تھے زمین و آسمان
حور و غلمان جلو مین تھے باشرف
کہ ملے تو مجھسے ور روز حشر
سو رہا نہ گھر سے باہر رکھ قدم
کہ پیمبر نے کہے تجھکو سلام
نین ہاہی اسمین طاقت کا اثر
بے شبہ حق سے شفاعت ہی تجھے
وہ رسول اللہ کہان ذات شریف
یاد فرما سو ہی شکر خدا

یاد فرمانے مجھے حق کے رسول
ای دلِ مخمور اُٹھ ہشیار ہو
نفس پر اپنے کئے تنگی قبول
آرزو کو جب کئے ہین پائمال
نفس کو مرشد بنا خادم ہی تو
جبتک تو نفس سے ہمراز ہی

حکم لازم ہی مجھے کرنا قبول
خواب سے غفلت کی کچھ بیدار ہو
تب شفاعت کے ہو سکا مئی سزا
معرفت کا تب کئے حاصل کمال
معرفت حق سے ہو تجھکو کبھو
پاس حق کے نا تجھے اعزاز ہی
رنجین رکھ نفس کو شام و سحر

بس گئے ہو باادب اُس تک پاس
دیکھ مردون کی ریاضت بیغلان
جب گئے ہین نفس کی ہستی خراب
تو تیرا ہی نفس کی ہستی اندر
توڑ دل سے آرزو سب نفس کی
چھوڑ دے آسودگی لے سر برنج
گنج سے البتہ ہوگا بہرہ ور

چند لقمے کھائے ہین وہ حق شناس
انتہا کو جسکے کچھ نہین ہی ٹھکان
ہستی باقیکو پاے بے حجاب
نشہ غفلت کی ہو مستی اندر
پس نگہ کر دیکھ کے رو ربی
تا ملے اسرار حق سے تجھکو گنج

حکایت حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

آ ہوئی نثت روایت بالنصاب
بس حسن بصری کو بصرے کے اندر
جب سرانے اُنکے جا دیکھے تھا
سر کے نیچے لیکے اپنے ایک اینٹ
بس حسن بصری کہے ای باتمیز
مالکِ دینار ہے اسقدر
طوق آتش ڈالینگے اُسکے گلے
پھر حسن فرمانے ای مرد خدا
دوستی سے تم رہو اسکے بعد
قوت خالص کھاؤ ہو آسان حساب
بات یہہ سنکر حسن یک آہ مار
پھر کہے مالک نے یون سن ای حسن
فرش ہی میرا یہی خاک مین
پس مرونگا تو تم اہل انجمن
طوق آہن یک گلے مین ڈال کر
پھر مرے پاؤن کو باندھ ہو کر رسن

تا خداوند زمین و آسمان
ناؤ لب سے نکالا مشکناب
یون ہوی الہام ہاتف سے خبر
ایک ذرہ حال بھی باقی نتھا
خاک پر لیٹے تھے اپنی دیکھے پت
لے سرانے لیئے کچھ یک نرم چیز
کہ دئے ہین ہمکو پیغمبر خبر
جسکی سوزش سے بدن سارا جلے
کچھ نصیحت کر کہ ہو وے دل صفا
مبتلا اُس پر نہ ہو وہ ہی پلید
قوت بیجا کھاؤ مت ہوگا عذاب
چشم سے جاری کئے آنسو کی دہار
دوستانِ حق کے شمع انجمن
گھر نہین مجھکو بجز چرخ برین
غسل دے دستور سے پہنا کفن
یون لکھو میری پیشانی کے اُوپر
کھینچتے لیجا دُتا جاے دفن
لطف سے مجھ حال پر ہو مہربان

کہ ہوی مالک کی جب آخر عمر
شیخ جعفر بن صبیح کو پیاتھ لے
خشک ہو جا خون نا کچھ گوشت تھا
اسطرح حالین بھی کہے دیبان
کہ تراتن ہی سراسر استخوان
ہی جو کوی اسن جگمین آسایش پذیر
بس قبولا رنجش دنیا کو مین
پس کہے مالک یہہ دنیای دغل
تم ہمیشہ زہد و طاعت کے میان
بھی جواب حق رکھو تیار کر
پھر کہے کچھ اور ہو تو بولئے
مال کسکا کچھ نہین میرے اُوپر
رات کو ہی شمع میرا ماہتاب
کر طلب ہر طرح سے تم ایکبار
مالکِ دینار عاصی پر جفا
کر دفن مجھ پر کرو لطف و کرم
فیض لاریبی کا اپنے کر ظہور

سخت بیماری کئی اُسپر اثر
چھوٹ بصرہ آگے مالک سے ملے
پوست اور ہڈیون سے تھا یک پنجرا
یاد حق سے دور نہین تھے ایکدن
اینٹ سے اُسکو ہی بخشش بیگران
آتش دوزخ ہی اُسکو ناگزیر
طوق آتش کا مرے مین تاب نین
ہی فریب و مکر میں سب پرخلل
تیر قامت کو خماؤ جون کمان
بے ریا ہو وہان ریا کا نین گذر
غنچہ لب یاد سخن سے کھولئے
نین کسی پر بھی مرا کچھ سیم و زر
دن کو سایہ نین مجھے جز آفتاب
ہاتھ مین زنجیر ڈالو استوار
عرصہ جگ سے قدم باہر رکھا
فاتحہ اخلاص سے پڑھئے بہم
مغفرت مجھکو کریگا وہ غفور

گوش کہہ انصاف برای بوالہوس
عقل رکھکو اگر ہی دسترس

کہ تھے مالک یک ولی معنوی
یک جہان کرتی تھی جنکی پیروی

حلم او تقوی مین تھا انکو کمال
نفس کو ازبس کئے تھے پائمال

زہد او رطاعت مین تھے شام و سحر
عمر سب گئے ریاضت مین بسر

باوجود اسکے رکھے تھے ترس و بیم
تب ہوی مقبول درگاہ کریم

تو نہین راہ خدا مین استوار
نا ترے دل مین ہے خوفِ کردگار

دن کو کر ابلیس کی فرمان بری
نفس کی کرتا ہی شب کو چاکری

یاد کو خاوند کے دل سے بسر
عمر غفلت مین کیا ہی تو بسر

بس ترا کس طرح رہویگا بھلا
حشر مین کیا منہ دکھاویگا لجا

مست ہو پیکے غفلت کی شراب
فکر کچھ دل مین نہ روز حساب

حکایت حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

غنچۂ لب بات کی باکر نسیم
یون وی مغز روایت کو شمیم

گنج اسرار خدا حاتم اصم
تھے دُرِ یکتای دریای کرم

ایکدن حجرے مین بیٹھے تھے صفا
ناگہان یکشخص وہین حاضر ہوا

شیخ کو بولا کہ ای صاحب قدم
ہی مرے گھر آج شادی کا رسم

لطف سے عاجز کی دعوت کر قبول
لائے تشریف نا ہو کر ملول

شیخ بولے مین کبھی دعوت کتین
نین گیا مرا تو یہہ دستور نین

رکھہ مجھے معذور کر مجھہ پر کرم
جا خوشی سے کر ادا اپنا رسم

بس جوان انسن خجل ہو کر کہا
تب وُسے حاتم اصم بولے بھلا

گر کرے تو تین شرطان میری سات
تب قبول آؤنگا مین تیری برات

پہلے مین چاہون جہا بیٹھون وہان
تو مزاحم نا ہو میرا ای جوان

دوسری یہہ شرط ہی ای نامور
مین جو چاہونگا سو کھاونگا مگر

تیسری یہہ شرط ہی اسوقت پر
مین جو چاہونگا سو دینا جلد تر

وہ جوان یہہ تین شرطان کر قبول
گھر مین لایا شیخ کو نا ہو ملول

لوگ سارے انسے بل تعظیم سے
لے گئے اعزاز او رتکریم سے

شیخ جب داخل ہوئے مجلس اندر
بیٹھ گئی یک جا کمتر دیکھ کر

تھین جہان لوگونکی ساری جوتیان
العرض حاتم اصم بیٹھے وہان

صاحب خانہ کہا در پیش آ
جا یہہ لایق نہین ای پیشوا

شیخ بولے شرط اپنی یاد کر
کیا گیا تو شرط کو اپنی بسر

جب سنا ہی وہ جوان ایسا نکو
لا علاجی سے رہا خاموش ہو

جب رکھے کھانیکو لا مجلس اندر
سب لگے کھانے کو کھانا سر بسر

شیخ بھی یک نان جو اپنی نکال
کھا رہے تھے یک طرف بیٹھے باکمال

صاحب خانہ کہا ہو باادب
کھانے کچھ کھانا مرے گھر کا اب

شیخ بولی شرط میری ہی یہی
جو مرا دل چاہے کھاونگا وہی

العرض جب لوگ سارے کھا طعام
قصد جانیکا کئے اٹھہ کر تمام

شیخ بولے گھر کے صاحب کو بلا
تین توے گرم کرکے جلد لا

صاحب خانہ توون کو گرم کر
لا رکھا وین شیخ کے آگے مگر

شیخ بولے نان جو کھایا ہو مین
بات یہہ تحقیق ہی کچھ جھوٹ نین

اسطرح اپنی زبان سے بول کر
کی قدم رکھہ اُن توون پر سے گذر

بس مخاطب ہو کہے لوگونکو سب
تم اگر مومن ہو او راسلام اب

کیجئے دل مین یقین ای باشعور
پلصراط او پر سے چلنا ہی ضرور

نعمتین جو تمنے کھائے ہو یہان
جھڑتی دینا ہی ضرور انکی وہان

پلصراط اپنا توون کو جان کر
رکھہ قدم اُن پر سے جاؤ تم گذر

اور جو کھائے ہو چیزان پخت و خام
دیو حساب اُن پر کھڑے ہو کر تمام

لوگ بولے نین ہی ہمکو اقتدار
کہ قدم اُسپر رکھین ہم استوار

آتش سوزان ہی یہہ تو سر بسر
کسطرح رکھنا قدم ہم اُس اوپر

شیخ بولے کسطرح تم در حشر
پلصراط اوپر سے جاؤ گی گذر

جو کئے دنیا مین تم نیکی بدی
ہی یقین دینا حساب انکا سبی

بس کہو کیا فکر رکھے ہو اب
نین تو صد افسوس ہے اسکے سبب

شیخ کر اسطرح عبرت کا کلام
گئی نکل کر گھر کو بیٹے والسلام

لوگ سب اس خنجر تقریر سے
نیم بسمل ہو تڑپنے کو لگے

کوئی زیادہ دلیں درد و غم کئے
کوئی بہا آنسو کو دامن نم کئے

کوئی بجز یاد حق میں ہو مگر
ہو گئے دنیا کی غفلت سے بدر

کوئی ریاضت میں دئے دلکو قرار
کوئی ساز حشر کرنیکو تیار

وائے صد افسوس ای مرد غفل
پردۂ غفلت سے اُٹھ باہر نکل

کب تلک غفلت میں تو گمراہی میں
حق کی رہ کی گم کریگا روشنی

پاک تھی اور تیری ہی خمیر
کیوں غلاظت میں ہوا ہی جاگیر

رنگ لیا ہی سر بسر ابلیس کا
بندہ و خادم ہی پر تلبیس کا

روز و شب حرص و ہوا کا ہو ندیم
چھوڑ ڈالا ہی صراط المستقیم

آرزو میں نفس کی سر تا قدم
دوستی حق کی گیا ہی سب عدم

عمر اپنی کھو دیا تو رائگان
نیں کیا کچھ عاقبت کی فکر یہاں

کیا کیا ہی اپنی وہ ناموس و ننگ
شیشۂ غیرت اُپر مت مار سنگ

آج آئی دیکھ لے اپنا حساب
نیں تو پاویگا صبان رنج و عذاب

بیفکر مست ہو کر وہ مشکل ہی پیش
باندھ لو توشہ نیں تو ہو مجروح و ریش

حشر کی نیں تجھکو سختی کی خبر
ہی کبل وہ گھاٹ جلدی فکر کر

مفت مت کر عمر ضایع روز و شب
قوت لایموت کچھ کر کسب طلب

قوت بچاسے شکم کو پاک کر
آرزو کو نفس کی مل خاک کر

کیوں پڑا ہی راہ سے مولا کے دور
تجھکو چلنا ہی صراط او پر ضرور

کر سفر کا کچھ ابھی سے برگ و ساز
منزل مقصد میں ہوگا سرفراز

نیں تو عزت دولت میں ہے ناموس ہو
تجھ اُپر محشر میں صد افسوس ہو

کر ریاضت لے بزرگوں کا طریق
تب بزرگی ہو ویگی تیری رفیق

مت شرافت پر تو اپنی کر نظر
ہی شرافت جو عمل پر منحصر

باپ تیرا گرچہ تھا بالکل ولی
تو ولی نا ہو ویگا جز پیروی

گر تو نا ہووے بزرگوں کی طرف
تو نہیں ہرگز شریف ای بے شرف

حکایت حضرت شیخ مہنہ رحمۃ اللہ علیہ

ناقل اخبار دانا سے قبل
یوں کیا ہی نقل نقل بر محل

شیخ مہنہ مہتر صاحبدلان
پیشوائے اولیا قطب جہان

گرچہ تھے راز خدا سے باخبر
لیک رکھتے تھے زیادہ کر و فر

بادشاہانہ رکھے محفل سنوار
شان و شوکت کو نہتا جنکی شمار

جائے عالی خسروی مسند صفا
دیکھنے سے جسکے آنکھوں کو جلا

دست بستہ خادمان ہر یک طرف
باادب ہو کر کھڑے ہیں باندھ صف

الغرض یکدم زشیخ نامور
باتجمل اپنے تھے مجلس اندر

از قضا کوئی سید علوی نسب
شیخ کی محفل میں آیا باادب

شان و شوکت شیخ کی وہ دیکھکر
ہو گیا آزردہ خاطر بیشتر

پس کہا دلیں کہ میں آل رسول
ہی مرے جد پر کلام اللہ نزول

کر و فر یہ شیخی ہی سازوار
شیخ کو کاہیکو یہ عز و وقار

شیخ کے آئینۂ دل کے اندر
عکس اس تقریر کا پایا اثر

سید علوی جو کچھ دلیں کہا
فضل حق سے شیخ پر ظاہر ہوا

پس کہے شیخ اُسکو ای علوی نسب
ہی یقین جو تو کہا ہی دلیں سب

جاہ و عزت ہی ترے گھر کا تمام
بلکہ تیرے جد سے جاہ کو احتشام

لیک جد تیرے دو عالم کے شفیع
نیں نسب سے پاے کچھ شان رفیع

بھی نہ مجھے یہ عزت و شان تھی
کچھ شرافت اور نسب سے نیں ملی

سنت نبوی کو دلیں کر قرار
حکم پر اُن کے رہا ہوں استوار

بلکہ اپنے لوگ سراپا کر فدا
پیروی احمد کی کرتا ہوں سدا

جب ہوا میں تابع حکم رسول
تب جناب حق میں آیا ہوں قبول

گر تجھے استادگی جا پیروی
تجھکو بولا ہیگا مرد معنوی

جان لے تو یہہ بھی ای صاحب ہنر
پیروی بن نیں شرافت کو قدر

گر تو اول پیروی مصطفیٰ ۔ تا تجھے حاصل رہی راہ خدا
لاف مت کر گر شرافت ہے تجھے ۔ نہیں شرافت بلا آفت ہے تجھے

گر رہے تو پیروی میں استوار ۔ تب تجھے ہووے شرافت سازوار
تو فضیلت کا نہ کر اپنے بیان ۔ ہی ریاضت او عمل کام میان

رکھہ بزرگوں کے قدم اوپر قدم ۔ تب تو پاویگا مقام محترم

حکایت حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

راوی دانائے رازِ ماسلف ۔ اسطرح لایا روایت پر شرف
ایکدن داؤد طائی باکمال ۔ صاحب دل عارف حق خوشحال

جعفر صادق کے آئے در حضور ۔ دست بستہ ہوکے بیٹھے بالسرور
باادب ہوکر کہے ای پیشوا ۔ دین او دنیا میں ہو تم رہنما

کچھ نصیحت کیجئے تا آوے کام ۔ کہ ہوا ہی دل سیاہ میرا تمام
جعفر صادق کہے ای نامدار ۔ ہی بلاشک تو بزرگ روزگار

کیا تجھے حاجت نصیحت سے مری ۔ سب صفاتان ہیں پسندیدہ تری
بس کہے داؤد ای ابن رسول ۔ لائق سیراب گلزار بتول

گر نصیحت تم کرو تو ہی بجا ۔ کہ جہاں میں آپ ہی ہیں رہنما
تب کہے ہیں جعفر عالی نسب ۔ کہ مجھے ڈر ہی قیامت کے سبب

جد مرا آکر پکڑ دامن مرا ۔ اس طرح غصے سے فرمایگا
ای پسر افسوس تیرے حال پر ۔ کہ گیا تو پیروی میری بسر

تو مرا فرزند ہوکر ہی عجب ۔ ترک سنت کردیا ہے بے ادب
جب سنے داؤد یہ گفتار گوش ۔ بحر دل کو ہو گیا از بسکہ جوش

بس کہے رو رو کے ای بار خدا ۔ قادر و قیوم ہی اور کبریا
جسکا آب نبوت سے خمیر ۔ اور بھی جد ہی دو عالم کا امیر

اسطرح ہی لیکن اسکے تر و بیم ۔ بس مرا کیا حال ہوگا ای کریم
العزیز و اب ریاضت میں ہو ۔ عمر کو ناچیز اپنی مت کرو

کچھ نسب پر منحصر نہیں ہی وقار ۔ ہی ریاضت اور عمل کو اعتبار
قوت خالص کو طلب کر اول ۔ بس کرو زہد و ریاضت میں عمل

جب تلک نہ ہو شکم کے فرمان پر ۔ تب تلک دنیا میں جو رہنا اسیر
لقمہ بیجا ہووے شکم دور ۔ کشف کا ہوویگا ام اوپر ظہور

نفس کے خطروں کو سارے توڑ کر ۔ دل رکھو مولا سے اپنے جوڑ کر
بھی اڑا دو آرزو مانند خاک ۔ کچھ کھو مت آرزو جز ذات پاک

دور کر دو عیش کا دل سے خیال ۔ تا دکھاوے عشرت باقی جمال
راحت دنیا مثال خواب ہے ۔ رنج بھی دنیا کا نقش آب ہے

تو ہی بندہ روز شب کر بندگی ۔ بندگی کر جب تلک ہی زندگی

باب دوم در بیان عبادت و ریاضت

قاصد راہ سخن چابک خرام ۔ تھا جسے تک روایت یہ مقام
گر فضیلت کے سخن ہے ابتدا ۔ یوں دیا ہی گوش کو پیغام لا

کہ امیر المؤمنین شاہ جہان ۔ شمع فانوس سرا لامکان
ابن عم و زور بازوی رسول ۔ حامی دین خدا زوج بتول

شیر یزدان پیشوای باشرف ۔ شاہ مردان رونق شہر نجف
تھے ریاضت و عبادت میں مدام ۔ غیر طاعت تھا نہیں کچھ اور کام

ایکدن انکو کہا کوئی ہم قرین ۔ ای رسول اللہ کے مسند نشین
دن تمامی تھکہ کر یاروں کے ساتھ ۔ لوگ ہے کرتے ہو امر و نہی کی بات

رات کو جاکر مصلے پر قیام ۔ تم لگے ہو شب عبادت میں تمام
ایک ساعت بھی کبھو آرام نین ۔ رنج و محنت کے سوا کچھ کام نین

رات دن آرام اپنا چھوڑ کر ۔ کب تلک باندھوگے سختی پر کمر
کچھ تو کچھ آسودہ ہوکر لیتے ۔ تخت راحت کے اوپر جا بیٹھتے

حضرت ساقی کوثر بعد ازان / یہ مبارک لب سے فرمائی بیان
کہ اگر مج کو ہون راحت طلب / ہووینگے ضایع جہان کے کام سب

راکھو گر مین کرون راحت کے خواب / پس مرے سب کام ہووینگے خراب
پس وہان دن حشر وقت حساب / دیونگا کیا حق تعالی کو جواب

پھر مرا اسطرح سے ہووینگا حال / کیون پھر کا کجھاؤنگا جمال
اس سبب محنت کیا ہون اختیار / تا ہوون نا حشر مین مین شرمسار

الغرض ہی نیک لوگون کا یہ چال / طاعت حق مین ہی ماہ و سال
تو سراپا بندگی سے دور ہی / نفس تیرا سرکش و مغرور ہے

تن کو آسودہ رکھا ہو بے خبر / حال سے محشر کے جو ہی سخت تر
بندگی کی کچھ نہین تجھ مین نشان / پس خبر تجھکو ریاضت سے کہان

مرو راہ حق مین ہو کر جہد کر / تب ریاضت مین گنوا اپنی عمر

حکایت مرد صالح

نقل ہی کوی مرد صالح نامدار / جسکے تن تھا تابعی نہین شمار
رنج طاعت کو نہ تھا اسکے تھکان / رات اور دن تھا ریاضت مین بجان

کر قیام اندر عبادت روز و شب / لالیا تھا پاون پر آماس سب
ایکدن مان اسکی روتی زار زار / آئی بیٹھے پاس کر بیقرار

یون کہی ای جان مالخت جگر / دلکو راحت چشم کا نور البصر
کر تو اپنے تن اوپر کچھ ٹک کرم / کب تلک یون محنت و درد و الم

ایک لحظہ نین تجھے آرام ہی / رنج طاعت مین تو صبح و شام ہی
کیا گروہ سات دوزخ کو خدا / واسطے تجھ ایک کے پیدا کیا

بس کہا فرزند ای مادر مری / جان و دل کی فرق کی افسر مری
بندگی کے واسطے بندہ ہون مین / بندگی کو ترک کرنا خوب نین

نین ہی دو حالت سے بندہ دور تر / یا چھوٹے یا جاکے دوزخکی اندر
جب تلک ہمت ہی کر کر قصور / رنج طاعت کو اٹھانا ہی ضرور

تا صبار و زفیات کے اندر / ناکرون افسوس اپنے نفس پر
اور اپنے دل مین حسرت نا کرون / کہ عبادت مین کیا سو رنجمین ہون

الغرض جب موت اسکو آئی میسر / بس لگا رونے کو وہ پاکیزہ کیش
آہ سے دلکو جلایا کر برق وار / تھا بہستا اشک جون ابر بہار

لوگ بولے اسکو ای عالی گہر / کیون ہوا تو زار تجھکو کیا خطر
تو تو اپنی عمر ساری اے جوان / دور نین تھا بندگی سے ایک آن

دن تمامی بجے خور و آرام و چین / نین رہا بیدار سونین کوی پن
پھر تجھے کس بات کا ہی خوف و ڈر / کر بیان ہم سے تو ای عالی قدر

بس کہا ای جوان نیک بخت / کہ مجھے لگیاتی ہی فکر سخت
جب مرا یہ مرغ جان پرواز کر / جاونگا یہ تن کا پنجرا باز کر

نین مجھے معلوم بعد از کا حساب / رحم فرماوے خدا یا عذاب
یا کھلیگا مجھ اپر جنت کا در / یا جہنم کا کھلے در مجھ اُپر

پس اسی باعث سے ہون مین زار زار / فضل سے حق کے بھی ہون امیدوار
الغرض یہ مقبلونکا طور ہے / طور تیرا تو عجب کچھ اور ہی

وی ریاضتین کئے تن کو کان / مغفرت کی تب کے ہوئے نشان
تو ہوا ہی قید مین عصیان کے بند / رات دن کرتا ہی عشرت دلپسند

نفس و شیطان سے الفت جو ڑکر / طاعت حق سے رکھا دل توڑ کر
کیون ہوا تو اسطرح مخمور و مست / باز آ غفلت سے اب ای حق پرست

کیا نہین تجھکو یقین روز حشر / جو گیا ہی دل سے بھول اسکا خطر
عبد ہی تو عبدیت کو لا بجا / دیکھ مردون کی ریاضت کو تجھا

حکایت حضرت احمد حریر رحمۃ اللہ علیہ

راوی دانندۂ اسرار حال / اسطرح بولا حقیقت باکمال
کہ بزرگ نامور احمد حریر / شمع ایوان ولایت کے منیر

چلہ کش ہو کنج عزلت اختیار / کرکے بیٹھے عمر مین چالیس بار
ختم قرآن بھی کئے چالیس ہزار / تھی ریاضت انکی زیاد از شمار
روز و شب چالیس رکعت پڑھ نماز / از نوافل کرتے صاحب کی نیاز
خلق کو ساری سکھایا وہ تمام / فیض کا بھیجا دئے ہر یک کو جام
الغرض اسطرح کی محنت اُٹھا / ہو گئے مقبول درگاہ خدا
عمر کھو یا مفت اپنی اے جوان / فکر نین ہی موت سے کچھ دل میان
مقبلان حق کے ریاضت مین رہے / محنت و رنج عبادت مین رہے
بھی وے سے چالیس ہزار ان درم / بانوا یون کیشن وہ ذو الکرم
باوجود انکے نوافل ور سُنن / کی پڑھی ہین وہ چراغ انجمن
بھی حدیث مصطفی چالیس ہزار / یاد کر رکھے تھے وہ عالی تبار
کیا شب و کیا روز کیا ساری عمر / نین کئے پہلو زمین کے فرش پر
تو سراپا ہو گیا راحت طلب / نین تجھے خوف خدا اے بے ادب
روز کو تو آخرت کے یاد کر / عمر اپنی مفت مت برباد کر

حکایت حضرت ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی

جو سخن کے بحر کا غواص تھا / یون نکالا بات کا دُر بے بہا
ابتدا حال مین بزاز تھے / سر حق کے واقف و ہمراز تھے
باہر آتے گھر سے اپنے جلد تر / کھول کر جا بیٹھتے دوکان پر
کر قیام باخشوع او ربا نیاز / چار سو رکعت نفل پڑھتے نماز
لین دین اپنا تمامی چھوڑ کر / طاعت حق مین ہا کرتے مگر
الغرض جب وقت آیا موت کا / نزع جان بس اُن اپر ظاہر ہوا
دیکھتا کیا ہی کہ وہ ذات لطیف / خوش لحان پڑھتی ہی قرآن شریف
وہ کہا اے مقتدا روزگار / عارف حق تم ہو عالی اقتدار
تاب کچھ باقی رہا نین ایک مو / لے سرہانے نزع کچھ اب سو ہو
رنج پایا مین اگرچہ بیشتر / لیک مین جیسا کہ اب ہے مجھ پر
مین کیا جو کچھ وہی اس آن سے / بہتر صبا مجھکو نہین امکان ہی
ویسی حالت مین بھی وہ شیخ انام / با ادب پڑھتے تھے آیات کرام
جب تلک تھا روح کا تن مین گزر / تھا کلام اللہ جاری جب پر
نقل ہی کوئی شخص بستی کے اندر / تھا اُسی کوئی دوسرا بولا خبر
وہ جوان اُٹھ کر وہین سے باہر / ہو رہا حاضر وہین مرشد کی پر
کہ جہان کی آب و گل کا تو رقید / نقل دنیا سے کیا شاید جُنید
کہہ رہے تھے بات یہہ وہ راہ بر / شیخ کی رحلت کی بولا کوئی خبر
کہ ابوالقاسم تھے باکشف یقین / صاحب اسرار تاج مومنین
انکا قانون اسطرح سے تھا ہمیش / کہ صبح ہوتی وہ پاکیزہ کیش
لیک پردے جو طرف سے چھوڑ کر / کوٹھری مین جا مصلے کے اُپر
جب تلک نا ہو نماز اپنی ادا / نین نظر کرتے کبھی جانب بجا
جب ادا کرتے نماز اپنی تمام / بیٹھتے دوکان پر وہ شاہ امام
ایک خادم معتقد بولنے تھا / شیخ کے نزدیک وہ حاضر ہوا
بھی طرف قبلے کی منہ اپنا پھرا / با ادب بیٹھے تھے تکیہ نا لگا
وقت یہہ تو تم اپر ہی نزع کا / کیون رکھے ہو رنج اپنے پر روا
شیخ بولے اُسکو اے عالی نسب / کیا کہون احوال جو میرا ہی اب
پر مرے اعمال نامے کے اندر / نا لکھنگے بعد میرے خیر و شر
بات اتنی کہہ رہے تھے از قضا / دگدگی مین جان انکا آرہا
تا بجدی روح ساقط ہو گیا / کچھ اثر جان کا بدن مین نا رہا
جب ہوا ہی اُن اپر فضل خدا / قطرہ جانکا بحر رحمت سے ملا
جلد تر اُٹھ باہر آ تو اے جوان / کہ کیا رحلت خلیفہ مومنان
مرشد آگاہ دل پر افتخار / یون کہے سوز جگر سے آہ مار
ہی خلافت مومنون کی شکتیز / ہمسر اُسکا آج کوئی عالم مین نین
جب سُنے اُس بات کو وہ رہنمون / بولے انا للہ و انا الیہ راجعون

گوش کر اسپاکو ای مرد ہوش
جوش میں لا دیگ لکو کر خروش

نفس پر لینے لئے جب پیچ و تاب
پائے عالم پر خلافت کا خطاب

نفس کی آسودگی کو کر قبول
بندگی پر ہی اُترا یا خاک و ہول

ہیں ترے ابلیس کے افعال سب
پھر کہاں ہی آدمی تجھکو لقب

باب کو تیرے کیا جنت سے دور
دور ہو تو ایسے دشمن سے ضرور

اسطرح جنید لیتے ہیں رنج
قربت کا حق کے لیتے ہیں گنج

تو پیٹ کر قید میں شیطان کے
کام کرتا ہی سبھی عصیان کے

نفس و شیطان کا ہو کر رفیق
ترک کر ڈالا ہی مردوں کا طریق

تو اگر انسان ہی کر لے تمیز
کسکا دشمن ہی تو اور کسکا عزیز

دوستی دشمن کی ہرگز مت پسند
دوستی کا دوست کے احرام بند

حکایت ابراہیم ادہم رحمت اللہ علیہ

شاہد کاغذ ابھی لے وزیر راز
یوں کیا مشاطۂ خاطر طراز

قصہ حج کا کرے دلیں استوار
چل دئے کعبے کے جانب ایکبار

پاؤں سے چل چل کے جاتے ہیں تمام
ہیں بجالاتے ہیں شرط احترام

جب چلے کعبے طرف وہ باناز
ہر قدم میں پڑتے دو رکعت نماز

میں نہیں پھیرون منھ کو نامیکے مثال
خدمت طاعت سے ہوں خوشنود حال

سات برساں جب گذر گئی راہ میں
حج کئے تب جاکے بیت اللہ میں

خود عشا کا رکھ وضو وہ باصفا
صبح کی کرتے نماز فرض ادا

شیخ ابراہیم ادہم نامور
وہ تو دریا تھے فضیلت پر قدر

دل میں اپنے یوں کہے وہ باصفا
راہ میں کعبے کے سب خلق خدا

کیوں قدم سے جاؤں بیت اللہ کو
یعنے اس دربار عالی جاہ کو

بولے میں سر کو اپنے کر قدم
سجدہ کرتا جاؤں گا مثل قلم

سجدے کرتے اسطرح سات سال
بدر تن کو گھٹائے جوں ہلال

نقل ہی اسطرح وہ عالی مقام
بادۂ اسرار کے سرمست جام

اسطرح بارہ برس تک بے قصور
تھے عبادت میں خدا کے بالضرور

موت کا جب وقت آیا از قضا
یکبیک آئی فلک سے یہ ندا

الامان الارض قد مات

کہ امان الارض کو آئی اجل
تھی پناہ ذات اسکی عالم بدل

پس کہے سب کہ یہ کیا ہی ندا
نیں ہوا معلوم یہ کیا راز تھا

ہاتف غیبی دیا تھا جو ندا
خلق پر اسکا سبب ظاہر ہوا

ہی عجب انکی ریاضت ایعزیز
دیکھے محنت کو انکی کر تمیز

کسطرح اپنے اوپر محنت لئے
تن کے تیں اپنے ریاضتیں سئے

تو رکھا ہی تن کے تیں آرام میں
پیٹ بھرنے کے لگا ہی کام میں

اس ندا کو جب کئے سب خلق گوش
ہو تعجب کھو دئے تھے عقل و ہوش

دوسرے دن شیخ کا روح کرام
بزم دنیا سے پیا رحلت کا جام

کہ امان الارض ادہم تھا مگر
اُسکی رحلت کی دیا ہاتف خبر

شب تمامی با وضو رہتے مگر
سال وہ رہتے تھے ایسے طور پر

الغرض انکی ریاضت کے اثر
نام انکا تھا امان الارض کر

نیک مردوں میں تو کب ہوگا شریک
تو ہی کم ہمت میں زن سے ہی رکیک

حکایت زن پارسا نغات العدویہ

ساقی بزم روایات کہن
یوں دیا بھر ساغر در سخن

تھا نغات العدویہ اسکا لقب
صالحہ تھی نیک باطن با ادب

ہی فضیلت اسکی ایدا زشمار
یھاں بیان اسکا کیا میں اختصار

ایک عورت پارسا تھی نیکنام
عارف حق زندہ دل عالی مقام

زن نہ کہنا وہ تھی مردوں کے مثال
بلکہ مردوں میں ہیں کم ویسے کمال

الغرض اسکا یہی معمول تھا
جب ادا کرتی نماز شب ادا

سوتے ہیں پر لوگ سارے اپنے ٹھار
تب وہ بی بی ہوکے دلمیں بیقرار
بیٹھتی قبلے طرف ہوکر رجوع
با ادب ہو با خضوع او ربا خشوع

ہو مخاطب اسطرح سے تن کے سات
انکھ سے آنسو بہا کرتی تھی بات
ای تن کاہل نہو ہرگز غرور
کہ ابھی ہی موت تیری بہت دور

سر اُپر تیرے ہی اب سنگ اجل
چاہتا ہی سر ترا دالے کچل
عمر کی یہہ رات آخر ہی پچھان
کہ صباں کی زندگی کو نیں نشان

پس تو کوشش واسطے ہو کر قوی
غفلت شیطان کی مت کر پیروی
رنج او محنت میں ہو ثابت قدم
مت قبول آسودگی تا صبحدم

ہی تجھے اس رنج میں راحت زیاد
نیں تو ہوویگا صباح تو نامراد
بول کریوں نفس سے وہ با نیاز
رات ساری صبح تک پڑتی نماز

رات ساری اسطرح جاتی تھی ٹل
صبح کو خورشید جب آتا نکل
نفس کو کہتی پھر اپنے اسو ضا
کہ تو یاد حق میں شب بیدار تھا

زشت ہی بیکار رہنا دن تمام
خوب ہے کرنا عبادت میں قیام
ناگہانی موت تیری آملاے
تب تو اپنے گور میں حسرت کھاے

زندگی اپنی غنیمت کر شمار
روز و شب حق کی عبادت میں گذار
نیں تو ہو فردا پشیمانی تجھے
حسرت و افسوس حیرانی تجھے

اسطرح القصہ وہ عالی مقام
رات اور دن بھی عبادت میں مدام
رات ہو مار و زبل ہر ایک آن
حق کی طاعت بن نہ تھا کچھ اسکو دھیان

جب ہوا سرما کی چلتی سرد تر
کانپتا جاتا ہے ہر یک کا جگر
لیک وہ مردانہ زن عالی ہمم
بیشتر مردوں سے تھا جسکا قدم

کوئی دن بھی تاب جاڑیکا نہ لا
تن پہ کپڑے دو نہیں اور تی ملا
تا مبادا جسم کچھ راحت کو پاے
نیند میں پڑ کر عبادت کو گنواے

نیند کا جب چشم میں آتا خمار
گھر سے باہر اٹھ چلے وین ایکبار
گشت کرکے اپنے گھر کے آس پاس
نفس کو کہتی کہ ای غفلت اساس

تو اگر مجبور ہو کر سوویگا
حق کی طاعت کو سفر کھوویگا
تجھکو میں ہی خواب سے کچھ آب و تاب
عاقبت ہو خواب سے تیری خراب

اسطرح سے نفس کتیں داب سے
دور رکھتی تھی ہمیشہ خواب سے
اسطرح سے روز و شب وہ حق شناس
بے حضور و بیخواب بھی پڑ نہ پاس

ایک لحظہ عمر میں راحت نہ پائی
جان اپنا سب عبادت میں گھٹائی
پہلو اپنا خاک پر وہ با کمال
نیں کبھی ہرگز کبھی پنجاہ سال

عاقبت با قرب حق سے امتیاز
ہو گئی دونو جہان میں سرفراز
پس تو بھی ای سالک راہ خدا
نفس کی آسودگی کتیں جلا

کچھ ریاضت سے سوا مت رکھ خیال
نیں ریاضت بن تجھے ہرگز کمال
راتکو جوں شمع ہو بے جفت و خواب
دن تمامی تاب میں جوں آفتاب

تا کہ جاوے قطرۂ شیطان جل
آفتاب نور ذات او نکل
سخت ہو اپنے پہلے ہر وقت رنج
عاقبت تو پاویگا بے شک گنج

دیکھ لے ظاہر ہی قرآن مبین
لا یضیع اللہ اجر المحسنین
سست ہو کر کاہلی ہرگز نہ لے
کام کرنا تجھکو مزدوری ملے

حکایت حضرت بی بی رابعہ بصری رح

راوی دانا ہی راز پاستان
اسطرح لایا ہی گلشن داستان
رابعہ بصری ولی کردگار
حقۂ وحدت کے وہ تھی ہشیار

کشف اور اسرار کے گلشن کے گل
شیشۂ وحدانیت کی تھی وہ مُل
وصف انکی لاکہیں سے ایک اگر
عمر بھر بولوں تو نا ہووے بسر

وہ نماز شب کو جب کرتے ادا
رات باقی میں نفل لاتے بجا
چار سو رکعت نفل پڑتے نماز
بلکہ کچھ افزود با عجز و نیاز

بھی عبادت میں خدا کی کر قیام
صبح صادق تک کھڑی رہتے مدام
صبح کی آثار جب ہوتے پدید
ماندگی اعضوں اُپر ہوتی شدید

درد اعضوں سے نہت بیزار ہو
بیٹھ جاتے کچھ وہیں وہ نیک خو
سو رہکلے پر نہت بے اختیار
نیند کا از بسکہ آجاتا خمار

بالضرورت سر کو رکھہ زانو پر / بند کرتے چشم کو کچھ بیٹھہ کر
ای تن کاہل ہوا کیون مست خواب / دے جھٹک جلدی سے غفلت کا نقاب
نیند آویگی تجھے جس وقت پر / پھر نہ ہو بیدار تا روز حشر
اسطرح سے کاہلی کو دور کر / حق کی طاعت مین ہے شام و سحر
الغرض بی بی نے جب پائی وفات / رحمت حق ہو گئی انکے برات
خواب مین کوئی انکو دیکھا شادمان / عیش اور آرام کے ہین درمیان
اسنے اس بی بی کو پوچھا مو صفا / ای در دریائے عرفان خدا
رابعہ فرمائے تب اس مرد کو / ہی یہی جنت مرے لے دیکھ تو
تھی عبادت کی ریاضت مین مدام / عمر کو آخر کئے اپنی تمام
رابعہ بولے اسے ای دوستدار / کیا کہون مین تجھ سے لطف کردگار
پس کہا وہ مرد ای رحمت نصیب / رحمت حق ہی تمہارے سے قریب
پس کہے رابعہ اسے ای حق طلب / یاد رکھ یہہ خوب جو کہتی ہون اب
صدق دل سے لا بجا حکم خدا / نہیت سے دور رہنا ہی سدا
وہ جوان یہہ بات سن کھو لامین / پس کیا کنج عبادت مین وطن
نین تیی ساز عاقبت کو کھوئیگا / نفس پر اپنے دکھونسے روئیگا
حق کی طاعت سے رہیگا بہرہ ور / نفس کی صحبت سے پاویگا ضرر
کیون ہوا تو اس طرح مخمور و مست / یاد کر لے وعدہ روز الست
وعدہ اپنا کر وفا ای نیک / نفس و شیطان کا نہو ہرگز شریک
جا کلام اللہ مین لے دیکھ زود / جو خدا فرمایا اَوْفُوْا بِالعُهُوْد

۲ ابھی نفس حق کی راہ مین عمل [illegible]

کھارہے ہو چشم اپنے کھولتے / نفس کو اپنے دتا کر بولتے
چھوڑ اس مستی کو تین بیدار ہو / کب تلک دیوانگی ہشیار ہو
نیند نہ آئی تلک کچھ کام کر / نیند غفلت مین نہ صبح و شام کر
جبہ و دستار پشمینہ کہن / تن پہ رکھتے تھے دریدہ پیرہن
جو کہ تھا انکا پرانا پیرہن / بس ہوا وہ پیرہن انکو کفن
تن اپر جبہ ہی از دیبا صاف / نرم اور باریک بھی وہ نور باف
ہی کہان جبہ جو دنیا کے اندر / سالہا کرتے تھے طاعت مین گزر
پھر کیا وہ مرد انسے یون سوال / کہ عبادت تم کئے ہو ماہ و سال
کیا نتیجہ اسکا تم پائے یہان / لطف سے مجھ سے کرو اسکا بیان
کر گئی مین طاعت رب العباد / کام پائی ہون مزدوری زیاد
تم کہو مجھ سے کہ وہ کیا کام تھا / جس کے کرنے سے ہوا راضی خدا
رکھ خدا کے یاد مین تو مدام / چھوڑ دے آسودگی تنگی تمام
لے ریاضت مین عبادت کے قرار / بندگی مین عمر کو اپنی گذار
جوش کھا کچھ دلمین ای غفلت مزاج / بندگی کر لے جو کچھ فرصت ہی آج
نفس کی خواہش سے ہو مت ہم نفس / چھوڑ دو سب تنگی راحت کی ہوس
ذکر لمین دلمین رکھ یاد خدا / رہ ریاضت اور عبادت مین سدا
بھول جا کر اپنا وہ قالوا بلا / کیون ہوا ہی تو سراپا بیوفا
باوفا کا حق تعالی یار ہی / بیوفاؤن سے خدا بیزار ہی
ہر طرح سے نیک مردان خدا / اپنی شرطون کو رکھا کرتے نبھا

حکایت حضرت صفوان بن سلیم رح

راویون کے ہاتھہ کا چابک قلم / سطح کاغذ پر یہہ مارا ہی رقم
یون جناب کبریا مین اکبار / یون گئے تھے شرط دلمین استوار
جب خمار خواب کا ہوتا اثر / سر کو رکھتے بیٹھہ زانو کے اپر
پس ادب سے جلد تر کرتے قیام / پس یون ہین رہتے عبادت مین مدام
یکبیک پھر موت انکی آئی جب / ہو گئے بیمار وہ عالی نسب
صاحب اسرار صفوان سلیم / حق شناس و عالم علم قدیم
کہ جہان مین زندگی ہی جب تلک / نا رکھون پہلو زمین پر تب تلک
صبح انکھان کھولتے پھر جلد تر / اگیا چابک کوئی ہی پشت پر
الغرض چالیس سال اسطور سے / پشت و پہلو کو زمین پر نہین رکھے
نین رہا قوت بدنمین بال بھر / تاب و طاقت کا نتھا تن مین اثر

دوستان جو تھے سو بولے اُٹھکین ۔ اب تمھارے بین یارا بھی تاب مین
لیتے آسودہ ہو بستر اُپر ۔ مت کرو اپنے اُپر اتنا جبر
بس کہے صفوان ارادہ ہی مرا ۔ کہ اسی حالت سے ہون جگسے جدا
شرط کو اپنی وفا کرنا ضرور ۔ مین تو رحمت سے خدا کے ہوون دور
بول یون دیوار پر تکیہ کئے ۔ جان جانان کے حوالے کر دئے
پر رحمت حق سے ہو ہمین سرفراز ۔ کہ ریاضت مین کئے جانکو گداز
غسل دیتے وقت کوئی دیکھا اگر ۔ تھے دو دو زن انکی پیشانی پر
جو کئے سجدے زیادہ روز و شب ۔ تھا پیشانی کے اُپر انکا سبب
جب تلک محنت کئے بن اختیار ۔ شاخ راحت تب تلک دیوے نہ بار
مرد ہونا اسطرح اپنے پہ بخت ۔ چاب رکھا ناجگر کو ایک لخت
دلکو اپنے نرم کر مت سنگ ہو ۔ ظاہر و باطن مین جو دیگر رنگ ہو
تا ہو ظاہر مین نیت پرہیزگار ۔ بھی نہو باطن مین اپنے زشت کار
خلق نیکی کا کرین تجھہ پر گمان ۔ معصیت تجھہ مین مرا ہی نہان
تو زبان خلق کے تئین راست کر ۔ تا کرے تیرے تئین حق راست تر

حکایت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اس طرح غواص دریا معال ۔ دلمین غوطہ مارلا یا دُر لگال
کہ امام اعظم جہان کے رہنما ۔ حامی دین سالک راہ خدا
ہی کہاں سر مین اپنا اقتدار ۔ جو فضیلت کا کرون انکے شمار
ایکدن جاتے تھے کہین یک جا پر ۔ کھیلتے تھے راہ مین کئی یک پسر
ناگہان طفلان امام آتے ہین دیکھ ۔ پس لگے کہنے اپسمین یک سے ایک
ہی وہ مرشد پر شرف مقبول رب ۔ جاگتا ہی یاد حق مین رات سب
بات یہہ سنکر امام نامدار ۔ اسطرح دلمین کئے اپنے بچار
کہ مری تو اسطرح عادت نہین ۔ مین نہ کوئی رات بھی بیدار مین
یہہ بچے مجھہ پر گمان نیک رکھہ ۔ بولتے ہین اسطرح سے یک بیک
آج سے مین جاگنا کر اختیار ۔ یاد حق مین رات کو دیون گذار
کہ گمان نیک طفلونکا تمام ۔ راست کرنا مجھکو لازم ہی مدام
حقتعالی بھی مرے پر فضل کر ۔ راستی پر میرے تئین دیوے اجر
الغرض بعد از جسے چالیس سال ۔ کوئی شب سوئے نہین وہ باکمال
بھی عشا کے رکھہ وضو کو تا سحر ۔ صبح کے پڑھتے نماز ان خوبتر
رات اور دن تھے عبادت مین سدا ۔ یاد حق سے تھے نہین یکدن جدا
پس تجھے بھی ہی یقین جانا برابر ۔ مغفرت بھی چاہئے روز حشر
گوش کر اسبات کو تو بیدرنگ ۔ شمع پر طاعت کے جا مثل پتنگ
بندگی کر جب تلک ہی بندگی ۔ بندگی مین ہی تجھے فرخندگی
بندگی سے پھیر مت اپنی عنان ۔ بندگی کر جب تلک ہی تمین جان
حق تجھے پیدا کیا بندہ کیا ۔ بندگی سے دور مت ہو تو سدا
ماخلقت الجن والانس امر حق ۔ کیا تو قرآن پڑھا ہین وہ سبق
اپنی طاعت واسطے سبکو خدا ۔ یعنے جن و انس کو پیدا کیا
عبد ہی تو یاد کر معبود کو ۔ عبدیت سے پاویگا مقصود تو
پر کبھی طاعت اپر تکیہ نہ کر ۔ فضل و رحمت پر خدا کے رکھہ نظر

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

ساست

حکایت حضرت منصور عمار رحمۃ اللہ علیہ

جب گئے منصور عمار کرام ۔ چھوڑ کر دنیای فانی کا مقام
خواب مین کوئی خادم انکو دیکھ کر ۔ عرض انسے یون کیا ای نامور
بعد رحلت بول کیا ہی ماجرا ۔ حقتعالی نے ترے سے کیا کیا
پس دئے عمار نے اسکو جواب ۔ کہ جناب پاک سے آیا خطاب
عمر ستر سال مین تجھکو دیا ۔ بول اب تو کیا مری طاعت کیا
بس کیا مین عرض ای پروردگار ۔ حج کیا ہون با ادب چالیس بار
بعد ازان آیا مرے پر یہہ خطاب ۔ کوئی پیاسا تھا تشنہ لب ترے سے آب
تو دیا پانی اسے تاخیر کر ۔ بس ترے حج مین قبول ای مخبر

پھر کیا یون عرض مین ای ذو الجلال ۔ واسطے تیرے کرا ہون چند سال
پس دیا یون ہاتف غیبی ندا ۔ کہ تو یکدن اسپ کو چابک کیا
وہ یہودی کی زراعت کے اوپر ۔ جا پڑا گھوڑا ہوا اسکا ضرر
اس سبب تیرا غزا مقبول نین ۔ کہ ترا وہ فعل کچھ معقول نین
بعد ازان پھر مین کہا ای کردگار ۔ ختم قرآن بھی کیا ہون کی ہزار
حکم آیا ایکدن ای محترم ۔ تھا کلام اللہ طرف تیرا قدم
بے ادب ہونے سے تیرے ای فلان ۔ ختم تیرے مین ہوے مقبول یہان
پس کہا مین عاجزی سے ای خدا ۔ کہ تمامی عمر مین روزے رہا
پس خطاب آیا کہ دلمین یاد کر ۔ تھا تو بیٹھا ایکدن سفرے اوپر
نان جو اور نان گندم ای فلان ۔ تھے ترے سفرے پہ حاضر بیگمان
کوی بھوکھا تجھسے آسایل ہوا ۔ تو دیا نان جوین اسکو اٹھا
نان گندم آپ کھایا سربسر ۔ جو کی روٹی تو دیا خیرات کر
اس سبب سے عمر کے روزے ترے ۔ نین قبولا کہ نہین لایق مرے
پھر کیا مین عرض رو رو زار زار ۔ ای خدا دانا سے سر و آشکار
کہ تمامی عمر کی ہر شب تمام ۔ مین رہا بیدار تجھہ خاطر مدام
پھر دیا دین مجھکو ہاتف نے خبر ۔ کہ گیا تو ایک شب مسجد اندر
کوی فقیر ایک برہنہ شوریدہ حال ۔ سو رہا مسجد مین تھا ای باکمال
پاؤن سے آواز سے تیرے گر ۔ ہوگیا بیدار آنکھین کھول کر
پھر ترے خاطر پر آیا یہہ خیال ۔ کہ ہی طاعت مین تو بھی صاحب کمال
پس تری طاعت گئی برباد ہو ۔ عمر کی بیداری سب بے یاد ہوئ
ناگہان اس راہ مین ای باتمیز ۔ عمر کی ہی سب نمازان سے عزیز
جب عتاب حق سنا مین کان دھر ۔ گر پڑا سوز جگر سے آہ کر
تو ترا امید دل سے ایکبار ۔ اٹھ چلا دوزخ طرف مین زار زار
پھر ہوا صادر خطاب بے نیاز ۔ ای ملایک شیخ کو لے آؤ باز
دین مجھے دوزخ سے لیکے آئے پھر ۔ مین کہا یون پیش جناب کبریا
طاعت و اعمال میرے سربسر ۔ تو کیا رد انکو نامقبول کر
آہ سے حسرت کی دل اپنا جلا ۔ غم سے دوزخ کی طرف مین تھا چلا
بھی پھر الایا مجھے تو کیا سبب ۔ بھید یہہ سنا مجھے ہی بس عجب
تب بشارت کا دیا ہاتف خطاب ۔ کہ ہوا ہی فضل کا اب فتح باب
گرچہ نامقبول تھی تیری نماز ۔ فضل سے اپنے کیا ہون سرفراز
تجھکو اب بخشا ہون مین دار السلام ۔ جا فراغت سے تو رہ اسمین مدام
پس عبادت پر نہو ہرگز غرور ۔ تا نہو جاوے تو فضل حق سے دور
لیک طاعت مین رہا کو ہر زمان ۔ اور رکھہ امید حق سے ای فلان
بندگی بندہ کو ہی نت سازوار ۔ ہی اجابت لایق پروردگار

حکایت مردی بزرگ

یک جوان پرہیزگار و نیکنام ۔ ساکن شہر مدینہ تھا مدام
بھی رسول اللہ کا تھا ہمعصر ۔ باتمیز و باحیا عالی قدر
ایکدن خدمت مین پیغمبر کے آ ۔ باادب ہوکر ادب لایا بجا
پھر کہا ای پیشوا مرسلین ۔ پر شرف محبوب رب العلمین
شہر مین کرتا ہون مزدوری مدام ۔ سیم و زر لیتا ہون سب سے صبح و شام
باوجود اسکے میری گھر بیچ اب ۔ نین برکت اور ترقی کیا سبب
اسکو فرمایے پیمبر باصفا ۔ کیا نماز حق تو کرتا ہی ادا
وہ کہا ای حضرتا مین روز و شب ۔ ہون عبادتین خدا کی باادب
فضل سے حق کے زن و فرزند بھی ۔ طاعت حق سے نہین فارغ کبھی
مصطفی یہہ سنکے حیرتین رہے ۔ یکبیک جبرئیل نازل ہوکہے
ای نبی حق تم اوپر بولا سلام ۔ لطف فرما کر دیا ہی یہہ پیام
وہ جوان ہی نیکمرد اور باحیا ۔ بھی عبادتین بجا دایم بپا
لیک یکدن اسکے گھر کی راہ سے ۔ کوئی مرا تھا سو جنازہ لے گئے
بے نمازی کا جنازہ تھا مگر ۔ طاعت حق سے نہین تھا بہرہ ور

تا کہ ہانی چھاؤں اس تابوت کی / گھر پڑا اس مرد صالح پر یہی
ہوئے اس سایہ کی شامت کا اثر / گئی برکت گھر سے اسکے دور تر
پس رسول اللہ نے اس شخص سے / جو سنے جبریل سے تھے سو کہے
اور کہے پانی منگا کر صاف تر / دھو تمامی گھر کو اور دیوار و در
تا کہ اس سایہ کی شومیت پلید / جاوے گھر سے اور برکت ہو مزید
وہ جوان پارسا حکم رسول / جان اور دل سے کیا اپنے قبول
دھو دیا جب گھر کو اپنے اکبار / گئی نکل شومیت اسکی نابکار
پس نہیں طاعت سے بہتر کوئی چیز / بندگی ہی سب سے افضل العزیز
بندگی سے دل کو اپنے مت پھرا / جب تلک ہی تن کو جان کا آسرا
جگمیں سو سا چاہئے رنج و محن / عاقبت کل رنج ہی از بس کٹھن
فکر کر ہشیار ہو اسحاق اب / رہ خدا کی بندگی میں روز و شب
یاد کرکے سوزش روز حساب / کر تو اپنے چشم کو دریائے آب
یاد محشر سے نہو یکدم جدا / چشم گریاں رہیں کچھ ترس خدا

باب سوم — حکایت حضرت یحیی پیغمبر علیہ السلام — در ترس رب

شمع افروز شبستان سخن / بزم پیرائے روایات کہن
بات کا ایسا شمع روشن کیا / جس پر پروانہ دل ہو فدا
حضرت یحیی پیمبر روز و شب / دلمیں رکھتے تھے زیادہ ترس رب
ترس انکا گر کروں کچھ یک رقم / خوف سے ہو جاوے شق نوک قلم
یاد کر موت و حشر کا کاروبار / غم سے روتے زار جوں ابر بہار
اشک کا خنجر رواں رخسار پر / کٹ گیا تھا گوشت رخساروں اُپر
چشم سے لے تا دہن آنسون بل / زخم ہو کر دانت دستے تھے نکل
ایکدن ماں انکے جاکر حضور / رو کے بولے ای مری انکھوں کے نور
کہ اگر دیوے اجازت تو مجھے / ڈھانپتی ہوں منہ کے زخموں کو تیرے
پس کہے مادر کو وہ فرخندہ خو / دانت دستے ہیں تجے پوشیدہ کرو
مادر دل سوز اٹھ آئے وہیں / روئے زخم اوپر لگا ہیں یقین
یاد جب یحیی کئے خوف خدا / اشک انکھوں سے وہیں جاری ہوا
آب خموں پر ہوا جاری او دل / پنبہ پیوند تر ہو گئی نکل
باب ان کے ذکریا حق کے رسول / وحی کرتا تھا خدا جن پر نزول
وہ بھی اپنے دلمیں کچھ ترس خدا / رات دن دیتے تھے آنسو کو بہا
جب سر منبر پو ہوتے جلوہ گر / تا کریں عالم پو ظاہر خیر و شر
تب خدا کے قہر سے دلکو تاب / سارے عالم سے کہیں خوف عذاب
پیش و پس پہلے وہ کرتے تھے نظر / گر رہیں یحیی کسی جاے اُپر
حشر و دوزخ کا نہ کرتے کچھ بیان / بات دہشت کی نہ لاتے بر زبان
وعظ کہتے نرمی گفتار سے / بولتے فردوس کے اخبار سے
کیونکہ یحیی ہوش کھو بے آب و تاب / غش میں آتے گر سنیں خوف عذاب
ایکدن جو ذکریا منبر اُپر / وعظ کرنے جا بیٹھے ساری خلق پر
جمع آئے لوگ سب مسجد میان / باادب بیٹھے تھے ہر یک ایکسان
از قضا یحیی گئے تھے وہاں گذر / جا بیٹھے سب میں ہو پوشیدہ تر
ذکریا بولے دیکھو ای دوستان / ہی کہیں نور البصر میرا یہان
لوگ بولے ای رسول مفتخر / نیں ہو مسجد میں یحیی کا گذر
بھی نکر یہ بات باور ذکریا / ہر طرف دیکھے بچشم خود دکھا
جب اثر یحیی کا پایا نیں کہیں / اٹھ کے منبر پر کھڑے ہو گئے تو ہیں
وعظ کہنے کو لگے پر سوز و درد / کہ لئے دہشت دلوں میں فرد فرد
پھر کہے یا ایہا الناس اب سنو / گوش دل سے جان لو اس بات کو
کہ وحی سے حق کے جبرئیل امین / آئے تھے مجھ پاس از چرخ برین
لائے یوں درگاہ عزت سے پیام / تجھ سنو با ہوش کہتا ہوں تمام
کہ بنایا ہی خدا دوزخ اندر / آتشی کوہ نام ہی غضبان مگر
ایک شہر اس سے اگر آوے نکل / مشرق و مغرب تمامی جا جل

ذکریا فرماے جب یہ بات کہ
رعد کے مانند رو وین یکار
تلملاتے آہ کرتے زار زار
مچگیا مسجد مین غل اکبار
صبر کی کشتی کی لنگر ٹوٹ جا
بیحرکت نقش قالین کے مثال
بھی گلاب عطر استعمال کر
وین عیال انکے ہے نزدیک آ
ذکریا فرماے یحیی تلملا
غم سے رو رو چشم کو سیلاب کر
دلین آتش آب دیدون سے روان
کیون گیا تو چھوڑ مجھ بیمار کو
بولتے یون تین شب و تین روز
از قضا سہ روز بعد اک نشان
پس لگا کہنے نشان مین کالے روز
جب سنا مین اسطرح غمگین خروش
دیکھتا کیا ہون کہ ہی یک تنگ غار
جب سنی مادر نے تقریر نشان
بولتے ہین آکر زبان مثل تیغ
دیکھ یحیی مادر دلدار کو
بھی کہے ای مادر دلسوز من
خوب ہے کر مان کتین ابی رولاے
بھی زیادہ ان پر کر لطف و پیار
نان یک جو اور دل سوز نے
ہی قسم تجھکو رب معبود کی

جا لگی یحیی کے دل مین تیر ہو
ابر آنکھون سے کیے گوہر نثار
شہر چھوڑ کے لیکے جنگل مین قرار
ہوگیا ہوں قیامت آشکار
درد کے گرداب مین اچھال
تھے پڑے بر فرش ہو بی قیل وقال
چو طرف یکھتے از آئے گھر کر
ای رسول حق جہان کے پیشوا
کوہ وصحرا کی طرف جاتا رہا
کپڑے اپنے کرو سے تھے زر تر
خاک سر اور لبون پر تھا فغان
منتظر ہین چشم تجھ دیدار کو
کوہ وصحرا سب ہوندے با دردو سوز
بل ما سوس سے پوچھے اک جوان
تھا سنا آواز یک یا دردو سوز
درد کی دریا مین مارا دل جوش
اسمین ہے یک مرد روتا زار زار
دھونڈھ کہیچے مین یحیی جہان
واو ریغ ای کوہ غضبان وادریغ
سونس وشت بلاغم خوار کو
ہی مجھے اسبات سے رنج ومحن
کہ ملایک آسمان پر ہیچ کھاے
لیکر آئے گھر کو اپنے اکبار
لا رکھے یحیی نبی کے سامنے
تو اگر یہ کھتا ہی امید ہی

بار غم سے ہوگئے خم جو کمان
سر اپر سے خاک بار کے مثال
خلق بھی کرنے لگے شور وفغان
ذکریا پر بھی گئی رقت اثر
بے خودی کے حال سے وہ نامور
لوگ جو باہوش تھے انکو اٹھائے
بیخودیکا حال جب جاتا رہا
ہی کہان یحیی مرا لخت جگر
مادر دلسوز سنکر یہ جواب
پس چلے صحرا طرف ہو بیدرنگ
بولتے تھے ای مرے نور عین
یاد کر تجھ بدر سا روشن جمال
روبرو آوے اگر کوئی بشر
کوئی جوان روتا ہوا جنگل اندر
بولتا تھا اسطرح ای کبریا
آخرش مجھ مین نہین کچھ صبر
سخت حالت مین پس آوارگی
دیکھتے کیا ہین کہ یحیی زار زار
دیکھکر مان کے رہا نین دل مین تاب
پاؤن پر مان کی رکھے سر نامور
ہی قیامت کا مجھے از بسکہ ڈر
الغرض مان انکی کی یک طور سے
جب چھپا صحن فلک سے آفتاب
پس کہے ای بنت چشم روان
کر تناول اب تو یہ نان جوین

ناوک وحشت سے ہوگی ہے نشان
چھوڑ مسجد کو چلے وین ناگہان
کر ہو انعرون سے گوش آسمان
موج بحر غم مین تھے زیر و زبر
گر پڑے اوپر زمین کے بے جگر
چو طرف تکنے لگا یکجا اٹھاے
ہوش و گوش انکا جو تھا وہ آ رہا
دے بے مجھے احوال اسکے خبر
آتش ہجرت مین جل ہو گی کباب
شمع پر جیسا کہ ہوتا ہی پتنگ
دھونڈھتی ہون مین تجھے اے جان من
کھٹ گیا ہی تن مرا مثل ہلال
پوچھتے فرزند کی اس سے خبر
گر نظر آیا تجھے تو دے خبر
کوہ غضبان پر گذر کیون ہو مرا
پس گیا آواز آتی تھی جدھر
تھا نہ کوئی وہان تا کری غمخوارگی
سر پٹکتے ہین زمین پر آہ مار
برق مانند جا پڑے اپر شتاب
چشم سے جاری کئے خون جگر
کوہ غضبان سے بھی مجھکو ہی خطر
دے تسلی دلکو اس بیحور کے
رات کا پیدا ہوا سکین حجاب
راحت جان ثمرۂ باغ جنان
دور کر کچھ غم سے جان نازنین

بھی بدن سے پھینک پشمینی لباس — خواب کر آسودہ ہوا حق شناس
حکم سو جب بعد ازان یکجای پر — سو رہے تکیہ ایک ناخوف و خطر
حکم سے حق کے وہین جبریل آئے — پاؤن یحیی کا پکڑ کر کہہ ہلائے
السلام یا علیکی لا بجا — بھی سلام حق انہین پہنچا دیا
کہ مرے سے اور کچھہ بہتر ہی چیز — بس تو غافل سو رہا کیون ای عزیز
ہی قسم میری جلال و جاہ کی — میری عزت اور میری درگاہ کی
رونق و زینت کو اُسکی یاد کر — شوق ہوویگا تجھے شام و سحر
سو رہے از بسکہ ہوگا بیقرار — عمر سب روتا رہیگا زار زار
ہو گئے غلطان جگر سے آہ کر — نیم بسمل جون تڑپتے خاک پر
درد کی آتش مین جلبان جو چراغ — آہ کے شعلے سے دئیے دلکو داغ
الغرض پر درد با شور و فغان — شہر سے گئی جسطرح قالب سے جان
تا تسلی دیتے پھر اپنا پسر — لیکے آوین گھر کو اپنے ڈھونڈ کر
لیک یحیی گھر سے جب باہر ہوئے — برق کے مانند پنہان ہو گئے
عمر سب فرزند کے تھے یاد مین — کوئی دم مین جو نہ تھے فریاد مین
باوجود اُسکے جو تھے حق کے رسول — یاد کر قہر خدا کو تھے ملول
ایکساعت بھی کسی حالت اندر — نین تجھے قہر خدا سے دلمین ڈر
جب کہ ہو انصاف تیرا بال بال — غور کر تب ہوویگا کیا تیرا حال
کیون ہوا تو اسطرح سے مست خواب — بھول کر روز قیامت کا عذاب
گر ترا دل چاہئے دوزخ سے نجات — ترس حق رکھہ دلمین اپنے دن رات

گرچہ یحیی تھے بہت زار و ملول — لیک مادر کا کئے فرمان قبول
شب گذر جب صبح کا آیا نشان — ہو گئی شب دن کے پردہ مین نہان
ہو گئی ہشیار وین یحیی نبی — بس دئیے جبریل انکو آگہی
بعد ازان فرمائے جبریل امین — ای نبی بولا خدا تمکو یقین
کیون ہوا تو اسطرح سے مست خواب — بھول روز حشر کا سب رنج و تاب
تو اگر دیکھے مرے فردوس کو — ہوویگا از بسکہ خوش ای نیکخو
گر مرا دوزخ تجھے ای خواب مین — ہوویگا بیدار تو اور تاب مین
جب سنے یحیی نے اس پیغام کو — کھودئیے سب چین اور آرام کو
جبہ پشمینہ اپنا پہن لے — چھوڑ دیکر شہر اور گھر کو چلے
چشم تھے گویا دو کاریزے مثال — تھا روان خون جگر آشفتہ حال
مادر دل سوز مثل آفتاب — پیت پر فرزند کے دوڑی شتاب
گر نہ آوے تو بھلا دیدار ہو — دیکھ لون یکبار اُس دلدار کو
مہرور مادر رہا نہایت ڈھونڈ کر — عاقبت محروم ہو آئے مگر
ای دل گمراہ صد افسوس و آہ — دیکھہ اُس احوال پر کر تک نگاہ
تو گنہگار کثیف و بد خصال — معصیت تجھہ مین ہے ہر یکبال بال
آخرت کی کچھہ تجھے اندیش نین — کیا کریگا روز حشر درپیش مین
کیا رکھا ہی بول دستاویز تو — کسطرح ہوویگا عذر انگیز تو
جب ہیگا ہول محشر کا یون — ورق دل لرزیگا جون برگ سمن
ترس حق سے پیشوایان جہان — آگ پر سیماب جیسے تھے طپان

حکایت حضرت خواجہ حسن بصری رح

راوی دانا سخنور باتمیز — اسطرح لایا ہی یک نقل عزیز
کیا سبب ہو روز و شب یون اشکبار — مبتلا اور درد و غم ہو دل فگار
غنچہ لب آہ کے بار سے کھول — یون دئیے اسکو جواب صاف بول
باغ دلمین یاد دوزخ کا یون — کھولتا ہی غم کے غنچہ کا دہن
سوز دوزخ دلمین کرتا ہی گذر — خوف کی آتش مین جلتا ہی جگر

کوی حسن بصری سے بولا اہل دین — ای ولی حق امام المسلمین
ایکساعت بھی نہ دیکھا تمکو مین — کہ فراغت سے رہے خوشحال کین
کیا کہون مین ای عزیز دوستدار — جل مرا جس واسطے ہی زار زار
عیش کا ہوتا ہی گل روشن چراغ — شعلۂ غم دل پر دیتا ہی داغ
طور سیر ابر سا دن رات سے — برق دلمین چشم مین برسات سے

آتش دوزخ کبیر یہی عیان / سوز کا اسکی کرون گر مین بیان
تو بھی ہووے گا مرے مانند زار / سوز دل سے ناگہانی آہ مار
الغرض تھے زار و گریان روز و شب / نین ہے کوئی وقت اپنا کھولے لب
بعد ازان وہ مومنون کے پیشوا / سخت تر بیمار ہوگی از قضا
کوئی مرد نیک اپنے گھر سے چل / آئے انکے گھر عیادت کے بدل
دیکھتے کیا ہین حسن کا گھر ہی تر / بس کہے یہان آب تب بیٹھے ہین مگر
کوئی خادم شیخ کا انکو کہا / کہ نہین اس جائے پر پانی گرا
لیک اب شیخ جہان عالی وفا / آفتاب آسمان افتخار
آگ جلتی دیکھ چولے کے اندر / یاد دوزخ کو گئے ہین سر بسر
آہ کی ہو برق دلین شعلہ زن / چشم لاگے برسنے بادل نمن
یہان تلک روئے ہین وہ عالی مقام / ہوگیا ہی تر بتر یہ گھر تمام
غور کر اب لین تو ای ناسپاس / حوصلہ گر ہی تجھے کرے قیاس
تھے حسن بصری جہانمین ہو امام / جز رضا حق کے نین کوئی کام
بھی خدا کے قہر سے لرزان رہے / یاد کر دوزخ کو یون نالان رہے
تو رہا ہی شاد ہو یون کیا سبب / کیا ترے دل مین نہین کچھ ترس رب
بے محابا یہ ہوس لب کھول کر / ہی ترے آنے کا دوزخ منتظر
اشک کا پانی لیجا تو اپنے ساتھ / تا کہ دوزخ سے اتر تا ہو نجات
دہشت حق سے دل اپنا تو گلا / آب کی جا پر تو خون بہا

حکایت ابو موصل رحمتہ اللہ علیہ

راوی شیرین سخن روشن دماغ / یون روایت کا لگایا ہی چراغ
کہ ابو موصل ولی کبریا / جنکی عزت کو نہین ہی انتہا
تھے عبادت اور ریاضت مین مدام / کانپتے تھے ترس حق سے صبح و شام
ایکدن وہ صاحب دل پاکباز / باحضور قلب کرتے تھے نماز
یکبیک ترس خدا دل مین گذر / ہو گئی آنسو کی جاری دو نہر
مت تصور کر کہ آنسو آب تھا / آب نین وہ بلکہ خون ناب تھا
از قضا اسوقت کوئی انکا مرید / آکے دیکھا پیر کا رونا شدید
کہ چلا ہی خون آنکھو سے ابل / کانپتے ہین خوف سے اعضے بکل
یہان تلک وہ اشک پاسے دامن اتر / خاک پر بہتا چلا ہی جون نہر
دیکھکر یہ حال خادم پیر کا / دلین اپنے بس تعجب ہو رہا
جب فراغت شیخ پائے از نماز / عرض خادم نے کیا وہین پاکباز
واسطے حق کے نہ رو و زار زار / کہ نکلتی آنکھ سے لوہو کی دھار
شیخ بولے واسطہ حق کا اگر / مجھکو تو دیتا نہین تھا خوبتر
کہ ہوا ہین چند روز ای نیکخو / اشک میرے آب جا کر خون ہو
چشم دل سے یہہ مرے خون بار ہی / ایک مدت سے مرا یہہ کار ہی
کہ مجھے ہی ترس رب العالمین / اس سبب بہتا ہون مین خون نہین
قہر حق پر جبکہ کرتا ہون نگاہ / دل مرا جلتا ہی ہو پر سوز و آہ
خنجر غم سے جگر کٹ کر تمام / خون بہا جاتا ہی آنکھون سے مدام
الغرض سب عمر یون روتے رہے / رنج و محنت کا سبب ہو جا سہی
جب گئے دنیای فانی سے وفات / خواب مین کوئی انکو دیکھا ایک رات
پس کہا ای صاحب دل باکمال / کیا تمہارے سے کہا اب ذوالجلال
پس کہے رحمت کے لایق جو کہ تھا / سو مرے سے حق تعالی نے کیا
پھر کہا وہ مرد ای پیر کرام / واصل لطف خدا عالی مقام
عمر سب روتے رہے تم زار زار / کیا اجر اسکا دیا پروردگار
پس کہے جب چھوڑ دنیای دغل / روح میرا جا رہا تن سے نکل
عرش آگے لے گئے اسکو شتاب / پھر وہین یک غیب سے آیا خطاب
ای مرے پر ترس بندے باادب / عمر سب گریان ہا تو کیا سبب
پس کہا مین ای جناب باجلال / خوف تھا تیرا مجھے در کل حال
معصیت دیر مین اپنی کر نظر / ڈر سے روتا تھا ترے شام و سحر
پس جناب پاک سے آیا ندا / ای مرے مقبول بندے باوفا

عمر تیری جگ مین بھی چالیس سال — جز عبادت کے نہ تھا تجھکو خیال
روز نامیکو ترے افعال کے — لکھکے لائے جو ترے اعمال تھے

یک گنہ بھی تیرے نامیکے اندر — عمر بھر تیرے نہ آیا ہی نظر
اسطرح پائے نہ داوہ ذات پاک — جنکے دامن پر نہ تھی عصیان کی خاک

باوجود اسکی وہ تھے زار و نزار — تھا نہین یک آن آرام و قرار
حشر اور قہر خدا کر یاد یاد — خاک سر پر ڈالتے تھے مثل باد

خون دل آنکھون سے کرتے تھے روان — تھے ترستے آب بن جیسے ماہیان
دلکو اپنے تو جہان سے باندھکر — عمر سب عصیان مین کرتا ہی بسر

آتش دوزخ کی تجھکو فکر نہین — ترس حق سے دلمین پر ذکر نہین
بس تجھے کس طرح ہووے رستگار — خواب سے غفلت کے اب ہو ہوشیار

بارے وحشت سے بہت اپنی خطا — خرمن دل برق آہ سے دے جلا

حکایت حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

ترس حق سے گر زبان کو شوق قلم — درد کا مارا ہی کاغذ پر رقم
کہ اسے سفیان ثوری نامور — پشت خم ہوگئی جوانی مین اگر

کوئی کہا انکو اے عالی مقام — قطب عالم مقتدائے خاص و عام
تجھہ پہ ایام جوانی ہی ہنوز — کیون ہوا ہی تو ابھی سے پشت کوز

بس کہے سفیان مرا تھا ایک پیر — عالم علم خدا روشن ضمیر
صاحب دل پاک نیت خوشخصال — عارف حق قطب دوران باکمال

ایکساعات اور دن مین کہین — یاد مین حق کے نہین تھے سوتے نہین
الغرض جب چھوڑکر تنگ قفس — مرغ جان کا کر گیا پرواز بس

تب سرہانے انکے تھا موجود مین — کھول آنکھین مجھکو بولے دیکھ دین
دیکھ سفیان ہی مرا کیا حال سخت — کسطرح آیا ہی مجھپر تنگ وقت

مین خدا کے لطف سے رکھہ دلمین آس — خلق کو دعوت کیا برس پچاس
خلق کتنے مین بتایا راست راہ — اور عبادت کو رکھا حق کے نگاہ

باوجود اسکے مجھے اسحال مین — لائے والے ہین کتنے جنجال مین
بولتے ہین سر پر تمین اسطرح — کہ تو نہین لایق ہی اس درگاہ کے

جا جہان جہتا ہی دل تیرا وہان — لے تو لینے ہاتھہ خواہش کی عنان
تجھکو اس درگاہ مین کچھ بار نہین — جا جدھر جہتا ترا ایمان کا زین

جب کیا مین سر پر یہ بات گوش — یکلیک مجھہ پشت سے نکلا خروش
اسقدر آواز تھا اسکا بلند — کہ نہ پہنچے اس اپر کوئی کمند

پشت خم ہوگئی مرے آواز سے — کو تراہون جب سے ای بھائی مرے
موم سا ہو آہ سوزان سے جگر — بہہ چلا آنکھون کی رہ سے ہو نہر

کیا کہون تجھکو ابا درد و غم — جسکے بوجھے سے گئی ہی پشت خم
ہی اثر اس حال کا دلمین ابھی — موت بن ہرگز نہ جاویگا کبھی

الغرض ہر روز و شب وہ نیکخو — زار تھے کر یاد حق کے قہر کو
کانپتے تھے بید لرزان کے مثال — اشک برساتے ابر کا لیکے حال

یہان تلک گل حول سے انکا جگر — خون سا بیتاب کر گئی ہین مگر
ہوگئے اس حول سے بیمار وین — تاب طاقت نہین ہی تھی تنمین

تھا گر اسکا ایک ترسا طبیب — ذی فہم صاحب خرد نادر عجیب
شیخ کا خون تاب قارورہ لیا — اسکو دکھلا سو وہ دیکھا بجا

غور کر تشخیص سے وہ ہوشیار — یون کہا سوز جگر سے آہ مار
اس جوان کے طبع مین کچھ نہین خلل — کوئی خلق کا نہین دستانین اصل

پر ہی اسمین خوف کا مرض شدید — مرض کو اسکے نہین صحت مدید
شعلہ زن ہی سوزش ترس خدا — جس کے باعث ہی جگر اسکا گلا

بول اتنی بات وہ دانا طبیب — خاک پر غلطان ہوا رحمت نصیب
عاقبت کچھ دلمین ترس کبریا — پاہدایت کو مسلمان ہوگیا

ای مسلمانو دیکھو اندیش کر — عاقبت کی فکر کچھ پیش کر
چھوڑ کر آبا دہ ترسائی طریق — خوف سے پایا مسلمانی طریق

قہر حق سے دلین اُنکے ہو اثر | دین و ملت گیا ایے گذر | پس مسلمانون کتین اب ہی ضرور | کہ نرکھین ترس حق سے دلکو دور

آہ کے شعلے سے دلکتین جلائیز | شمع مانند انکھ سے آنسو بہائین | غم سے ہونا پشت خم مثل ہلال | عاقبت ہو جائین جون بدر کمال

دلین کر یاد گناہونکا حساب | تا نپاوین روز محشر مین عذاب

حکایت حضرت زید بن جمہ رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہے اگلستان سخن | یون حکایت کا لگا یا سرو بن | تھی کوئی یک زید بن جمہ ثمر | اہل دل پاکیزہ طینت باخبر

ایکدن مجلس مین تھے وہ نیکخو | دست بستہ لوگ تھے سب روبرو | ناگہان انکو کہا ای یاران مرے | دوستان دلبند غم خواران مرے

اسطرح آیا مرے دلین خیال | کہ ہوے ہیں مرے عمر کے سٹ سال | مجھ سے ہر یکدن ہوا ہی یک گناہ | کسطرح ہو وونجہ اسے عذر خواہ

حال میرا کسطرح روز حشر | ہووے گا سو ہی مجھے اسکا خطر | دیونگا مین کسطرح اپنا حساب | دیونگا اپنی جرم کا کیونکر جواب

بس مجھے اب غم سے رہنا زار زار | خوب ہی مین تو رہونگا شرمسار | بس لگے رونے کو سر پر مار ہاتھ | چشم کو باہم کئے نیسان کے ساتھ

دُر غلطان کی طرح غلطان ہوے | غم سے جون سیماب سرگردان ہوے | سوز کا انکے سنے آواز جب | روئے دیوار و در یکبار سب

یہان تلک رو کر ہو گئی بیخود | بس ہوے بیخود نجا عقل و ہوش | یارب دیکھیہ انکتین بے ہوش و تاب | بے صبر ہو دوڑ آئے وین شتاب

جا کے جب نزدیک دیکھے کر نظر | سخت دہشت قہر حق کا تھا اثر | علم سے حق کے انکو روح پاک | جار ہا تھا از تن آلودہ خاک

اڑ گیا پرواز ہو جان کا نسیم | یاد کر اپنا گلستان قدیم | یارب اس واقعہ سے تلملے | شمع اور جیسا پروانہ جلے

خواب مین کوئی انکو دیکھا بعد ازان | یون کہا انکو کہ ای شمع جہان | تم کئے ترس خدا اے جان فدا | پس خدا تم سے کہو کیا کیا کیا

یون کہے مجھکو خدا مہربان | ایک عالم کے ہے آباد رمیان | پس لیا ہر یک کا انکا حساب | لیک ہرگز نہین کیا مجھ پر عتاب

ہو تعجب مین کہا ای کردگار | کل شی کا خالق و پروردگار | کیا سبب مجھ پر کیا نہین کچھ خطاب | بھی نہین پوچھا مرے سے کچھ حساب

پس جناب پاک سے آیا ندا | نہین ترے پر کچھ حساب ہی یادفا | تو حساب اپنا دیا جگین تمام | کیا حساب آخرت سے تجھکو کام

ہی حساب اسکو جو کوئی نا سمجھا | مین کیا اپنے گناہونکا شمار | خواب غفلتین جو کھویا ہی عمر | ہی حساب اُسکا نپٹ بس سخت تر

تو رہے ذرہ برس کے ہی مار زوار | ہی وہی سیر تہین دار القرار | ای دل اس تقریر کو تو گوش کر | خواب غفلت مین نکھوا ہی عمر

مرد ہو اسطرح ہے زبان فدا | ورنہ بار ہے اشک جاری کر سدا | یاد کر اپنے گناہان بار بار | آہ کرتا سر پہ اپنے ہاتھ مار

عجز اور زاری ہوے عذر خواہ | تا کرم سے حق تیرا بخشے گناہ | جب تلک ہی آب ہو سکا غبار | کہ نہین جنت مین آلودہ کو بار

بھول بیٹھا ہے عذاب حشر کو | ہی کتھہ وہ سبیل امت جان تو | جسکی دہشت سے خدا کے دوستان | مبتلا اور وہ تھے باسوز جان

حکایت حضرت بو عبیدہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نقل کرتے ہین کہ پیغمبر کے یار | نام جنکا بو عبیدہ آشکار | دس مبشر سے ہین وہ عالی جناب | مغفرت کا جنکو آیا ہی خطاب

باوجود مغفرت وہ پاک ذات | دلین اپنے غم سے روتے دن رات | بولتے تھے وہ ہمیشہ ای خدا | گوسفند کر مجھکو نہین پیدا کیا

کاشکے مین گوسفند ہوتا اگر / خلق کھاتے گوش میرا کاٹ کر
تاوہان محشر مین ہوشیار مین / قبر سے اتھتا نہ زنہار مین

بھی دیتا حق تعالی کو جواب / دور رہتا مجھ سے محشر کا عذاب
گوش کر تجھہ ای ای غافل نہاد / آخرت کے روز کو کر لین یاد

جو کہ تھے آزاد تھا انکو خطر / ہی تعجب نین ترے کچھ دلین پر
فیصلہ کرکے یہان اپنا حساب / حشر کا دشوار ہی رنج و عذاب

نین حساب و رنج محشر سہل تر / ہی بہت دشوار تر اور پرخطر
ہو ویگا انصاف وہان جب بال بال / ہی نہایت سخت پھر چھٹنا محال

حکایت حضرت امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ

راوی شیرین سخن شکر بیان / اسطرح لایا حکایت درمیان
کہ امیر المومنین عادل عمر / والی منبر امیر بحر و بر

دن تمامی تھے کرمجلس اندر / امر و نہی سے خلق کو کرتے خبر
خلق سے کرتے بیان ترس عذاب / اور رکھتے جو کہ ہی راہ صواب

رات کو بیدار رہتے تا سحر / کوچہ و بازار پھرتے ہر کدہر
چور کو پاتے اگر کوی جای پر / باندہتے اسکو کرکے اینچ کر

مال چوریکا اگر پاتے ورا / جان سے لاتا وہان لیجاتے پھرا
پھر کسیکو دیکھتے کوی جای پر / کار پہوی یہ باندہا ہی کمر

بس چھڑاتے اُس سے کار ناصواب / دور کرتے اُس سے گمراہی شتاب
ناگہان کوی راستے پر آگیا / جا رہے تھے دوڑتے بے اختیار

دیکھ کر کوی شخص ایک تین کہا / ٹھیرو ای جانشین مصطفی
کاہیکے خاطر ہو لستے بیقرار / دوڑتے جاتے ہو تنہا اکیلا

رنج فرماتے ہو کس کوچے طرف / کس مین کو آج ہی اتنا شرف
تب کہے سالار عادل حق پسند / گم ہی بیت المال یک گوسپند

ڈہونڈہتے جاتا ہون اسکو ادہر / گر ملے لاؤن اُسے مین قید کر
پس کہا وہ یا امیر المومنین / روشنی شمع ختم المرسلین

کیا نہین تھا کوی دوسرا در حضور / جو چلے جاتے ہو آپ با الضرور
بس کہے ہی مجھہ خدا کا دل مین ڈر / کرگیا مجھ کو امیر عالم اگر

تار ہون سب خلق ریوپاسبان / تا نہ دیوے کوی کسیکو رنج و زیان
ایکساعت گر رہون مین بیخبر / ہی مجھے مشکل حساب روز حشر

کسطرح دیون خدا کو تین جواب / وہ ہر یک فرد کا لیویگا حساب
ضرورت ہی کہ مین وہ گوسپند / قید کر لاؤن اسے ای ارجمند

بعد ازان یکسات کین انکا لباس / خواب مین دیکھا پدر کو پھر نظر
باندہکر دامن کمر سے ہو شتاب / دوڑتے جاتے مین ویرا ضطراب

پس کہے ای باپ مین مشتاق مین / ہو گئے تجھہ دو ریکا تابنین
تجھہ کو تھے ہو تا کرو مین تجھسے بات / آرزو ہی بات کرنا تیرے ساتھ

پس کہے فرزند کو ای خوش سیر / کہ نہین فرصت مجھے اسوقت پر
مین چھوتا دوزخ آب ای نیکبخت / چھوڑ دے تجھ سے لوگا اور وقت

پس کہا فرزند نے ای پدر / تم تو امر حق پہ تھے شام و سحر
پھر کیے تم خلق پر ایسی عدل / نین عدل مین تھا کوئی بدل

آتش دوزخ سے تمکو کیا ہی کام / ہی فلک سے انکار پر مقام
پس کہے مجھکو فرشتے ای پسر / لگئے تھے اب لب دوزخ پر

پھر کئے مجھ پر بعدی خطاب / بادشاہی کا تو اپنے دے حساب
تو رعیت پر کیا ہی جو عمل / دیکھنا اسکا تمام ای ذی عمل

نیک بدکا بیان کر یہان تمام / کہ تجھے شاہی کا تھا جگین مقام
پھر کہے تجھہ ملک مین تھے جزو کل / کیون کیا ویران فلانہ ہون پل

کہ تھا اُس پل کے کسی جا اندر / ایک روزن ہو شکستہ پل مگر
پاؤن بکریکا پھنس اُسکے درمیان / ٹوٹ جاتے ہوا اُسکا زیان

پاسبان آکر تجھکو بھیجا تھا خدا / بیخبر تو خلق سے پھر کیون ہوا
پس ہوا معلوم اس تقریر پر / کہ جہنا عاقبت ہی سخت بر

ت تصور کرو وہی آتش نصاب
کہ تو جھونکا جاوے محشر بے حساب

فکر کرتا رہ کہ سخت یک روز ہے
روز میں بر آفت جان سوز ہی

آہ کرتا رہ ہمیشہ دردناک
غم کی خنجر سے کیا کر سینہ چاک

عیش مت کر کہ خوشی کا نہیں محل
سر پہ ہی تیرے علم تیغ اجل

گریہ اور زاری سے رکھ پیوندگی
تا میسر ہووے تجھے نت خندگی

حکایت حضرت علی سہلی رحمتہ اللہ علیہ

اسطرح شاطر و دانای کار
بات کی محبوب کو لای سزاوار

کہ علی بن سہلی روشن ضمیر
صاحب عرفان و ولی حق پذیر

خوف حق سے سرنگون چالیس سال
بار غم سے پشت خم تھی جون ہلال

نہیں دیکھے تھے آسمان پر کر نظر
بھی ہنسے نہیں کھول لب ساری عمر

چشم تر تھے اشک سے ہر ایک آن
نہیں سکاے چشم تھا جب تک کہ جان

جب گرجتا یا چمکتی برق گر
یا برستا آب شدت سے ابر

بس وہ ہیں وحشت سے جاتے تھے اچھل
ہفت اعضے کانپ جاتے اور بکل

بیٹھتے گاہے کبھو کرتے قیام
ہوش کھوتے نوش کر حیرت کا جام

کانپتے دہشت سے جون برگ درخت
اشک بیتین کر جگر کو لخت لخت

بولتے پھر دل میں ہے رنج و الم
خلق کو جو پہنچتا ہر ایک دم

ہی گناہوں کی مری شامت تمام
میں مرون تو انکو ہووے راحت تمام

میں ہوں عاصی سارے عالم سے خراب
خلق پر شومی سے ہی میرے عذاب

وہ گنہ جب انکا ہوتا عمل
زار روتے شمع مانند غم سے جل

بولتے گر آپ اپنے پر خطاب
ای تن کاہل نہو مست خواب

جو کہ آوے قید ہستی کے اندر
ہی آگے شعلہ دوزخ پر گذر

ہیں بنی آدم کتین دشمن زیاد
موت تک اسکے وے کرتے ہیں فساد

دشمنی سے انکی بت رہ ہوشیار
بیخبر مت ہو کہ ہوگا خوار زار

یاد کر جب روز محشر آئیگا
تخت پر قاضی ہو بیٹھیگا خدا

ہوئیگا اُس روز انصاف و عدل
تو حساب اپنا بنا رکھ ای غفل

بھول جاویگا اگر اپنا حساب
کیا دیویگا حقتعالی کو جواب

گر لجاوینگے تجھے سیدھی طرف
ہی تجھے حاصل رہے عز و شرف

گر طرف داونے کے تجھکو چلیں
تو لجا ڈالیں تیرے تین آگ میں

بولکر آخر کے تین یک آہ کر
درد اور رقت سے روتے تا سحر

اسطرح رنجور تھے و رات دن
عیش کچھ پایا نہیں تھے جز محن

ایکدن انکی زیارت کے بدل
آے تھے کوی شخص اپنے گھر سے چل

دیکھے کیا ہیں کہ انکی آس پاس
تھا گرا پانی وضو کا کر قیاس

باہر آ پوچھے کسے کے نہیں مگر
کیا وضو حضرت کئے گھر کے اندر

وہ کہا ہی شیخ رو رو کر یقین
اشک جاری کر بھگوے ہیں زمین

کوی گرائے آب نہیں اس جا پر
شیخ کے ہی اشک سے یہ جای تر

الغرض جب چھوڑ دنیاے خراب
رحمت حق سے ہوے ہیں کامیاب

کوی انکو خواب میں دیکھا اگر
یون کہا ہی ای بزرگ نامور

کیا کیا تم سے کریم کارساز
راز کے صندوق کا کر قفل باز

بس کہے ہنستے ہوای دوستدار
حق ہوا مجھ جرم کا آمرزگار

فضل سے اپنے کیا مجھ پر نگاہ
لطف سے بخشا مرے سارے گناہ

پھر کہا وہ شخص تم ساری عمر
نہیں ہنسے خوش ہو کبھی لب کھولکر

خوف سے روتے ہمیشہ تلملا
کیا نتیجہ آپکو اُس سے ملا

بس کہے دنیا ہے دنیا میں ہمیش
آج مجھکو ہی میسر فرح و عیش

جب تلک رویا نہیں ابر بہار
پھول کب ہنستا ہی گلشن کے مجھار

مثل غنچہ گرچہ تھا میں تنگدل
آج ہنستا ہوں مثال پھول کھل

بس تو ای دل موج مانند کر خروش
آئیگا دریاے بخشایش کو جوش

اپنے مانند بنت اشکبار
حشر میں خندان رہے تو جون بہار

آتش غم سے مثال شمع جل
قہر سے خورشید سا آوے نکل

عاقبت کو یاد رکھ اپنے مدام
مست مت ہو نوش کر غفلت کا جام
حشر و وقت نزع کو کر لے قیاس
قبر کی تنگی سے رکھ دل میں ہراس

حکایت حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

راوی اخبار پیشین از زبان
یوں کیا ہے اس حکایت کا بیان
مالک دینار مقبول خدا
روشنی شمع فانوس حیا

ایکدن کہیں آئے قبرستان میں
بھیڑ تھی لوگوں کی اس میدان میں
کہ کسی مرد کو مل سب دے کفن
قبر کھود اسکا کرتے تھے دفن

بس گئے مالک وہیں نزدیک تر
گور میں مردے کو دیکھے بھر نظر
غم ہوا رونے لگے بس زار زار
اشک بہتے جسطرح ابر بہار

یہاں تلک کہ ہوش کھو کر گر پڑے
لوگ بھی حیران تھے جو تھے کھڑے
بیخودی کے حال میں وہ نامور
گر پڑے اس گور میں یکبار آہ کر

لوگ جب مالک کہیں بیہوش پائے
قبر سے باہر سبوں نے مل کے لائے
پھر وہاں سے گھر کو ان کو لے گئے
ایک ساعت بیخودی میں وے رہے

جبکہ مالک حالت اصلی پر آئے
کھول آنکھیں چو طرف اپنی نگاہے
پس کہے افسوس اے خلق خدا
مجھکو دیوانہ نکرتے جابجا

بھی تہ مارتے طفلان تمام
کر کے غل چو طرف سے وے نیکنام
غم سے کرتا میں لباس اپنا سیاہ
خاک سر پر ڈالتا با سوز و آہ

اور منش یاد ہر کوچے میں جا
اسطرح سے بولتا پھرتا صدا
اے مسلمانو خدا سے کچھ ڈرو
آتش دوزخ سے عبرت کچھ دھرو

مت کرو فرمان کو حق کے عدول
بھی قبولو جو ہیں احکام رسول
جرم اور عصیان سے ہو جاؤ گریز
خوف سے حق کے رہو نت اشک ریز

وقت رحلت جب ہوا نزدیک تر
سخت تر بیمار ہو گئی سر بسر
پس مریدان کو کہے سارے بلا
ملک وصیت ہے مری لاؤ بجا

کہ لکھو میری پیشانی کے اوپر
پر گناہ ہے مالک دینار کر
اور رسی باندھ کر بازو پہ یک
کھینچے لیجاؤ دفن کی جا تک

جسطرح بھاگے نفر کو باندھ کر
کھینچ لیجاتے ہیں بس صاحب کے گھر
بولکر اسطرح سے رونے لگے
اشک سے رخسار کو دھونے لگے

غیب سے ویسے میں آیا یک ندا
سب سنے ہیں کان بھر خلق خدا

الآن یحیی مالکؒ

یعنے مالک کو ہوئی ہے اب نجات
ملک راحت پر لکھی اسکی برات
پس میں مالک نے انگلی کو کھڑے
کھول لب کلمہ شہادت کا پڑھے

پھر کہے یہ قالب خاکی رہا
جو اسے چاہو سو کر لو ہے روا
بول اتنا خلق سے وے پاکباز
جان جانان کو کئے اپنا نیاز

اے دل اب تو کچھ لے دلیں عار
دوستی میں دوست کے کر جان نثار
ترس حق کا گر ترے میں ہے اثر
بس ترے پاس میں جان کی قدر

جان ہے لگ کر گنہ سے عذر خواہ
تا کرم سے حق ترے بخشے گناہ
یاد کر اپنے گناہاں ہو خجل
آنکھ سے اپنی رواں کر خون دل

ترس سے حق کے تو رو اے جان بن
ابر کے مانند رکھ جاری نین
دہشت حق میں رہے تو مبتلا
دل کے آئینے کو ہے اس سے جلا

ایک آنسو گر نکالے آہ مار
دھو جاویں گے گنہ لاکھوں ہزار
اشک سے رکھ تازہ تر غم کا چمن
آہ کا اکسیر رواں کر نت یوں

تا کرے گی تجھ اوپر آتش اثر
جوں خلیل اللہ پر تھی سرد تر
عاصی اسحاق کے دلیں صدا
خوف دے تجھ قہر کا اے کبریا

چشم اسکی اشک ریزاں کر مدام
دے تحمل میں اسے نسدن مقام
حلم میں کچھ بست اسکو مثل خاک
تا رہے وہ خاک سے عصیاں کے پاک

ہے تحمل میوہ شاخ یقین
حلم اور برداشت میں تھے اہل دین

باب چہارم در تحمل

حکایت حضرت امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب رض

تھا جو کوئی ملک و لایت کا مقیم
ناقلوں کی بزم کا وہ تھا ندیم
یوں لے آیا ہی روایت باصفا
جس سے آئینہ کو ملتی ہو جلا

کہ امیر المؤمنین عادل عمر
تنگ یک رستے سے جاتے تھے مگر
از قضا ایک بے ادب ہو کر گدا
یک بیک اس راہ میں پیدا ہوا

پاؤں کیں حضرت کا اسکو بے خبر
پشت پا پر جا رہا اسکے مگر
پس ہوا رنجیدہ خاطر وہ عزیز
دوست اور دشمن میں نا کر کچھ تمیز

یوں لگا کہنے کتیں ہو بے جگر
کیا ہوا اندھا تو اب ای بے بصر
راستہ سیدھا تو اپنا چھوڑ کر
بے خبر گرتا ہی کیوں لوگوں اپر

گوش کر اس بات کو مقبول حق
نیں ہوے آزردہ دلیں یکرق
عذر خواہی نیت درویش نے
ہاتھ اسکا لیکے آنکھوں کو لگائے

بھی کہے اندھا نہیں ہوں ای عزیز
ہی فراز و پست کی مجھکو تمیز
لیک مجھ سے ہو گئی ہی اب خطا
بخش دے میری خطا تو ای گدا

گر بزرگی پر بزرگوں کی نظر
کس طرح منصف ہوے عادل عمر
گر تجھے بھی ہی بزرگی کی ہوس
ہو تحمل سے ہمیشہ ہم نفس

حکایت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ

یک معما کوئی کہا پیش علی
تا معما ہو وے اپنا منجلی
صاحب انصاف عالم کے امیر
اسکو فرماے جواب دلپذیر

دوسرا بولا از اہل انجمن
اسطرح نیں ہی سخن یا بو الحسن
شاہ مرداں اس سخن کو گوش کر
نیں ہوے رنجیدہ خاطر بال بھر

اسکو نرمی سے کہے ای باصواب
بولئے کوئی اور ہو بہتر جواب
وہ جواں جو جانتا تھا سو کہا
سنکے فرمائے علی مرتضیٰ

مرحبا ہی مرحبا ای ہوشمند
ہی ہی اسکا جواب دل پسند
بات یہ بہتر ہی تیری با صواب
جو کہا میں سو خطا تھی ناصواب

دیکھ ای غافل یہاں کر ٹک نظر
تھے بزرگاں کس طرح انصاف پر
بول اب تیریں کیا انصاف ہی
جب بزرگی کا تیریں لاف ہی

حلم اور برداشت میں ہو استوار
تب تجھے ہووے بزرگی سازوار
جوش مت کھا گر تجھے پہنچے ضرر
مہر سے رکھ دوست دشمن پر نظر

حکایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

راوی اخبار با صدق و فرح
کارفرما یا قلم کو اسطرح
کہ رسول اللہ کے روشن نین
صاحب اعجاز و شمع انجمن

آفتاب آسمان منجلی
مہ جبین ابرو ہلال ابن علی
سرور عالم امیر و داد گر
حضرت خاتون کے لخت جگر

برگزیدہ حضرت رب الجلیل
خادمی جنکی کئے ہیں جبرئیل
در گوش مصطفیٰ یعنی حسن
سبز دستار و زمرد پیرہن

دشمنوں کے ظلم سے رنجور تھے
بھی خدا کے ذکر سے معمور تھے
ہی روایت یوں کہ ملکر حاسداں
جو سراپا دین کے تھے فاسداں

ذات کامل پر ظلم کر اختیار
زہر قاتل لا پلاے پانچ بار
فضل رب العالمین سے کچھ اثر
نیں کیا سلطان عالم کے اوپر

بار ششم جب زہر کاری دئے
دین پیغمبر کی خونخواری کئے
حکم حق سے زہر کا ہوکر اثر
پارہ پارہ ہو گیا کٹ کر جگر

بیقراری سے نیت شاہ جہاں
آہ کرتے تھے زمیں پر ہو طپاں
لوٹتے تھے در غلطاں بے شمار
لیک جز شکر خدا نیں تھا مقال

جب ہوے وہ ذات گرامی جاں بلب
غل اٹھا کل کے اہل بیت سب
درد سے حضرت کے رو رو تلملا
اشک سے رخسار کو اپنے بھگائے

پس حسین ابن علی عالی وقار
پاس آئے بھائی کے ہو زار زار
بھائی سے بولے ہیں یوں [illegible]
ای گل سیراب باغ مصطفیٰ

گر ترے قاتل سے ہی تجھکو خبر
مجھکو بس گمراہ سے آگاہ کر
تا کرون تجھ حلم سے اسکو طلب
بھی کرون دریافت کینے کا سبب

مقتدائے خلق میر پاک خو
بھائی کے اپنے سنتے وہ گفتگو
پس کہے ای بھائی پر عز و وقار
اُس سے میرے دلمین ہے از بسکہ عار

مصطفی ساجد ہمارا پاک ہی
شان مین جسکی ثنا لولاک ہی
ہی تحمل کا ہمارا سلسلا
رنج سہنا ہی ہمارے تین بھلا

پس کہو مین کسطرح غماز ہو
یکبیک سب عادت اجداد کھو
چھوڑ دینا بہتر اُس بیداد کو
پس یہی حق مین ہمارے خوب ہو

جانتا ہون مین زہر مجھکو دیا
لیک کہنا تجھکو ہرگز نہین روا
اُس سے روز حشر مین پروردگار
مجھکو بخشیگا کرم سے ایکبار

جو دیا ہی آج مجھکو یہ زہر
کرلیگا مجھ سے داد روز حشر
لطف سے پکڑ دیگا اسکا ہات مین ہات
جاونگا جنت مین لیکر اپنے سات

اسطرح سے دوستداران خدا
دشمنون سے لطف کرتے ہین سدا
اسقدر برداشت اور کتنا کرم
عذر کرکے دلین لیتا ہی شرم

پر شرف جو دین کے ارکان تھے
اسطرح سے رنج اور آفت سہے
حلم اور برداشت مین ہین الفلان
تا ملے تجھکو بزرگی کا مکان

بزرگان جب تک تحمل مین گئے
تب تلک مقبول حق مین ہوئے

حکایت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

راوی کاتب صفت شیرین رقم
یون روان کرتا ہی کاغذ پر قلم
کہ امامت کے صحن کے شہسوار
بے خزان باغ ولایت کے بہار

شمع افروز شبستان رسول
روشنی دیدۂ جان بتول
نیّر برج سموات علا
بدر اوج آسمان کربلا

جنکے ماتم سے خمیدہ ہی ہلال
چرخ کا چہرہ شفق کے خون سے لال
واقف اسرار مخفی و جلی
صابر محنت حسین ابن علی

عزت و حرمت سے اور با افتخار
ایک کوچے سے چلے تھے ایکبار
چار سو تھے یار ہمرہ محتشم
باادب ہو سات انکے ہمقدم

پاؤن جان رکھتے تھے جون رگ سر
خار و خس پاتے تھے اعزاز جز
اسطرح یارون مین تھے وہ نامور
جسطرح تارون مین ہوتا ہی قمر

ناگہان رستے مین اگر کوئی عرب
دیکھکر کہنے لگا ہو بے ادب
کون ہی یہ شخص جو اس شان سے
خوش چلا جاتا ہی اتنی آن سے

کوئی کہا اسکو محبت پر قدر
یہ حسین ابن علی ہی نامور
تازہ گل باغ شہ غالب ہی
ابن زادہ خاص بوطالب ہی

پس عرب مین آ شہ عالم کے پاس
ہو مقابل شوخیت سے بے ہراس
بے ادب ہو کر بہت وہ ناپسند
اسطرح بولا با آواز بلند

کیا ابوطالب کا ہی پوتا
پس کہے حضرت یقین جو تو کہا
پھر کہا گستاخ ہو کر بے ادب
تو حسینا ہی بچھانا تجھکو اب

باپ تیرا ظالم و خونریز تھا
فتنہ گر تھا ہی فساد انگیز تھا
ظالمی سے باپ تھا تیرا انشر
تھا بندھا مردم کشی پر نت کمر

تو پسر ہی ویسے خلق آزار کا
ظالم مردم کش خونخوار کا
عبد رحمان اور عبد اللہ کو
نین رہا کچھ صبر انہین ایک مو

ہانک مارے کھاکے اسپر دلین جوش
ای باغ خام سفر سنگ ہوش
یہ نواسہ ہی رسول اللہ کا
نین شمار اسکی جلال و جاہ کا

کچھ خدا سے ادلین ڈر ای بدمزاج
یہ نبیرۂ مصطفی بیشک ہی آج
داب و رعونت سے زور اسپر چلا
چاہتے تھے اسکین دیوے سزا

لیکن وہ صاحب تحمل پر قدر
اس عرب کی ایسی بے ادبی پر
کر تبسم مثل گل کے مسکرائے
اپنے دو یاروں سے اسکو بچائے

نین لئے خاطر اپر آزردگی
تلخ تر باتون سے کچھ افسردگی
پس کہے نرمی سے اسکو جوان
کچھ رہے حاجت تجھے تو کر بیان

یا میرے سے تجھکو پہنچا ہی ضرر
یا ترا کچھ قرض ہی میرے اوپر

ناکرو ہیں قرض کو تیرے ادا
نا رکھونگا میں تغافل کو روا

یا کیا عورت سے اپنی گھر میں جنگ
چل ترے گھر کو میں اگر ہے بدرنگ

یا تجھے خشکی ہی پیدا در دماغ
یا بجا ہی عقل کا تیرے چراغ

جب عرب یہ کر لیا تقریر گوش
ہو کے حیران کھو دیا سب عقل و ہوش

نین تھی ہرگز میرے تن اتنی خبر
جو تیرے میں ہی تحمل اسقدر

میری بی ادبی اوپر مت کر نگاہ
لطف سے اب بخشیو میرا گناہ

شاہ عالم نے اٹھا کر اسکا سر
سینۂ اشرف سے لاے کھینچکر

ظلم کا ہر چند گر بارا پچلے
کان ہی ہمکو وہ سبجو تنک ہلے

ہو تحمل سے ہمیشہ بردبار
ہوئیگا جنت میں تو عالی تبار

یا تیرے جد و پدر سے کچھ تجھے
رنج پہنچا ہو تو مجھ سے بول دے

رنج کا ہی گر تیرے دل میں غبار
لے ابھی جتنا مجھے چاہی مار

صلح کرتا ہوں تمہارے درمیان
جنگ سے بہتر ہی صلح مومنان

بول مجھکو تا حکیموں کو بلا
درد کی تیرے دلاتا ہوں دوا

پس کہا رو کے ای چشم بتول
سبزۂ ریحان گلزار رسول

ہی یقین تو آل پاک مصطفی
ہی بجا تجھکو شرف ای با صفا

اسطرح سے بول روتا زار زار
سر رکھا قدموں اوپر ہو خاکسار

بھی کہے ہم ہیں تحمل کے بہار
استقامت کا قدم رکھے ہیں گار

کیا تو سمجھا ہوش ہی تیری کدھر
گر بزرگی پر بزرگان کی نظر

بے ادب کو بھی نہ پہنچا کچھ اذا
کم تجھے بھی لطف سے بخشے خدا

دوستوں پر ہر کسی کا ہی کرم
دشمنان پر بزرگوں کا ہی کرم

حکایت حضرت امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ

راوی دانای اخبار و خبیر
اسطرح بولا حکایت دل پذیر

ایکدن وہ صاحب عز و شرف
چل کے جاتے تھے کسی کوچے طرف

بس امام المومنین اس ضرب سے
سرنگون مانند خامہ ہو گئے

قہر و غصے سے نہ دیکھے اس اوپر
بلکہ دیکھے کر شفقت کی نظر

میں قوی تر ہوں تیرے سے زور میں
مار سکتا ہوں تجھے ہر طور میں

پاس حاکم کے مجھے تعظیم ہے
عزت و حرمت ہی اور تکریم ہی

کام یہ بھی تیں نے مجھے ناپسند
ناکرونگا کام یہ ای ارجمند

قہر کے بارے سے وہ معبود پاک
تن ترا ہوویگا ترا مانند خاک

درگذر اس سے اگر روز حشر
کہ رہی جسوقت حق انصاف پر

عدل اور انصاف سے تجھکو خدا
آتش دوزخ میں ڈالیگا لجا

ہر طرح گر چہ مجھے ہی اختیار
ناکروں تیرے اوپر جز لطف و پیار

لطف کر اپنا ترے پر آشکار
ساتھ لے جنت میں جاؤں ایکبار

یاد لاؤنگا تجھے ہرگز عذاب
کہ تیرے سے مجھکو حاصل ہی صواب

بوحنیفہ جو امام العالمین
پست جنکی شان سے چرخ برین

راہ میں کوی آن کر نزدیک تر
کھینچکر مارا طمانچہ منہ اوپر

بعد ازان چند وقت کے سر کو اٹھا
کھول انکھان اس جوان کے تین کہا

پھر کہے اس مرد کو میں کچھ خطا
نین کیا تو ظلم میرے پر کیا

گر بزرگی کے اوپر میں نے نظر
مارنا تیرا کیا ہوں درگذر

گر کہوں جا اس سے تیرا ماجرا
وہ تجھے البتہ پہنچاوے سزا

گر کروں یک آہ میں وقت سحر
بارگاہ حق میں تک فریاد کر

بھی نہیں اسطرح کا مجھکو خیال
ہی مرا اس کام سے دل میں ملال

پاس اوس کے کرے فریاد و فغان
ظلم کا تیرے اگر بولوں بیان

ناکرونگا جب بھی کچھ فریاد میں
ظلم تیرا آجکا کل یاد میں

بلکہ روز حشر میں حق کر کرم
میرے عصیان بخش دیوے یکقلم

نا رکھونگا در یہ جنت کے قدم
تو نہو جبتک مرا ساتھی بہم

ای دل اب تو لے تحمل کا طریق
زیر دستوں پر ہمیشہ ہو شفیق

جو کرے تجھ حال پر جور و ستم
تو روا رکھ اُس پہ لطف و کرم

بدلہ بدکاروں سے نامرغوب ہی
نیکی بدکاروں سے کرنا خوب ہین

ہی تحمل مین کلید دل نہان
جز تحمل کشف نہین ہی ابقلان

رنج ہنسنے سے نہ لے کچھ دل مین درد
بلکہ ہو جا شاد دل گر ہی تو مرد

حکایت مردی و ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

راوی دانای از جزو کل
یون سخن کے باغ سے لایا ہی گل

کہ کیا کوئی شخص ادہم سے سوال
اے گلستان ولایت کے نہال

راہ حق مین بول تجھکو کوئی روز
عیش دل حاصل ہوا ہی رنج و سوز

تب کہے وہ وقت تھا مین شاد
مین نے پایا دلکو اپنے برمراد

مین ہوا کشتی سوار یکوقت پر
تھا مرے درپیش دریا کا سفر

تن مرا تھا بس حقیر و ناتوان
بال ترہ سر مین تھا ڈوال ایجوان

اہل کشتی دیکھہ کر میری شکل
کر حقارت ملکے ہنستے بے محل

مسخرا تھا ایک اُنمین نابکار
دوڑ آتا پاس میرے بار بار

اینچتا میرے پکڑ کر موئے سر
مارتا منہہ پر طمانچے بے جگر

مسخری کر کرکے ہنستا مجھسے آ
مین نہ دیکھا ہون کبھی اُسکو نجھا

حال مین میرے ہی تھا مین مست ہو
مسخری سے تنگ نہین آیا کبھو

از قضا دریا مین ہو کچھ گڑبڑی
جوش سے آئی وہین موج بکجڑی

یہان تلک کہ موج کے گرداب مین
غرق ہونے جا ہی کشتی آب مین

پس کہا ملاح سبکو ہانک مار
پھیکو دریا مین کسیکو ایکبار

تا کہ یہ طوفان ہو جاوے فرو
مین تو اب جاتی ہی کشتی غرق ہو

بات یہ سن لوگ سارے گر پڑے
اتفاقاً آکے سب مجھ پر ترے

کوئی سر کو کوئی پاؤنکو پکڑ
ڈالنے دریا مین چاہے سب جکڑ

پس کیا اس موج کو حق نے نہان
پائی کشتی غرق ہونے سے امان

تب ہوئی حاصل مرے دلکی مراد
سو ہوئی مجھکو خوشی حد سے زیاد

دوسرے یکوقت پر تھا مین نڈھال
ناتوانی تن مین تھی میرے کمال

تھا مجھے ملجائے پر جانا ضرور
چل سکا نہین راہ تھی از بسکہ دور

ڈگمگاتے تھے ضعیفی سے قدم
کانپتا تھا ناتوانی سے جسم

ایک مسجد آملی اُس جائے پر
جا رہا مین پس وہ مسجد کے اندر

خلق کا تھا اسمین بس اژدحام
فرش سنجابی بچھا تھے تمام

مین گیا مسجد مین جب از اضطراب
گر پڑا ایکجائے پر بیہوش و تاب

لوگ بولے مجھکو آ غصے سے چل
کون ہی تو چھوڑ مسجد جا نکل

کہ ترے لایق نہین یہ جائے پاک
ہی سراپا تو غلیظ آلودہ خاک

مجھکو طاقت بھی نہین تھی اسقدر
کہ اٹھون جائے سے اپنی زور کر

عاقبت پاؤن پکڑ لے گئے گھسیٹ
شق ہوئی رگ رگ سے میری ساری پیٹ

سیڑہیان پتھر کی تھین اُسجائے پر
ٹھیل دینے سے گرا مین بے جگر

شق ہوا سر تن ہوا زخمون سے چور
خون بہنے کو لگا وین بالضرور

جب سڑھی پر سر مرا لگتا اٹھا
کشف یک تب میرے تن ہوتا نیا

تب کہا مین دل مین اپنے ہو کے شاد
خوب تھین گر سیڑھیان ہوتی زیاد

تا مرا سر پھوٹ جاتا ایکبار
راز حق ہوتا مرے پر آشکار

تجھکو گر اس رازکی ہی آرزو
ہو تحمل مین تو ثابت مو بمو

جب تلک نہین رنج کا تجھکو اثر
راز حق سے نہین تجھے ہرگز خبر

نفس سرکش جب تلک ہووے قوی
تا بزرگی کی تجھے ہو بیر دی

سرکشی تو اُسکی پہلے توڑ ڈال
بعد ازان کر راہ مولا کا خیال

نفس کو توڑا انھین تک الغرور
ہی تیری طاعت قبولیت سے دور

حکایت مردی و حضرت بایزید بسطامیؒ

نقل کرتے ہین کہ کوئی بسطام مین
بندگی مین تھا صبح اور شام مین

تھا عبادت اور ریاضت مین جسیم
زہد سے فارغ نہ تھا وہ ایکدم

بایزید نامور پاس آ ہمیش — بیٹھتا ہو دست بستہ پاک کیش
اکدن آ وہ جوان نامور — بایزید پاک کی خدمت اندر

یون کیا عرض ای جہان کے پیشوا — ہادی گمراہ و محبوب خدا
زہد مین مجھکو گذر گئی تیس سال — بندگی مین ہون خدا کی کل حال

رات سب طاعت مین کرتا ہون قیام — دن تمامی روزہ رکھتا ہون مدام
لیک اسرار سنکر یہ محل — ہی تمہارے قول پر میرا عمل

باوجود اسکے مجھے کچھ کشف نین — کچھ نظر پرتا نہین اسرار کین
گو سنکر اُسکا سخن شیخ زمان — یون کہے گر تین سو سال ای جوان

تو رہیگا اسطرح سے زور دار — یا کرے شب کی عبادت اختیار
کشف کا تجھ پر نہوویگا ظہور — دل نپا دیگا نہ نور حضور

پس کہا وہ کیا سبب ای پیشوا — تا کھولیگا مجھپہ اسرار خدا
پھر اُسے فرمائے شیخ حق شناس — تو اسیر نفس ہی اور بدقیاس

ہی ترے پر نفس سرکش کا حجاب — کیون نظر آویگا ستر آفتاب
پس کہا زاہد کہ ای عالی قدر — کچھ علاج اسکا مجھے کہئے مگر

شیخ بولے ہی علاج اسکا بل — نین قبولیت کا اسکے تجھکو پل
وہ کہا ہی مجھکو جان و دل قبول — نا کرون حکم آپ کا ہرگز عدول

شیخ بولے اسکو ترک لباس — پیرہن یک پہن لے تو بے ہراس
توبرا پھر ایک خرما مول لے — ڈال لے وہ توبرا اپنے گلے

جس محلے مین ترا ہی اعتبار — شان و عزت بہت سی اور افتخار
چھوڑ کر ناموس و ننگ اور رجا — بیٹھ لوگون کی گذرگاہون پر

جمع کر طفلان کو سارے ہانک کر — بول گر کوئی مجھکو مارے ایکبار
ایک خرما دونگا اس طفل کو — مار دو مارے تو خرمے دیون دو

شہر مین سب بولتا پھر ای گدا — کر تحمل مار کھا مارے سدا
تا ترا ہو نرم نفس بدمزاج — ہی یہی بیماری کا تیری علاج

ایطفلان تو بھی نہ اب کچھ ننگ — چھوڑ دے سب تری ناموس و ننگ
گر ترے مین بال بھر پندار ہی — زہد تیرا سر بسر بیکار ہی

پست ہو اور کر تحمل مثل خاک — تا اگے تجھ مین نہال راز پاک
جب تلک نا ہو تحمل الفلان — راز پنہان تجھپر نا ہو عیان

کر شکستہ گردن نفس غرور — پس تو داخل ہوویگا حق کے حضور
واصلیت جو تحمل مین تجھے — سرو حد نا دیکھیگا کبھی تجھے

پس بزرگان حلم کو کر اختیار — پاسے عزت پاس جھکے اور وقار

حکایت حضرت عامر بن شرحل رحمة الله علیه

عامر ابن سرحل حق گزین — ہی لقب جسکا امام العارفین
اکدن مجلس مین بیٹھے تھے مگر — شخص کوئی آیا سفیہ و بدگہر

شیخ کی خدمت مین ہو کر بے ادب — گالیان بیحد دیا ہی بے سبب
پھر کہا ظاہر مین گو یہہ پارسا — باطنی مین پھر رکہا مکر و دغا

عیب ہین باطن مین اسکے بیشمار — ظاہرا دستا ہی یہہ پرہیزگار
بس کہے عامر اٹھا دست دعا — ای خداوند و علیم ماسوا

ہی جو کچھ یہ راز سارا آشکار — نین تجھے معلوم سو نین کوئی کار
گر مرے مین یہہ جو کہتا ہی جوان — ہووینگے مکر و دغا عصیان نہان

بخش دے ہو مہربان ای کارساز — بول تا ناچار ہے کرنے ناز
اسطرح برداشت مین جو ہو قوی — ہی وہی تحقیق مرد معنوی

بے تحمل ہی جو کوئی آتش مزاج — حلم کا پانی اُسے بہتر علاج
بردباری شغل عرفان ہی — بے تحمل قالب بے جان ہی

پیشوایان تھے تحمل مین حسینم — ترک غصے کو کئے تھے یک قلم

حکایت عبد الله بن عوف رحمة الله علیه

ناسلف سے تھا جو کوئی آگاہ تر　　یون قلم رانی کیا کاغذ اپر
تھا ریاضت و تحمل مین کامل　　ہم زمان کوئی نتھا انکی مثال
تمام کر غصے کو کہتے ایفلان　　بارک اللہ علیک جاودان
بات یہہ سنتے ہی سارے خادمان　　جان لیتے شیخ ہین غصے میان
ہو سوار اس اونٹ پر وہ باکمال　　حج ادا کرتے تھے جا ہر ایکسال
اتفاقا راہ مین یک چوب سخت　　اس شتر کے آنکھ و دیدہ مین سخت
گھر طرف جب اونٹ کو لایا پھرا　　یون کہے لوگان وہان کے سب بچھا
بعد ازان جب شیخ کو پہنچی خبر　　گر تاسف اونٹ دیکھے آن کر
پس کہے لوگون کو تم شاہد رہو　　یہہ مرا ہی زر خریدہ مو بمو
بول اتنا وہ بزرگ باکمال　　جا مصلے پر لگے پڑھنے نماز
تھے تحمل مین بزرگان جاودان　　جز تحمل نین بزرگی ایفلان
ہو تحمل سے جسے پروانگی　　حق رسی کی ہی اسے ہم خانگی
تھے جو کوئی مردان حق تاکیر مکیش　　سوستے تھے ہر کسکا جور بیش

کہ تھے عبداللہ بن عوف یک مگر　　عارف اسرار حق عالی قدر
کوئی شاگرد انکا یا کوئی پسر　　کام ناشائستہ کچھ کرتے اگر
کہ برکت حق کرے تجھ پر زیاد　　لطف سے تجھکو رکھے نت شاد شاد
شیخ کے تھا گھر مین یک خاصہ شتر　　شیخ رکھتے تھے محبت اس اپر
خادم شیخ ایکدن ہوکر سوار　　لے گیا پانی پلانے ایکبار
پس شتر کی آنکھ پھٹ گئی یکبیک　　خوف سے خادم کے لائی نا شیک
آج خواجہ کو ہوویگا درد و غم　　اونٹ اندھا دیکھ پر درد و الم
پس کہے خادم کتین وہ باتمیز　　بارک اللہ علیک یا عزیز
اب کیا ہون ان آنکھیان آزاد مین　　اور اس سے جا سے ہون شاد مین
جب تجھے بھی اسطرح برداشت ہو　　گنہ تیرے ہون عفو بے گفتگو
شیخ کے مانند ہو تو بردبار　　لطف فرماویگا تجھکو کردگار
رہ تحمل مین سدا مردون مثال　　تا خدا تجھکو کرے مرد کمال

حکایت مردی بزرگ

خامہ راوی کیا ہی یون رقم　　کہ تھے کوئی اہل صفا قدم
زشت روئی ختم تھی اسپر تمام　　زشت رویون کو تھا جس سے ننگ نام
بے ادب اور بے تمیز و بد خصال　　بے حیا و تلخ گو اور بد خیال
دانت اسکے جون کہ ثعبان پر زہر　　جوش مین غصے کے رہتا پر قہر
رو برو صاحب کے کرتا مسخری　　گھر کو دیتا تو کرینت ابتری
باورچی مین قوالتا گھر مین کی چیز　　راہ مین کاٹے بچھاتا بے تمیز
لاوین کھانا گر یکا تیار کر　　چار زانو بیٹھتا سفرے اپر
اسطرح کے بندۂ خونخوار سے　　بد مزاج و بے ادب بدکار سے
رنج سہتے تھے تحمل سے مدام　　بردباری لیجاتے صبح و شام
ایکدن کوئی انکو بولا دوستدار　　ای بزرگ نامور پر افتخار
یہہ غلام بد خو بے قاعدہ　　کیا ہی تمکو حاصل اس سے فایدہ

وصف سے انکی بھرا آفاق تھا　　ایک خادم انکو بد اخلاق تھا
جن برو مین کھلی انکی کبھی　　ہون جہان تک عیب تھے اسمین سبھی
جون شب دیجور رو بے فروغ　　بات نین کرتا بجز کبر و دروغ
شکل روتی نین ہنسا وہ کھول لب　　سو جلا رہتا ہمیشہ پر غضب
غیب ہوتا جسکہ بھیجین کام کو　　صبح کو جاوے تو آوے شام کو
بند کرتا اگر بولے تو کام　　منہہ جلاتا گر پکاوے کچھ طعام
جان بلب ہو پیاس سے خاوند اگر　　نا پلاوے آب یک گھونٹ بھر
وہ ولی حق بزرگ خوش لقا　　بیکے غصہ سوستے جور و جفا
خشم ہو کرنا کئے اس سے مقال　　بلکہ نین دیکھے کبھی آنکھان نکال
اس غلام بے وفا بد ذات کا　　کب ملک سو سکے یون جور و جفا
نہ جمال اسمین نہ دانش نا ادب　　رنج سہنا انکو ہی کیا سبب

آپکو مین ایک خادم خوشخصال
لاکے دیتا ہون تو تم اسکو نہال
لادوے تمکو اگر کوئی ایک کاس
بیچ ڈالو اسکتین تم بے ہراس

جب سنے یہہ بات وہ نیکو نہاد
ہنس کے بولے ای محب پاکزاد
گرچہ خادم ہی مرا وہ بدخصال
مجھہ کو حاصل اس سے ہوتا ہی کمال

جور اسکا سو سہتا ہون اس دل
کہ غروری نفس کی جاوے نکل
گر سہون اس شخص کا جور و جفا
سہسکونگا ظلم پھر ہر ایک کا

ناکرونگا ظلم سے مین کسیکے غم
تا خدا مجھہ پر کرے فضل و کرم
عارفان کسطرح سے تھے بردبار
جب دیا انکو بزرگی کردگار

تو غروری مین بھرا ہی ای دغل
ہو رہا ابلیس ملعون کا مثل
نفس تیرا پیشوا ہی اور امام
ہاتھہ مین شیطان کے تیری لگام

نین بزرگونکی تیرین ایک چال
جز تکبر نین ترے مین کچھہ کمال
سرکشی کر ہو گیا تو حق سے دور
ہی کہان تجھہ مین تحمل ای غرور

تو تحمل سے تحمل پاوینگا
نزد خالق ہو تو مقبول آوینگا
حلم بن نین ہی عمل کو برتری
حلم ہی دیباچہ پیغمبری

حلم سے پائے بزرگان امتیاز
حلم سے ہوتی ہی پستی سرفراز
خاک مین جب تخم ہووے پایمال
ہو بلندی کی طرف آوے نہال

پست ناہووے ملک ناہو بلند
کسطرح سے ہووے کوئی حق پسند
جب ابر سے قطرہ آوے زیر تر
دیدہ دریا مین ہوتا ہی گہر

پس وہی ہوتا ہی در شاہوار
گوش مجنو نین لیتا ہی قرار
تو بھی ہوجا اسطرح سے پست تر
تا تو ہووے بحر عرفانکا گہر

پیشوایان تھے تحمل مین مدام
بن تحمل پاوے نین کوی احترام
حلم تو بھی کر ہمیشہ اختیار
تا دیوے تجھکو بزرگی کردگار

سرکشی کا کرے تو سینہ چاک
تب تجھے حاصل ہووےگا نور پاک
جہد کر او نفس کی گردن کو توڑ
ہاتھہ سے تو حلم کا دامن نچھوڑ

جب تحمل مین کریگا تو قیام
تو بزرگی ہی تیرین صبح و شام
اعتماد خلق کو سب درگذر
اعتماد اپنا تو رکھہ اللہ پر

حق پہ رکھہ نسدن توکل کی نظر
سونپ اپنے کو خدا پاک پر

باب پنجم در تسلیم و توکل

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

بلبل باغ روایات کہن
نغمہ سنج داستان شیرین سخن
یون کلی کا غذ پہ ہی نغمہ کنان
ہی سراپا مست جس سے مغز جان

کہ امیر المومنین عالیمقام
جانشین مسند خیر الانام
وارث علم نبی عادل عمر
ایکدن اپنی خلافت کے اندر

جائزہ لشکر کا لیتے تھے تمام
کہ مہم درپیش تھا انکو مدام
آئی کوی دو شخص لشکر سے نکل
ایک صورت ایکڈھب تھے یکشکل

ہو بہو دونوکی تصویر ایک تھی
نقش بند خانۂ تقدیر سے تھے
وے امیر المومنین کے پاس آئے
شاہ عادل غور سے انکو تکھاے

بھی کہے کیا تم اپسمین بھائی ہو
کہ تمہارے شکل یک ہی تم ہو دو
پس وے دونو مین سے یک نے یون کہا
باپ اور بیٹے ہین ہم ای پیشوا

ہی ہمارا ایک قصہ بس عجب
عرض کرتے ہین اگر ہو حکم اب
پس امیر المومنین شاہ جہان
حکم فرمانے کہو جو ہی بیان

وہ کہا جب تھا شکم مین یہہ پسر
مین رسول اللہ کے تھا خدمت اندر
رو دیا اسوقت پر پس از قضا
لشکر کفار سے جنگ و غزا

پس سیالت کے فلک کے آفتاب
کوچ فرماسو مین تھا ہم رکاب
جب نکل کر گھر سے آیا تھا مین
باوضو ہو سر رکھا مسجد مین مین

پس کیا مین حق سے اپنے التجا
ای خداے خالق ہر دو سرا
جو شکم مین ہی مرا لخت جگر
سونپ جاتا ہون اسے تیرے سپر

اس بچے پر رکھہ حفاظت کی نگاہ
ہی دو عالم کو ترے ہی پناہ
الغرض جب فتح پا کفار پر
آئے پیغمبر ملت کر باظفر

مین بھی اپنے گھر کو جا دیکھا تو کیا / انتقال زن ہی اتھا از قضاء
بس ہوا پر سے تئین درد و الم / گھر سے باہر نہین کہا بر گر قدم
بعد کئی دن کے زیارت کے بدل / قبر پر زن کے گیا گھر سے نکل
دیکھتا کیا ہون قبر پر نور و تاب / ہی جھلکتی مثل نور آفتاب
پس محلہ دار پاس جا کر مین کہا / یہہ قبر کیسی ہی پر نور و ضیا
اُسنے بولا عجب ہی وہ پاکیزہ زن / ہوگئی ہی اپنے تربت مین دفن
از قضا ہو قبر کی تو پر چاک / چرخ پر جاتا ہی اُس سے نور پاک
جب مرے کو لین ہو آن ہشیار / قبر کو جلدی سے کھولا ایکبار
کہ مری تھی زن شکم مین کچھ حمل / وہ حمل تربت مین آیا ہی نکل
قدرت اللہ مین نے دیکھا عجیب / جسکے کہنے سے مری لرزان ہی جیب
زن مری تھی تھا مگر زندہ پسر / کھیلتا تھا ہاتھ پاؤن جھاڑ کر
گرچہ مادر مین نہ تھا روح و روان / لیک تھا شیر اسکی پستان سے دوان
منہہ اوپر چھاتی کے رکھ کر وہ پسر / دودھ پیتا تھا فراغت حال پر
دیکھکر مجھکو ہوا بس سوز و درد / درد دل سے یک کیا مین آہ سرد
پس سروش عالم لاریب سے / یون ندا مجھہ پر کیا ہی غیب سے
لے امانت کو تو اپنے اے جوان / جو تو سونپا تھا مجھے با صدق جان
سونپتا مادر کو بھی اسکی اگر / یون ہی پہنچاتا تجھے تھا بے ضرر
لیک سونپا تو فقط فرزند کو / جا اُٹھا لیکر اب اس دلبند کو
یہہ میرا وہ ہی پسر جو ساتھ ہی / سونپنا حق پر دیکھو کیا بات ہی
یون توکل رکھ خدا پر اے عزیز / گر تیرے ہی صداقت کی تمیز
کر توکل حق تعالی پر سدا / کہ وہ عالم کا نگہبان ہی خدا
عارفان دھر حق تعالی پر نظر / سونپتے ہین جان و مال اُسکے اوپر
جو کیا اپنا حوالہ حق اوپر / اسکو نہین ہی دو جہان مین کچھ خطر

حکایت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

مجلس آرا ہے روایت دلپذیر / یون لے آیا بات کا شمع منیر
کہ مکان عز و عزت کے ہدف / عارف حق گوہر بحر شرف
ہادی رہ یعنے مرد معنوی / پیشوائے دین حبیب عجمی
شہر مین بصرے کے یک رستے اوپر / گھر بنے تھے خلق کا تھا جان گذر
تھا زمین کی پشت پر گرچہ وہ گہر / فخر رکھتا تھا مگر افلاک پر
رہے اس گھر پر شرف مین روز و شب / جان و دل سے تھے صفت مشغول رب
اور یک تھی پوستین صبح و شام / اور تھے اسکے تئین عالی مقام
از قضا یکروز گھر سے باہر آ / دھوپ مین بیٹھے اتھے وہ با صفا
پس وضو کے واسطے گئین دور تر / جارہے تھے آب کے چشمے اوپر
پوستین جو ساتھ تھی سو ساکتین / ڈال دے تنہا گئے رستے کہین
شیخ حسن بصری امام بحر و بر / اتفاقا آگئے اُس جا سے پر
پوستین کو دیکھ پہچانے نشان / کہ حبیب عجمی کی ہی یہہ مکان
وین کھڑے تھے پوستین کے پاس جا / تا نہ لیجاوے کوئی اُسکو اُٹھا
اُنے جب وے حوض سے کرکے وضو / پوستین کے پاس دیکھے پیر کو
پس کہے انپر سلام با ادب / پھر کہے تم یہان کھڑے ہو کیا سبب
شیخ حسن بصری کہے ای نامور / پوستین کو ڈال دے رستے اوپر
کان گیا تھا کیا نتھی تجکو خبر / کہ لیجاوے کوئی اُٹھا اسکو مگر
اسطرح نین مال اپنا چھوڑنا / کون تھا اسکا نگہبان ای گدا
تب کہے حضرت حبیب نامدار / سن تو اب ای پیشوائے روزگار
اُس اوپر سونپا تھا مین جو تجکو یہان / آتے تک میرے کیا ہی پاسبان
تا دل و جان سے نگہبانی کرے / دور رہ ہر کس کی خیانت سے ڈرے
اعتماد حق رہے جس دل اندر / جان و مال اسکا نہ پاوے کچھ ضرر
کیا تو سمجھا مال اور ایمان کو / مایہ و سرمایہ انسان کو
ہوی بری چیزان ہین کچھ شیطان دو / سونپ دے اسکو خدا پر بالضرور

جو نگہبانی میں حق کے ہے حشم
مال و ایمان کا نہیں کچھ اسکو غم

دوست سے تو بھی پناہ لے ایفلان
تاکہ ہووے تجھکو دشمن سے امان

کسطرح دشمن سے ہووےگا تباہ
دوست کا اپنے لیا ہی جو پناہ

مال پر تیرے جو کوئی لیگا ہات
قدرت حق سے کٹیگا اسکا ہات

حکایت عرب

ناقل نقد سخن کا گنجدار
یوں بیاں کرتے حکایت باعیار

باندھکر یک ڈور سے پائے شتر
پس کہا ای خالق جن و بشر

سونپ جاتا ہوں تیرے یہ شتر
تو کرم سے رکھہ حفاظت کی نظر

باہر آیا جب نماز ان کر ادا
اونٹ کو دیکھا وہیں اپنے بجھا

اونٹ کو سونپا تھا میں تیرے اُپر
لیگیا ہی کون تجھسے چھینکر

بعد یکساعت کے کوئی شخص آ
اونٹ لایا یہ عجب ہی ماجرا

دست میں لیکے اشتر کی مہار
ڈھونڈھتا آیا ہی مالک کو پکار

پس عرب نزدیک جا اسکے کہا
ہاتھہ تیرا کون کٹتا ہی ای گدا

وہ کہا میں ہوں نہیں مرد عرب
خوار و مفلس اور فقیر و بےنصیب

تیر کے جب کوہ کو میں لے گیا
یک سوار از غیب ہاں پیدا ہوا

پس مرے نزدیک آ گھوڑا دوڑا
ہانک مارا پر غضب ہوکر کہا

دل مرا اس ہانک سے ہو ترسگیں
اڑ گیا پھر میں ہوا نقش حزیں

پس اٹھایا ہاتھ کو میں بیدریغ
کاٹ ڈالا ہاتھہ میرا مار تیغ

اونٹ دے خاوند کو کر معذرت
تاکہ تو ہو جاوے پاک از معصیت

پس ترے میں کوہ سے آیا ہیں
مال تیرا تجھکو پہنچایا یقیں

ہے نگہبان اسطرح پروردگار
لیک تجھکو نہیں بھروسا استوار

ہے خدا ایک رزاق و رحیم
نہیں توکل اسپہ تجھکو ای لئیم

پرورش کرتا ہے مار و مور کو
رزق دیتا ہے وحشی اور کور کو

کہ در بیت الحرم میں کوئی عرب
اونٹ سے آیا اتر کر باادب

پاسبانی میں تری ہے سب جہان
ایکذرہ بھی ترے سے نہیں نہان

اعتقاد و صفا سے یوں بولکر
رکھہ قدم آگے گیا مسجد اندر

اونٹ نا آیا نظر ہو بیقرار
یوں کہا غصے سے ای پروردگار

مال میرا دے مجھے ای کبریا
کہ امین ہی تو امانت کر عطا

ہاتھہ سیدہا تھا کٹا تلوار سے
گلیں باندھے تھے لگا ایں چور کے

اُس شتر کو دیکھکر پس وہ جوان
بولا تیرا مال لے ایفلان

کون ہی تو اور کہاں تھا یہہ شتر
دے تو اپنے حال کی مجھکو خبر

اونٹ تیرا میں ضرورت کے سبب
لیگیا تھا کھول دزدی کرکے اب

برق مانند اسپ تھا چابک شتاب
وہ سوار اسپر مثال آفتاب

ای رکیک بی تمیز و ناسپاس
کاں چلا ہی اونٹ لیکر بے ہراس

پس کہا مجھکو سوار ارجمند
ہاتھہ سیدہا کر اسکا تو بلند

بھی مجھے بولا دتا کر یہہ شتر
دور تا لیجا در مسجد اوپر

بولکر اتنا مرے سے وہ شتاب
اڑ گیا افلاک پر جوں آفتاب

ہے مرے افعال پر مجھکو شرم
بخش مجھکو اور مرے پر کر کرم

گر تجھے ہوتا توکل حق اوپر
تو نہ پھرتا اسطرح در بدر

عرش سے تحت الثری تک ہی تمیز
رزق بن پیدا کیا نہیں ای عزیز

حکایت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

خامہ راوی راز ما سلف
اسطرح لکھا حکایت باشرف

چھوڑکر دنیائے فانی بے ثبات
خواہش اللہ سے پایا وفات

تو ہی وارث اسکا ہی ای پیشوا
بن ترے یہ مال کسکو ہیں روا

کوئی کہا ادہم کے ای عالی قدر
خویش تیرا ہی خراسان کے اندر

سیم و زر ہی گرچہ اسکو بیشمار
لیک نہیں ہی مال کا کوئی ورثہ دار

بات یہہ سنتے ہی شیخ پر شرف
چلدیئے اٹھکر خراسان کے طرف

از قضا ایک مرغ کور و بے بصر / راہ مین آیا نظر یک جاے پر
مینڈکی یک لیکے کیڑا منہہ اندر / اس کے نزدے پاس آئی دوڑ کر
منہہ پر اسکے رکھی سو از قضا / گر گیا معلوم مرغ اپنی غذا
پس وہین وہ منہہ کو کھولا تھا مگر / ڈال دی کیڑے کو اس منہہ کے اندر
دیکھہ ابراہیم یہہ احوال سب / ہو تعجب مین کہے ای پاک رب
مرغ نابینا کو بھی تو اے خدا / یا الٰہی رزق یون دیکر سدا
بھی خراسان کو تجا اون مین اگر / رزق دیویگا تو مجھکو بے خطر
اسطرح سے کر پسندیدہ مقال / پھر کے آئے شہر کو وہ باکمال
پیر وضو کرنے کے تئین یکجاہ پر / آئے ڈالے ڈول جب اسکے اندر
لاے باہر اس ڈول کو کھینچ جب / تھے عوض پانی کے مروارید سب
پس کہے یارب غرض ہی آب سے / کیا کرونگا مین یہہ مروارید لے
آب چاہا تھا وضو کرنے کے تئین / آئے موتی اس سے مجھکو کام نئین
اسطرح سے بول شیخ نامور / گی نکل اس چاہ کے تئین چھوڑ کر
یون خداوند زمین و آسمان / ہی ہر اک جاندار کا روزی رسان
کون ہی اس آفرینش کے اندر / جس کی روزی کو گیا ہو حق بسر
دیکھہ لے قرآن مین پروردگار / کیا کہا ہی بندگون کو ایکبار

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

اسطرح سے پھر تو کیون حیران ہی / فکر مین روزی کے سرگردان ہی
تا توکل ہی تجھے اور نا یقین / نام اپنا جیت کھا ہی اہل دین
دین پر اپنے اگر ہی استوار / دینداروں کا روش کر اختیار
ہی خدا پر گر تجھے چشم یقین / بحر پر چل جاو تو بھی غم نہین

حکایت عیسی علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام

نقل کی کشتیکو ملاح زبان / یون کیا دریا کا غذر پروان
کہ کہے عیسی سے حوارین آ / ای پناہ دین رسول کبریا
کون سے قوت سے تو دریا اوپر / چلکے جاتا ہی قدم رکھہ بے خطر
تر نہین ہوتے کبھی تیرے قدم / کفش بھی ہوتی نہین ہی تیری نم
پس کہے انکو سنو ای اہل دین / ہی مرے مین قوت صدق و یقین
گر توکل حق تعالی کے اوپر / پاؤن رکھہ پانی پہ جاتا ہون نڈر
قوم حوارین کہے ای پیشوا / مطلع انوار اعجاز خدا
ہی ہمین بھی وہ ترا ایمان و دین / حق پہ کرتے ہین توکل او یقین
پھر کہے عیسی مگر تین جسقدر / ہی توکل حق تعالی کے اوپر
اسقدر تمکو بھی گر ہووے یقین / پس چلو دریا اوپر کچھہ ڈر نہین
پھر کہی وہ قوم سب ای ذات پاک / موج سے دریا کے دل ہی ہولناک
کہ مبادا ہم سبھی کین آب مین / ڈوب مرجاوین پھنسی گرداب مین
تب کہے عیسی خدا کے قہر سے / خوف کھاؤ مت ڈرو اس لہر سے
موج سے دریا کے ہو جسکو خطر / نین یقین اسکو خداے پاک پر
گر رہے مانند تم ای اہل دین / حق پہ رکھتے ہو توکل او یقین
خوف سے لین کچھہ بھی نا کر بید رنگ / رو کے دریا پر چلے جاؤ نسنگ
ہی توکل مین تمہارے اب قصور / جو نہ کرسکتے ہو دریا پر عبور
پس کرو حق پر توکل خوب تر / غیر سے حق کے ڈرو مت بال بھر
جو خدا کے خوف سے لرزان رہے / پاس اسکے بحر و بر یکسان رہے
ترس حق کے عارفان ہین ثبت فوق / کر سکے کیون موج بحر انکو غرق
گر نہو تجھکو توکل الفلان / پس کہان تو اور یہہ بابت کہان
حق تعالی پر تری ہی گر نظر / آگ بھی ہووے تو نا ہی تجھکو ڈر

حکایت شیخ نوری رحمة الله علیه

راد و دانا سے راز ارجمند / یون لکھے آیا ہی روایت دلپسند
ایک بستی مین کسی کے دیکھ اندر / آگ لگ گئی تھی کیایک بیشتر

جب لگا بازار جلنے کو تمام
اہل دوکان چھوڑ گئی اپنا مقام

غل مچا اور لوگ ہوئی زار زار
ہو گیا ہول قیامت آشکار

دو غلام پاک صورت خوش لقا
رہ گئے دوکان میں یک از قضا

جب لگی آتش چو طرف سے زور پر
تو لگے رونے غلامان شور کر

دیکھکر خاوند نے انکو بچھا
بولتا تھا تلملا افسوس کہا

لاویگا انکو اگر کوئی نکال
یکہزار اسکو دیوں دینار مال

شیخ حسن نوری کہیں اس حال میں
اس طرح کے آرہے غلغال میں

دیکھ کر روے وو غلامان بیقرار
تلملاتے تھے سیرہ کر زار زار

بس وہیں دلپر کئے اپنے ندا
رکھ توکل بر جناب کبریا

آگ میں جلتے ہیں وے دو نو پسر
لا تو باہر کرکے ہمت کھینچ کر

تا خدا تجھکو بھی در روز حشر
دیوے دوزخ سے یقین آزاد کر

دلکو اپنے اسطرح سے بول کر
اپنے دامن سے وہیں باندھے کر

بس خدای پاک کا لے نام پاک
جا رہے وہیں آگ میں بے ترس و باک

جان غلامان تھے وہاں جا کر سنگ
ہاتھ دونو کا پکڑ کر بیدرنگ

فضل حق سے لائے باہر شیخ نے
ہو تعجب لوگ تھے سب دیکھتے

لائے باہر سب کئے تن پر نظر
بال بھر کچھ نہیں ہوا انکو ضرر

صاحب اُن دونوں کا آکر شیخ پاس
بہت لایا بجا شکر و سپاس

بھی کہا سر شیخ کی قدموں اپر
شیخ نے لائے گلے سے اپنے کر

پھر کہے اس شخص کو وہ رہنما
شکر کر تو اب خدای پاک کا

جو کیا ہوں میں پسندیدہ عمل
وہ عمل ہے عین خالق کا فضل

کچھ نہ رہے اوپر مرا احسان میں
کہ ترے خاطر کیا میں کام میں

ہے مرا مقصود خوشنودی رب
بار احسان نا رکھو میں تجھ پہ اب

بس کہا وہ شیخ کو ای نامدار
لے قبولا میں جو دیناران ہزار

شیخ بولے مجھکو فضل ذوالجلال
بس ہے مجھکو دو جہان میں وہ کمال

گر رکھوں میں سیم و زر کی دوستی
نا رکھی حق دوست مجھکو کرتی

میرے تئیں ہوتا اگر کچھ طمع مال
آگ میں جانا مجھے ہوتا محال

آگ کرتی خاک مجھکو بیدرنگ
شمع پر جیسا کہ ہوتا ہے پتنگ

میں رضامندی خدا کی کر طلب
دل سے دہو باد دوستی دنیا کی سب

بولکر اتنا سخن جوں پُرتاب
برق کے مانند گیا وہاں سے شتاب

کان تر میں بول اتنا ہی کمال
بس تجھے ملنا مقام انکا محال

جو کریگا ترک مال و جاہ کو
پاویگا وہ مقصد دل خواہ کو

دوستی زر کی رہے جس دل میں گر
دوستی سے دوست کی ہے بے خبر

گر تجھے ہے خواہش دل بعلات
دہوندلے جاکر مقام راستان

بس نہ مردار دنیا پر فدا
دوست تر مت رکھ کسیکو جز خدا

دہر یقین اور کر توکل میں قیام
حق کے رہ فرمان میں تو صبح و شام

گر تو فرمان خدا لاوے بجا
حکم سے تیرے نہ ہووے کوئی جدا

حکایت بزرگ شیرسوار

خامۂ اہل سخن کشاف راز
صفحۂ کاغذ پہ باندھا ہی طراز

تھے خدا دان کوئی بزرگ نامدار
بیٹھ پر یک شیر کے ہو کر سوار

ہاتھ میں یک سانپ لیکر زہر بھر
خوش چلے جاتے تھے یک رستے اپر

دیکھکر کوئی انکو بے ترس خدا
یوں لگا کہنے کو ای مرد گدا

کیا کیا تو بول یہہ افسونگری
کہ درندے ہیں کئے فرمان بری

بس کہے وہ صاحب دل باتمیز
کیا نہیں معلوم تجھکو ای عزیز

جو رکھے گردن خدا کی راہ پر
تا پھر اوے حکم سے کوئی سکے سر

ہیں درندے سخت گرچہ پیل و شیر
کہ نہیں کوئی سامنے انکے دلیر

حق تعالیٰ پر توکل ہی جسے
خوف کب ہووے درندوں کا اُسے

حکم سے خالق کے تو بھی سر نہ پھیر
ہوں ترے فرمان میں سب دد و شیر

حکایت عامر بن قیس

رونق آرائی گلستان کہن
صاحبدل عامر ابن قیس کو
یک مصلا وا کر پاک و لطیف
دن گذر کر جبکہ آیا وقت شب
پس کہے عامر کہ مین بندۂ خدا
رات کو آتشور کرتے ہین کمال
شبکو ہر سے گھر مین رہتا جا سدا
دین تیرا دوسرا اور دین دگر
عاقبت ترسا گیا حجرے اندر
چھپ گیا مغرب کے جا پردے مین سور
آگئے شیران بعد ازان بے شمار
عامر پاکیزہ با عجز و نیاز
جب رکھے مسجد مین عامر اپنا سر
جب رکوع کرتے تھے پس ان شیر کو
یون کہے شیرون کے تئین وہ باشرف
یا نکل کر جاؤ تم سب ایکبار
زاہد ترسا سمجھایا یہہ مشکل
ہے تجھے سوگند اسکی بار بار
شیخ نے اس مرد ترسا کو کہے
کوہ پر آیا ہون طاعت کے بدل
شیخ کو بولا کہ تو ہی پر قدر
حل کر اب اسلام مجھ پر بیدرنگ
شیخ نے اسلام سے کر سرفراز
تو عبث ای مرد غافل بے خبر
جب توکل کا ترے مین نہین اثر

اسطرح لایا ہی گلدستۂ سخن
شہر سے باہر نکالا زشتخو
باادب پڑھتے تھے قرآن شریف
زاہد آ باہر کہا ہی اکو تب
عاجز و احقر غریب بے نوا
ہو ویگا تجھکو یہان رہنا محال
دن کو ہر کین بیٹھ کر یاد خدا
کسطرح آؤن ترے حجرے اندر
کر دیا محکم وہین حجرے کا در
ہو گیا تاریکی شب کا ظہور
شیخ پر چو طرف سے باندھے حصار
تھے مصلّے کے اوپر کرتے نماز
سر ملے کوئی شیر آ تلوے اوپر
دور کرتے ہاتھ سے وہ نیکخو
چو طرف تم کیون کھڑے ہو باندھ صف
پا کرو مقصد کو اپنے آشکار
باہر آیا وو ترسا حجرے سے نکل
تو سمجھتا ہی جسے پروردگار
عامر ابن قیس ہون اب دیکھ لے
تا مرے درپیش آوے خلل
شہر سے گر چہ جدا ہی تو بدر
ہی مجھے اب کفر کی ملت سے ننگ
کفر سے اسکے رکھے تب لکو باز
ہی طریق رہبستان سے دور تر
پس تجھے کان از پنہان کی خبر

کہ رہا جب ہو یہ نے سخت گیر
پس گئے عامر بلند یک کوہ پر
از قضا یک زاہد ترسا دگر
ایجوان تو کون ہی سو کر بیان
وہ کہا یہہ جا رہنے کی نہین
پس مرے حجرے مین چل اب بیدرنگ
عامر دانا سے ستر کردگار
ہو بحد زاہد کہا کئی طرح سے
کر توکل عامر پاکیزہ دین
شیخ عامر معتقد ہے پاکباز
نیم شب گذری تبھی زاہد کھول در
کھول کر دیکھا شیر غران ہر طرف
آلگا ہے پہلو بپہلو کوئی شیر
الغرض فارغ ہو ہے جب پڑھ نماز
کہ تو جو حاجت کچھ کرو مجھ پر عیان
شیخ سے جب باتہہ یہہ پائی ظہور
لا رکھا وین شیخ کے قدمون پہ سر
تو مرے پر کر عیان سب حسب حال
حاکم کوفی مرے پر جبر کر
زاہد ترسا سنا جب یہ مقال
بے شبہ ہی پاک تیرا کردگار
نہین جج کوئی تجھ وین سے آگاہ تر
پس ہوا معلوم مردان خدا
کی خیالان مین ترے کو لی نہان
گر خدا پر نہین تجھے کچھ اعتماد

مسند اقلیم کوفے کا امیر
خلق کا جسن جانے پر نہین تھا گذر
باندھ حجرہ تھا مقیم اس کوہ پر
واسطے کس بات کے آیا یہان
شیر رہتے ہین یہان شبکو یقین
یہان دو رہنے آوینگے ہو کر نہنگ
عاجزی سے اسکو بولے ایکبار
لیک عامر بات اسکی نہین سنے
حق تعالی پر رکھے چشم یقین
با حضور دل لگے پڑھنے نماز
شیخ کا احوال دیکھا کر نظر
باندھ کر حلقہ کھڑے تھے صف بصف
شیخ کے نزدیک رہتا تھا جو شیر
دونو جانب کر سلام با نیاز
جب عبث کرتے ہو کیون شور و فغان
گئی نکل کر شیر سارے بھاگ دور
یون لگا کہنے کہین ای پرقدر
کون ہی تو اسطرح کا باکمال
شہر سے اپنے کیا مجھکو بدر
کرو یا مذہب کو اپنے پائمال
دین اور آئین تیرا استوار
ہی ضلالت مین وہ دو با سر بسر
حق اوپر ہے توکل سے سدا
جمعیت کا نہین ترے مین کچھ نشان
پس ترا ابلیس سے ہی اعتقاد

جب تلک ابلیس کی قید مین
مبتلا ہی تو کمند کید مین

رکھ توکل کہ ہی حبل المتین
تو تر دے یہ دام از دست یقین

ہی توکل گر تجھے خالق اُپر
شیر یک مخلوق ہی اُس سے قرین

حکایت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

جوہری جو ہی سخن کی گیان کا
یون پرکتا ہی جواہر بے بہا

اکدن سفیان ثوری پاک ذات
لے ہم شبان اپنی کو سنگات

آرزو آ ہم سے ملنے کی کئے
ہو مصمم دو نو مکر چلدئے

از قضا صحرا مین جو تھا تند شیر
رو برو ہو کر قوی آیا دلیر

دیکھے جب سفیان ثوری کیتین
پس کہے شبان اپنی کیتین

شیر آتا ہی ہمارا قصد کر
مصلحت مین ہمکو جانا بیشتر

کہ ہمارے سے اُسے کچھ خوف نین
بھار کھاوے شاید ہم دو نو کیتین

پس کہے شبان اپنی ناموز
جمع خاطر رکھ نہ کچھ وسواس کر

شیر بھی آفریدہ ذو الجلال
ایک مخلوق خدا سے مثال

کیا اُسے طاقت بجز حکم خدا
کہ ہمارے پر کرے جور و جفا

اسطرح سے بول آگے دہر قدم
شیر کے نزدیک پہنچے دو بہم

کان اُسکا لے پکڑ وہ حق شناس
کھینچ لاے بید رنگ سفیان پاس

دم ہلاتا شیر جون پروردہ سگ
دو تر آیا انھون کے ساتھ لگ

یون کہے سفیان ثوری کر عجب
شیر یون سگ ہوا ہی کیا سبب

پس کہے شبان جو ہو دھنتا
نین اُسے کچھ حیز کا دلین ہراس

آشنا ہو حق تعالی سے مدام
آشنا ہو وے تیری خلقت تمام

گر تجھے تین بینش عرفان ہی
ہر کوئی تجھ حال سے انجان ہی

نین تجھے خاوند سے گر ربط ہی
غیر تر سے یقین بے ضبط ہی

من جہد اکا امر لایا ہون بجا
سو نہین یہ شیر سر سے جدا

جب توکل مین کیا یون استوار
تب پایا حق مجھے یہ اقتدار

مین اگر جاہون ابھی اس شیر پر
شہر کو لیجاؤن بوجھا لاد کر

ہی توکل کا شرف یہ ای عزیز
اب تو اس تقریر سے کرلے تمیز

توکہاں ای بیمزاج ناشناس
ہی تجھے ہر حیز کا دلین ہراس

جب رہے مخلوق کا تجھ دلین
پس توکل ہو کہاں خالق اُپر

تو ر دے سب خوف دل سے ایکبار
رکھ خدا پر تو توکل استوار

حق تعالی پر یقین رکھ مستقیم
صدق دل سے ہو توکل کا ندیم

جاو گر تو وادی پر بار مین
بے ضرر ہو ہول جو ان بچہ نامیر

حکایت حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ

راہ سے بیٹھیں قفل درج راز
کر دیا ہی یون کلید لب کو باز

کہ براہیم خواص نامدار
کوئی ویرانہ گئے ایکبار

ساتھ تھا ایک شخص بھی سوداگر
آئے دو نو ناگہان یکجا سے پر

وادی ماران تھا اس جنگل کا نام
کہ تھے سانپان وہان بہت کر مقام

پاون اُس جنگل کو جی رکھتے تھے
ورنہ سے سانپون کے گذر کرتے تھے

شیخ سے پس سطرح اسود کہا
اہل نام خلق مقبول خدا

وادی ماران یہی ہی شت حراب
خوب ہی گر یہان سے ہم جاوین شتاب

تا کہ سانپون سے نہو ہم کو ایذا
ہین بہت و موذیان پر جفا

جب سنے یہ بات شیخ پر قدر
بیٹھ گئی وین کر مصلا خاک پر

اسود وانا فاقت کر نہ جھوڑ
حق تعالی پر توکل دل سے جوڑ

ساتھ تھا شیخ سے ملکر ہم
ہو گیا صحرا نشین بے ترس و غم

جب ہوئی تاریکی شب آشکار
پس لگے آنیکو سانپان بیشمار

مو جو فوج آئے ہین سانپان تند خو
سلے لئے وین سعیا شیخ کو

پس لگا اسود لرزنے شل بید
ہو گیا جینے سے دلین ناامید

ہوگیا سیماب مانند بیقرار
اللہ اللہ بولنا ہر دم پکار
شیخ بولے چپ ہوای ناشناس
گر خدا کو یاد دولیں بے ہراس

جب کیا اسود خدا کو دلیں یاد
گی نکل جا بائیں ہاں سے شل باد
شیخ ساری رات جاگے با نیاز
صبح صادق تک پڑہتے تھے نماز

جب ہوئے فارغ نماز صبح سے
اٹھ کے پھر وہیں مصلے کا کنے
بس مصلے کو لیا اسود اٹھا
سانپ کالی انکھ کا نک از قضا

تھا مصلے مین چھپا وہ پر زہر
چھاتی نے سے باہر آیا سر بسر
پھر وہیں اسود کہا یہ کینہ ور
ہی تعجب نین میں یا ہمکو ضرر

شیخ فرمائے میری ساری عمر
رات ایسی نین ملی کوئی بہرہ ور
کہ حضور قلب تھا حاصل مجھے
قرب حق حاصل ہوئی کامل مجھے

اسطرح اسحاق تو بھی صبح و شام
حق تعالی پر توکل رکھ مدام
جو رکھا درگاہ عزت پر نگاہ
ہی اسے آفات عالم سے پناہ

جسکی نیت ہی توکل او یقین
بولنا اسکو روا نین اہل دین
حق رسی نین جز توکل ای فلان
سکھ توکل ہیں قدم ہو مرد راز دان

ترس حق سے کانپتا رہ ماہ و سال
غیر کا وسواس حق دل سے نکال
بندگیں کرکے خالق کی قیام
غیر کا وسواس رکھنا ہی حرام

حکایت حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

نخل بند شاخ بستان سخن
یون روایت کا لگایا سر دہن
تھے حبیب عجمی امام پاکباز
ایکدن مسجد مین کرتے تھے نماز

ناگہان ابلیس شیطان دغل
اژدہے سی کرلیا اپنی شکل
آیا مسجد کے اندر ہو ہولناک
دیکھ اسکو خلق گئی سب ڈر سے بھاگ

شیخ تھے تنہا مصلے کے اوپر
ہین کئے اس اژدہے سے کچھ خطر
سانپ ملعون پیچ کھاتا بیدرنگ
شیخ کے آیا مصلے پر سنگ

بس وہ ہین سیرین مین بیٹھ کر
تھا لپٹ کر شیخ کی گردن اوپر
نین ہلے کچھ شیخ اپنی جا سے
ساتھ خالق کے رہے دل جوڑ کے

نین گئے کچھ خوف دلین نامدار
تھے مصلے پر قدم رکھ استوار
نین گئی جب شیخ مین وحشت اثر
سانپ ملعون بس چلے آیا اتر

جب نماز حق کئے پوری ادا
لوگ بولے ان سے جو تھا ماجرا
شیخ بولے مین عبادت مین حضور
دست بستہ تھا خدا کی در حضور

ہین میرے مین خوف جز خوف خدا
خوف اسکا ہی مرے دلین سدا
گر توکل مین خدا کی ذات پر
ہو رہا ثابت نہین تھا مجھکو ڈر

شرم آتی ہی مرے دلین اکبار
کہ مین اب ہون روبرو کردگار
مین قوی ہون کسطرح مار زہر سے
بیفکر ہو کر خدا کی قہر سے

ہی کہاں تجھ مین توکل ای فلان
ہی کہاں تجھ مین صداقت کا نشان
ڈر خدا سے اور خدا پر رکھ یقین
جو کہ ہو اسطرح سے ای اہل دین

[illegible]

حکایت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی کہ بوتراب حق شناس
گلشن اسرار کے گل رنگ و باس
اتفاقاً وقت شب خود ایکبار
تھے چلے تنہا تھا کوئی ساتھ یار

اس قدر تاریک ہو گئی تھی جہان
کہ نہ دستا از زمین تا آسمان
راہ مین یک شخص آیا پر شکوہ
پاؤں سے سر تک سیاہ مانند کوہ

قامت اسکی یک منارے سا بلند
تھی غرض اسکی جسامت ناپسند
ایکبیک شیخ اس شکل کو دیکھ کر
ترس کھائے دلین اور لائے خطر

یون کہے اس شخص او پر نگاہ
آدمی ہی یا کہ تو دیو سیاہ
اسنے بھی بولا کہ تیرا از نکل
تو ہی کافر یا مسلمان جلد بول

شیخ بولے ہون مسلمان العزیز
حق و باطل کی مجھے ہی سب تمیز
وہ کہا سو من بھی جز قہر خدا
دیکھکر مخلوق کو ڈرتا ہی کیا

گوش کر یہ بات شیخ حق شناس
دل سے تیہا پر کچھ ترس و ہراس
کر جھانے قدرت لاریب ہی
ہی فرشتہ یا جوان غیب ہی

فکر گر تجھکو ہی فرزانگی | غیر سے ڈرنا نہین مردانگی
چھوڑ دو نامردی بالکل مرد ہو | یا نہین مردون کی جیسی گرد ہو
حق تعالی پر توکل رکھ مدام | تا ملے پیر کشتین اعلی مقام

گر مسلمان ہی تو رعب سے | خوف کو کر دور دل سے غیر کے
خوف سے مخلوق کے رکھ دل تو بے | کر خدا کے دوستون کی پیروی
جب توکل مین رہے تو استوار | عیب پوشی خلق کی کر اختیار

باب ششم در عیب پوشی

حکایت حاتم اصم رحمت اللہ علیہ

طوطی شکر زبان شیرین سخن | ناطق اسرار دانای کہن
کہ ولی راز دان حاتم اصم | ابر عزت و تر دریای کرم
ناگہان کوی پیرزن کچھ کام کو | شیخ کے آگے کھڑی تھی روبرو
از قضا تقریر کرتی تھی تلک | گوز صادر ہو گیا وین اس سے یک
شیخ تب احوال پر اسکے لجھا | عیب پوشی سے کہا ای بوڑھیا
کچھ بلندی سے کہی وہ پیرزن | شیخ بولے مین سنا تیرا سخن
بھی بلندی سے کہے دیرینہ سال | اسکو بولے پھر بھی شیخ باکمال
اسطرح سے شیخ بولے سات بار | پس کہی وہ پیرزن مطلب بکار
ہو گئی خوش پیرزن پھر ایکبار | کہ ہوا مین از میرا آشکار
گھر کو اپنے گئی نکل خوشحال ہو | شرم اور خجلت سے فارغ بال ہو
تھی گمان وہ پیرزن حین حیات | شیخ کسکی مین سنے آہستہ بات
تا نہ بولے پیرزن سے کوی جا | کہ نہین حاتم ہی بہرا کان کا
پائی جب وہ پیرزن جلدی وفات | شیخ تب سننے لگے آہستہ بات
شرمساری مین گئے زن پسند | کرلئے ہین ایک مدت کان بند
عیب جوئی سے ہوا ابلیس خوار | کیا لیا جز لعنت پروردگار
عیب پوشی خلق کا کر اختیار | تا ہووے ستار تیرا کردگار

بات کی نا بات کو سب گھیر | یون بیا ہی لب شکر ریز گہر
ایکدن حجرہ مین تنہا تھے مگر | خلق سے غافل خدا سے با خبر
بھی ادب کے شرط کو لا کر بجا | بولتی تھی تھا جو اسکا مدعا
بس خجالت سے وہ بوڑھی ایکبار | ہو گئی دل مین نہایت شرمسار
بات اپنی کہہ بلند آواز سے | کان ہی کم سنا جاتا نا مجھے
بات کر مجھ سے با آواز بلند | نین سماعت مین مرے دو کان بند
نین سنا تیرا سخن مین کان بھر | کھول لب اپنا بلند آواز کر
بعد ازان شیخ کرام با صواب | بات کا اسکے دئے لائق جواب
شیخ تو بہرا ہی بالکل کان کے | گوز میرا وہ نہین ہرگز سنے
بعد ازان وہ پیرزن پندار بس | عمر کاٹی اس شہر مین اسنے ہوس
کوی کچھ پوچھا تو کہتے نیک خو | نین سنا مین پھر بلند سے کہو
کچھ نہین حاتم کے کانون مین خلل | پست تقریرون کو سنتا ہی نکل
اسطرح سے تھا بزرگون کا رواج | گوش کر یہہ بات ای غفلت مزاج
کان تجھے اتنا کمال ای بے ادب | خلق کے تو عیب مین ہی روز و شب
عیب جوئی مین گئے اہل طریق | تھے بزرگان عیب پوشی سے شفیق
ڈھونڈھتا رہ عیب اپنا روز و شب | کام ہر یک کا ہنر ہی جان سب

دل شکن کیسے ہو مومن اہل دین | کہ ہی عرش اللہ قلوب المومنین

حکایت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

راوی اخبار دانای جہان | یون لکھا ہی حکایت در بیان
رہنما خلق شاہ دین حسن | حضرت زہرہ کے شمع انجمن
ایک جا آن کرنے نماز حق ادا | ارنا مسجد مین با صدق و صفا

کہ رسول اللہ کے نور البصر | شیر غالب شاہ مردان کے پسر
صحن مین مسجد کے مثل آفتاب | ایکدن بیٹھے تھے مل یارون کے ساتھ
جب وضو کرنے لگا جا حوض پر | شاہ عالم کی پڑی اسپر نظر

وہ وضو سب اسکا بے ترتیب تھا
جس سے نا ہووے نماز حق ادا

دیکھ کر اسکی طہارت کو تمام
دلین بولے یہی یہہ مشکل کا مقام

گر کہوں اسکو روا نہیں یہہ وضو
ہوگا شرمندہ سبھوں کے روبرو

گر رہوں خاموش تو اسکی نماز
نا ہووے از روے مسئلے کے جواز

پس منگا پانی کتین وہ نامدار
اپنے یاروں سے کہے تب یوں پکار

مین وضو کرتا ہوں دیکھو تم تمھا
کہ وضو میرا بجا ہین یا روا

جب کیے حضرت وضو دلپسند
تب کہے یاران باواز بلند

ہی بجا تیرا وضو ای پیشوا
ہی نہ ترتیب طہارت با صفا

تھا غرض وہ مرد مومن روبرو
شاہ کا دیکھا وہ ترتیب وضو

دلین بولا تھا وضو میرا خطا
پس وضو میرا نہین ہرگز روا

جسطرح دیکھا کیا بار دگر
پھر نماز آکر کیا مسجد اندر

جو کیے تدبیر امام پاک باز
نین کسیکو یہہ ہوا معلوم راز

تو ہر یک کے عیب کو کرتا ہی فاش
عیب کی اپنی نہین تجھکو تلاش

خلق کا ہرگز نکر عیب آشکار
پردہ ور سے نیکتر ہی پردہ دار

عیب کسیکا فاش کر مت کر خجل
عیب نین کرتے کسیکا اہل دل

حکایت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

نقل کی دریا کا غواص کہن
لایا باہر اسطرح دُر سخن

کہ ولایت کی گلستان کے بہار
بایزید نامور عالی تبار

با جماعت ایکدن مسجد اندر
تھے نماز حق میان مشغول تر

فرض ادا کرنے کتین وے جا ہے جب
بولنے قامت کھڑے تھے کہہ کے لب

ناگہان دیکھے کسی پر کر نظر
منھہ پر اسکے تھی علامات سفر

وہ جوان بھی شیخ کو دیکھا تھا
چھوڑ قامت شیخ اسکے پاس جا

کانین فرمایے کچھ راز نہان
آنے اپنی جا پر پھر بعد ازان

وہ جوان باہر گیا صف چھوڑ کر
شیخ بیٹھے اس جوان کے منتظر

بعد اسکے پھر کے آیا وہ نسنگ
شیخ نیں قامت کہے اٹھہ بیدرنگ

جب نماز با جماعت کر ادا
چھوڑ مسجد ہر یک اپنی راہ لیا

دوست کوئی اس شخص کو پوچھا مگر
شیخ تجھکو کیا کہے آہستہ تر

وہ کہا جنگل سے مین نے ایکبار
رہ سے آتا تھا چلا بے اختیار

ہوگیا وقت نماز یک جا پر
نین دیکھا پانی کا کین مجھکو اثر

لاعلاجی سے تیمم کرکے وہین
فرض ادا اس جا کر آیا ہون یہین

پس وضو کرنے گیا ہوں بھول مین
یاد تھا لیکن تیمم سے مرے تین

شیخ فرمایے مرے نزدیک آ
کہ تیمم شہر مین نہین ہی روا

کانین میرے کہے راز نہان
تا نہو خامی مری کسپر عیان

پس وضو کرنے کتین باہر گیا
آ جماعت مین مین داخل ہوا

پردہ دار یہین سے ہین بزرگان
تو ہر اک کا عیب کرتا ہی عیان

ہی بھرا تو عیب مین ای بے ادب
عیب کرنا غیر کا پھر کیا سبب

گر دیکھیگا عیب اپنا تو تجھا
سب سے بدجانیگا اپنے کو سدا

وہ ہو اسکا عیب ور تو پاک ہو
عیب جوئی چھوڑ دے ای زشتخو

جان لے اپنے تئین سب سے خراب
ہی بزرگوں کا طریقہ پر صواب

حکایت ذی النون مصری رحمۃ اللہ علیہ

ہی روایت اسطرح سے ایکوقت
رو دیا شہر مصر مین قحط سخت

خشک ہو جا سب مین کیاری
ہوگئی لوگوں اپر ادبار کی

مرگئے کئی لوگ مارے پیاس بھوک
جل گئی سبزی گئی جھیلان بھی سوک

لوگ سب مل متفق ہو ایکبار
یک بلندی پر ہوئے جاکر سوار

پس کیے خواہش اٹھا دست دعا
آب باران کو بدرگاہ خدا

خلق کیے دلسوز زردینے سے مگر
بہہ چلا تھا آب آنسو کا نہر

بھی کہا کوئی شخص جا ذوالنون کو
شاہد اسرار کے مفتون کو
خلق پر ہی رنج اور شدت تمام
نین بجز آنسو کہین پانی کا نام
شیخ جاتے ہی نکل وین بالفرور
بر مراد خلق بارش ہوی فور
شیخ کو بھی ہوی خبر پھر اکیبار
کہ مصر مین آب برسا بیشمار
کیا تھی حکمت جو گئی تھی ان نکل
جا رہا عالم سے شدت و خلل
تب کہے ذوالنون مصری بفلان
تھی مرجانے ہی حکمت یہہ نہان
پس مین دیکھا مصر مین کرکے خیال
نین نظر آیا کوئی میرے مثال
بس گیا مین اٹھ کے جون تا رہے حال
تا مرے شر سے نہ ہو عالم ہلاک
جان اپنے کو سبھون سے خوار کر
گر تو چہتا ہی بزرگی اور قدر
جسکو تھی مجلس مین عزت کی قدر

ای ولی اللہ مقبول خدا
ہی تری خواہش پہ پر اکر دعا
شیخ سن یہہ بات اٹھہ کر بید رنگ
مصر سے مدین طرف گئی ہین نسنگ
خلق کو بخشش سے حاصل ہو نجات
مرگئی سو خاک پھر پائی حیات
پھر نکل کر مصر کو آئے شتاب
کوئی پوچھا انکو ای عالیجناب
ابر برسا آب خاک مصر پر
کوہ و صحرا ہوگیا سب تر بتر
کہ سنا ہون مین کہ یک عالم اوپر
شومیت سے بد کے آتا ہی ضرر
عاصی پر جرم سب سے بد عمل
ان تمامی خلق مین مین تھا اول
جب تو یون سمجھیگا اپنے کو سدا
پاویگا اسرار عرفان خدا
نین تجھے رسم کا ان جب قبول
کچھہ فضیلت نین تجھے ای بوالفضول
خار و خس اپنے سے جانے پاک تر

حکایت مرد بزرگ

کوئی بزرگ عارف حق با تمیز
مصر عزت اور ولایت تھے عزیز
شیخ یک ہستے وہان تھے باصفا
یہہ بزرگ انکی خدمتمین جا
اکدن وہ شیخ فرماے مگر
جھاڑ حجر یکا صحن ای نامور
بدگمان تھے لوگ انسے سب کے سب
کہ گئے ہین شیخ سے ترک ادب
دوسرے دن وہ بزرگ پر قدر
شیخ کے خادم کو آئے کین نظر
پائے خدمت سے بزرگان سب فخر
فخر خدمت سے نہین تمکو خبر
مین نے دیکھا خار و خس اور گرد خاک
خار و خس سے پاک تھی وہ جا پاک
دور رکھا مین مرا ناپاک تن
تا نہ ہونا پاک حجریکا صحن
ہوویگا جو کوئی جہان مین خودپسند
مرتبہ اسکا نہ ہوویگا بلند
بوجھ اپنے کو صغیر ای خورد و دان
تا بزرگ ہوگا سمجھے تجھکو نکان
تھے جو کوئی اوج شرف کے آفتاب

آئے دریا سے نکل خشکی اوپر
روم مین داخل ہو وہ نامور
جان و دل سے جہد کر وہ پاک کیش
اس مشایخ کی کرین خدمت ہمیش
سنکے یہہ بات وہ بزرگ عالی نژاد
بھاگ گئی وہان سے نکل مانند باد
پاسے ہین خدمت سے رتبہ اہل دین
رتبہ خدمت سے وے واقف نہین
پس کہا خادم نے ان پر کر نگاہ
کیون کئے تم اسطرح فعل تباہ
رو دیے وہ اہل دل باسوز و درد
اسکو بولے آہ کرکے ایک سرد
مین ہی تھا آلودہ دامن او رخراب
نین مرا رہنا وہان تھا پر صواب
اسطرح ہوتے ہین نیکان نیک خو
خودپسندی مین گئے کوی راز جو
خودپسندی سیرت شیطان ہی
پست رہنا بینش عرفان ہی
خلق کو سب جانے اپنے سے نیک
کسکو بھی چشم حقارت سے نہ دیکھ
آپ کو سمجھے تھے ذرہ سے خراب

حکایت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

بولتا ہی اسطرح دانای راز
کہ ولی حق جنید پاکباز
ناتوان و خوار و بیمار و ضعیف
ریش تن بیکس نہیت لاغر نحیف

کہین سفر کو چلے تھے ناگہان
پائے یک بیمار سگ جنگل میان
شیخ جب دیکھے سگ بیمار پر
پاس اسکے گئی قدم رکھہ پیشتر

کھولکر توشے کو اپنے حق شناس — رکھ دئے ویران سگ مجروح پاس
شیخ کا خالص طعام بے ریا — وہ سگ بیمار کھایا خوب سا

ہے روایت کہ جنید اسوقت پر — بولتے تھے خون آنکھون مین بھر
یا کتا بہتر ہے یا بہتر ہون مین — کون افضل ہے مجھے معلوم نین

گریہ ہو نین آج اس عالم اندر — ظاہرا زبسکہ سگ سے پاک تر
نین مجھے معلوم کچھ باطن کا راز — کیا کریگا تو وہان اسکی رساز

گر مرا ایمان رہے قایم بجا — ہے مجھے بس فضل حق کا آسرا
ہے مجھے عزت کی صف مین احترام — اسکے تئین پر ہے فضیلت کا مقام

ورنہ ہوون عفو حق سے بہرور — ہے بزرگی اسکے تئین کو مجھ اوپر
اسکے تئین کو باوجود زشت نام — مٹگئے پر مین ہے وہ زخمین مقام

ہے طریقت اسطرح ای مرد ہوش — غیر اسکے سب فضولی ہے خموش
راز دانایان حق مردان راہ — نین کئے اپنے پہ عزت کی نگاہ

عمر ساری عجز مین کر گئے صرف — حق دیا انکو ملایک پر شرف
گر بزرگی کی تجھے بھی ہے طلب — لے بزرگون کا سلوک ای بے ادب

جان مت تو بھی کسیکو خوار کر — کہ تجھے نین حال باطن سے خبر
جب بزرگون سا تو ہو ثابت قدم — ہوویگا فوج بزرگی کا علم

جان لے تو آپ اپنے کو خراب — غیر کو اللہ اعلم بالصواب

حکایت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ حسن بصری امام المسلمین — خاتم دست امامت کے نگین
جب کسی کے رخ اوپر کرتے نظر — جانتے اپنے سے اسکو خوب تر

از قضا وہ آفتاب جگ فروز — جاتے ندی کے اوپر اک روز
ایک حبشی زشت رو از بس سیاہ — پاؤن سے سر تک ہے ننگ و راہ

ساتھ لے یک زن کنارہ آب پر — بیفکر عالم سے بیٹھا تھا مگر
اور تھا شیشہ پیالہ ایک ساتھ — نوش کرتا تھا پیالہ لیکے ہاتھ

فاش کرتا عیب اپنا راہ پر — زن کو بوسے دے رہا تھا بیشتر
دیکھ کر اسکو حسن دلمین کہے — یہہ جوان بھی مجھ سے کیا بہتر ہے

شرع جب حملہ کئے بعد ازسے دین — تب کہے یہہ شیخ مجھ سے پاک مین
کہ سرہ بیٹھ پیتا ہے شراب — ساتھ عورت کو کیا ہے بے حجاب

نین روا ہے شرع پیغمبر کے پاس — ہے دگر رسوائی کا جگمین ہراس
نا اسے ہے شرم نا ترس خدا — مجھ سے بہتر کسطرح ہوویگا

شیخ دلمین یہہ کہے تک ناگہان — آئی کشتی ایک پانی پر روان
ساتھ مردان اسمین تھے پر اضطراب — پس چلی تھی آب پر کشتی شتاب

روبرو انکے ہوئے یکبار پست — قدرت حق سے وہین پانی شکست
غرق ہوجانے مین وین یکبارگی — اسطرح ان پر ہوگئی آوارگی

پس وہین وہ مرد حبشی اٹھ کھڑا — بھیک کرسے آب مین کود ہی پڑا
زور مند تھا اور قوی ہیکل بڑا — تیرتا آن دو مہتون تک جا رہا

دھر لیا گردن پہ دو ہاتھون پہ چار — باہر آیا کر شتابی ایکبار
پس کیا حضرت حسن اوپر خطاب — دو تر کیا تھا ہی پانی پر شتاب

گر مرے پیے ہے تو ہمت مین قوی — یا کدامن صاف مرد معنوی
چھے جوانون کو بچالایا ہون مین — ایک تو بھی بچالا اسکے تئین

شیخ یہہ سنکر پشیمانی سے لئے — شرم سے خاطر پہ حیرانی لئے
بعد ازان او حبشی دانای کار — انکو بولا ای امام روزگار

زن مری مادر رہی اور کامین آب — مین کیا ہون آب زمشی مین شراب
آزمایا تھا تجھے اسطور سے — چشم باطن ہین تجھے یا نین تجھے

اب ہوا تحقیق مجھکو ہے یقین — کہ تری چشم بطون بینا نہین
چشم ظاہر مین تجھے ہے سر بسر — نین تجھے اسرار باطن کی خبر

شیخ نے اس مرد کا سنکر خطاب — شیخ کھائے جون کہ آتش پر کباب
پس شراب عاجزی سے مست ہو — شرمساری کی نشہ سے ہوش کھو

آخرش کو اس سے از بس عذر کر
کہے اقرار اپنی تقصیرات پر
یوں کہے رو رو کے با عجز و نیاز
ای بزرگ عارف حق پاکباز

جسطرح انکو نکالا آب سے
اب نہین بل بوت گرداب سے
اسطرح میرے تئین پندار سے
دور کر اور خود پسندی سے مجھے

پس کیا وہ مرد کامل با صفا
ای حسن مو چشم تیرے جلا
ظلمت پندار ہو جب دل سے دور
دیوے حق تجھ دیدۂ باطن کو نور

عمر ساری اپنی شیخ نامور
دیکھئے کیسے حقارت کی نظر
تب سے اپنے کو سمجھے تھے خراب
گر یہ تھے خود نیک و عالیجناب

یہان تلک کہ ایکدن وہ پیشوا
راہ مین کہین ایک سگ انکو ملا
تب کہے ای بادشاہ بے نیاز
عاجزون درماندگون کے کارساز

مجھکو اس کتے کے جیسا شاد کر
آتش دوزخ سے بھی آزاد رکھ
شیخ سے پوچھا مین نے ای ایکبار
تو ہی بہتر یا وہ سگ ای نامدار

شیخ بولے گر خدا در حشر
بخش دیوے مجھکو جب بہ فضل کر
تب مین اس کتے سے ہون بہتر ہون
یا نہین کچھ ایک مین بہتر ہون

گر نہ بخشے میرے تئین تب ای ودود
کھول کر دروازۂ احسان و جود
ہی قسم با عزت پروردگار
ہی وہ کتا مجھ سے بہتر لاکھ بار

ہی تجھے اتنی سمجھ ای بدمزاج
خود پسندی کا لیا ہی تو رواج
خود پسندی مین تیرے تئین خوب ہی
چھوڑ دے یہہ فعل نامحبوب ہی

جب کرے تو ترک با افتخار
ہووے گی تری بزرگی آشکار
ہو فروتن یا فراز لامکان
خر دبت مین ہی بزرگی الفلان

سگ صفت درگاہ حق مین کر نیاز
تا خدا تیرے تئین دیوے نواز

حکایت عارفی

کوئی عارف کچھ اسرار قدیم
ایک دن گھر مین تھا ہو کر مقیم
کوئی رہرو اس طرف آیا نکل
تھا جہان عارف کا مسکن بے خلل

یکبیک آواز سگ آئی وہان
ہو گیا حیران رہ رونا کہان
چو طرف دیکھا وہان اسنے نہ تھا
کہین نہین کتے کا پایا وہ پتا

پس چلا آواز آتی تھی جدھر
حجرۂ عارف کے آیا در اوپر
بیٹھے پاس عارف کے دیکھا وہ نہ تھا
وہان بجز عارف کے نہین تھا دوسرا

کشف عارف سے تو اس راز کو
چھوٹ حجرہ بھر گیا با شرم ہو
عارف حق کو سن کر آواز پا
اسکو بولے کون ہی بجز میان آ

جب گیا وہ راہ رو حجرہ اندر
پس کیا عارف نے اسپر نظر
کہ سنا آواز جو تو الفلان
وہ مری آواز ہی با سوز جان

کوئی دنیا مین نہین کتے سے خوار
بس کیا آواز سگ مین اختیار
سگ صفت ہو جب کرو گا حق کو گوش
شاید اوسے بجز بخشایش کو جوش

حق تعالی کر مری خواری نظر
سب گنہ میری کرے گا درگذر
ہو فرحق پاس جب ہی صفا و فقر
خود پسند و نکاہی تہ خوار تر

جو نہ سمجھا قدر اپنی بال بھر
یاد کا درگاہ عزت مین صدر
قرب تھا جنکو خدای پاک سے
وے گئے اپنے کو کر خاک سے

حکایت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ

نقل ہی یون شخص کر بایزید
باہر آتے اپنے گھر سے روز عید
شخص کوئی دیوار پر سے راہ پر
تو کرا بجز جار و خس تھا مگر

آپ آزادہ شیخ کے سر پر تمام
بھر گئے سب گرد مین وہ نیک نام
تا بنے دل بیک فرزانہ نے
ہاتھ شکر ایکا سنہہ اوپر ملے

اور کہے مین آگ سے تھا سزاوار
ہی مری پر محض لطف کردگار
جو کہ ڈالا تا کہ میرے تن اوپر
تن مرا ہی خاک سے ناپاک تر

جو کہ ہووے اسطرح با کمال
کیون نہو گا برگزیدہ ذوالجلال
ہین بزرگی ہی فقط گفتار مین
حق کہان ہی عوی پندار مین

باہر آ غفلت سے ای مرد خدا — کیون برا ہی عاقبت کی ہے دور
اصل تیرا ایک قطرہ ہی فقط — اور کیا ہی منی ای خود غلط
کاہیکو اتنا تجھے کبر و فخر — کیا تجھے نہین شرم آتی ہان بہر
تھا قدم جسکا سر افلاک پر — عاجزی سے سر رکھے مین خاک پر
کیون نہو تو خاکین ای کج خرام — مفتخر ہو افلاک پر تیرا مدام
چھوڑ دے بیہودگی کی فکر کر — عجز پر ارکان دین کے کر نظر

حکایت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالی علیہ

جعفر صادق امام بحر و بر — آفتاب اوج اعزاز و قدر
اکدن مجلس مین بیٹھے تھے صفا — اپنے یارون کہے ای باوفا
شرط باندہین آ سب ملکہ یہان — کہ قیامت جبکہ ہووگی عیان
جو خدا کے لطف سے ہو کامگار — آتش دوزخ سے پاوے رستگار
وہ کرے سب کی شفاعت اے صفا — عذر خواہی سے بدرگاہ خدا
تب کہے یارون نے ای ابن رسول — روشنی شمع فانوس قبول
کیا شفاعت کی ہمارے تجھکو آس — منت اللہ و صد شکر و سپاس
کہ ترا جد پاک ختم المرسلین — ہی قیامت مین شفیع المذنبین
جب وسیلہ تجھکو ایسا ہو و پاک — کیا تجھے روز حشر سے دلین ہلاک
حضرت صادق کہے پھر باصفا — ای محبان و دوستداران باوفا
مین گناہان مین رہا شام و سحر — شرم ہی مجھکو مرے افعال پر
بس مین روز حشر مین کس طور سے — منھ دکھاؤن جاکے جد کے سامنے
دلکو میرے شرم دامن گیر ہی — حد سے زائد جو میری تقصیر ہی
پس تو ای اسحاق اب انصاف کر — ہی اگر تجھکو فراست راہ پر
تھے کہان تک دوستداران خدا — فخر کو کر دور عاجز تھے سدا
نفس کی پندار کو یکبارگی — دور کرکے دل سے ہو آوارگی
سب سے اپنے کو سمجھ کر پر گناہ — مین کئے کس پر حقارت سے نگاہ
تب ہوے مقبول درگاہ خدا — پاے اعزاز و شرف بے انتہا
تو کہان یہ مرتبہ عالی کہان — خود پسندی کی ترے ہی نشان
پھر کہا دین تو سب کبر و ریا — وہ فضیلت کو کہان سے پائیگا
ہی اگر خواہش تجھے ای کامگار — کہے تجھکو بزرگون کا وقار
سب سے بدتر ہو ان سمجھ ای بیکمال — جان لے اپنے کو مچھرے کے مثال
دلکو اپنے عاجزی مین دے قرار — عاجزونکا ہی خدا آمرزگار
خاک کے مانند جو ہی پست تر — مور کے مانند اٹھاوے سر اوپر
پیشواؤن کی کیا کر پیروی — زہد اور تقوے مین رکھ دلکو قوی

باب ہفتم — در بیان زہد و تقوی

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

ساویان راز اخبار سلف — واقفان سر احوال شرف
اسطرح لائے ہین تازہ تر سخن — جس سے ہو گلشن خرد کا انجمن
کہ خلافت کے فلک کے آفتاب — حضرت عادل عمر عالیجناب
کر کسیکو ملک ولایت پر امیر — سات دے فرمان بھیجے حق منیر
وہ امیر ملک اونٹ پر ہوکر سوار — ہاتین خادم کے دے اسکی مہار
راہ سب طی کر ہوے نزدیک جب — سن خبر لوگون نے باہر آئے تب
شہر سے باہر نکل دو کوس جا — شرط استقبال کو لائے بجا
راہ مین جب پائے وہ اشتر سوار — کہ غلام آتا ہی اسکی لے مہار
پس غلام راہ رو کے پاس جا — مل سبھون نے اس سے پوچھے اے گدا
ناظم کشور ہمارا ہی کہان — دے خبر ہمکو کہ جاوین ہم وہان
بس کہا خادم ہی ہی وہ امیر — ہو رہو تم اسکے اب فرمان پذیر
بات یہہ خادم سے سنکر خلق سب — چھوڑ کر گھوڑے ہوے پیادہ باادب
خاک پر رکھ کے سر سارے سجود — لائے وین شرط عبودیت نمود
بھی امیر اپنے شتر سے آ ملے — شکر حق مین خاک پر سر کو ملے

بس کیے اہل ولایت کر عجب — تم کیے سجدہ اتر کر کیا سبب
خاک پر دین من بھی اپنا سر رکھا — حق کو اپنے شکر کا سجدہ کیا
تو ہمارا آج ہو آیا امیر — ہم تو ہین سب طرح فرمان پذیر
اور بولے تھا مرے دل کے اندر — کہ امیری دے مجھے بھیجے عمر
قوم یہہ نادان سراسر مین تمام — سروری کرنا مجھے اُن پر حرام
اسطرح سے بول اشتر کو پھرا سے — تنگ دل ہو کر عمر کے پاس آئے
بھی کہے ای ناظم دین رسول — نین مجھے عہدہ خدائی کا قبول
جز خدا کے نین کیسے سجدہ روا — تم کیے سو کافرون کا رسم تھا
بعد ازان دو مرد انصاری کتین — اس ولایت کی امیری دیکے وین
شہر مین پیغام بھیجے دے اول — کہ نہ استقبال کو کوئی آئے نکل
لا اتارے ایک جا خوب پر — دست بستہ ہو کھڑے تھے بندگر
صاف تر سفرا اچھا سامنے — خوانچے سب طرح کے اس پر بچے
حلوۂ بے دود پر وردہ گلاب — مغز دیوے جنکو عنبر کا خطاب
پستہ و بادام اور انجیر و تاک — میوۂ فردوس کے مانند پاک
ہاتھ اپنے برتون سے اینچ کر — رو دیئے ازبسکہ دونو سر بسر
عدل اور انصاف سے کر سروری — حق تعالی کی کرین فرمان بری
نعمتین جب کھاوین ہم یہہ ننگ ہے — نشۂ غفلت سے ہو مست اور رنگ
لذت فانی ہی یہہ سارا طعام — جسکے باعث ہوویگا سخت انتقام
دین کی نعمت کو دنیا کے بدل — ہاتھ سے دنیا نہین لاتی عمل
بول کر اتنا امیری چھوڑ کر — پھر پلٹ کر آئے نزدیک عمر
ابن خطاب امیر المومنین — ہو گئے دلمین بہت اندوہگین
مین فقط تنہا خلافت کیون کرون — ایکتن کس کس شہر اور بیرون
الغرض حضرت عمر بعد از وہان — کر امیر ایک کو گئے جلدی روان
پس نکلکر خلق استقبال آئے — شہر کے باہر امیر اپنے کو پانے
خلق اسکو جانے اپنا ہی امیر — ہو گئے سب اسکے مل فرمان پذیر

ولین اپنے مین خیال ایسا کیا — شکر حق کا تم کیے سجدے ادا
لوگ بولے ہم تجھے سجدہ کئے — سر ہمارا ہی ترے فرمان تلے
جب سنے یہہ بات امیر باصواب — گل گئے وین شرم سے مانند آب
پر نہین تھا مجھکو ہرگز یہہ گمان — کہ خدائی دے کے مجھے بھیجے یہان
جب کرون اس قوم پر مین سروری — دین مین ہوویگی میرے ابتری
لا رکھے خط امیری در حضور — کیفیت بولے تمامی بالضرور
حضرت عادل عمر عالی مکان — اس ولایت کو لکھے خط بعد ازان
بار دیگر مت کرو ایسا عمل — اس عمل سے دین مین ہوگا خلل
ساتھ یک فرمان کے بھیجے مگر — وے امیران آئے جب نزدیکتر
شہر مین داخل ہوے جب نامدار — شہر کے سب محتشم مل ایکبار
آشکارا ہو گیا وقت طعام — خوانچے بھر لائے نعمت سے تمام
جنمین تھے اقسام کے کھانے بھرے — شربتان بھی پر حلاوت لا دھرکے
سالنے اور اچار کتنے تھے بیشمار — چین کے برتن تھے سب رنگین نگار
دیکھ کر نعمتین ہر دو امیر — ہو گئے دلمین بہت عبرت پذیر
بس کہے آئے یہان ہم اس دل — کہ کرین خشنودی حق کا عمل
جبکہ ہم کھاوین لطیف ایسا طعام — قہر حق سے ہوویگے غافل تمام
لطف سے حق کے رہین ہم دور تر — نعمت فردوس کھووین سربسر
اصل مین جسکو نہین پایندگی — اس سے ہمکو کب روا پیوندگی
تم سنو یہہ بات سب از گوش ہوش — ہم بدل دنیا کے نہین ہین دین فروش
رکھ دئے فرمان لا کر روبرو — حال سب بولے وہان کا موبمو
انکو بولے تم کنارہ لے لئے — چھوڑ کر مجھکو اکیلا کر دئے
حال کیا ہو مومنون کا ایکبار — دین پیغمبر رہے کیون برقرار
وہ جوان ہو کر سوار ایک اونٹ پر — شہر پاس آیا ہوی سبکو خبر
کر اتر بیٹھا ہی فرش خاک پر — سامنے اسکے کھڑا ہی یک شتر
شرط عزت سے چلے بعد ازان — لا اتارے دیکھ یک لا تو کان

[illegible]

معتقد ہو و بر و بیٹھے اول
ہی مجھے رزاق مطلق پر نظر
نقل کرتے ہین کہ تھے وہ جب تلک
حضرت عادل عمر بھیجے وہان
کر مقرر ایک جا سے دلکشا
وہان سلیمان کر امیری چند سال
سال گذرے بعد امیر نامدار
خلق کے جب کام سے ہوتے جدا
اونٹ کے بالون کی تھی انکو گلیم
رانکو آدہی بچھا لیتے تلے
حصہ ایسا جو کہ ملتا اُسکو تین
پوست کی ابنان بنا رکھتے جدا
اتفاقاً ایکدن او باشرف
جب امیر اُسکے گئے نزدیک تر
سر بولے بوجھا گئے جب باہ دور
بس کہا انکو ادب سے کر سلام
باوجود اسکے تو اپنے سر اوپر
دلمین سمجھا مقرر یہ امیر
مجھکو تیرے سے شناسائی نتھی
گرچہ مین تیرے سے بی ادبی کیا
کہ بکر بیکار رسکو کر جبر
بس کہا وہ ای امیر اہل دل
جا خوشی سے اب تو اپنی جا کے پر
کہ تمامی عمر اپنی کس کتین
نقل کرتے ہین کہ جب تک وہ جیا

لاے چارا اونٹ کے کھانے دل
نین نظر میری کسیکے مال پر
گھر سے کسیکے نین لئے آب و نمک
بس سلیمان آکے بھیجے ناگہان
وہان سلیمان کو اتارنے سب لجا
عدل و انصاف سے تھے باکمال
سالیانہ لیکے اپنا ایکبار
ہاتھ سے زنبیل بنتے تھے سدا
جابجا بیٹھے پرانے اور قدیم
اوڑتے آدہی بدن پر کھینچ لے
بیچکر بکرے منگاتے سو وین
غازیون کو جنگمین دیتے سدا
آئے تنہا گھر سے کچہری کی طرف
رکھ لئے وین پوستین سر کے اپر
کوی پہچانتے وار آیا در حضور
اَصلَحَ اللہُ علیکَ ای نیکنام
پوستین لیکر چلا ہی اب کدہر
سب ولایت جسکی ہی فرمان پذیر
ہی خدا آگاہ دانائی نتھی
تو کرم کر بخش اب میری خطا
پوستین لیجاوے اُسکے سر تو ہر
مین میرے اعمال پر اب ہون خجل
بخش دے کر دلکو میرے شاد کر
نا کرونگا ظلم سے بیکار مین
شرط سے ہرگز تفاوت نین کیا

نین وار کھے امیر باشرف
پیش کش جو کچھ ہووے کر حساب
بعد ازان جبکہ ہوا تمام سال
پیش آکر لوگ سب تعظیم سے
صدق دل سے جان کر اپنا امیر
پنج ہزار انکے تئین دینار زر سے
بانٹ دیتے بی نوایان کو تمام
قوت کرتے بیچکر اُسکو مدام
دن تمامی و رتے اُسکو ہمیش
کافرون سے کرکے جب با ظفر
فیح کر بکرون کتین وہ نیکنام
الغرض یکدن ہوا و نقوئی کی ساتھ
مول لے کوئی پوستین بازار سے
لے چلا بس وہ جوان خوشحال ہو
دلمین بولا ای امیر المومنین
کیا سبب تو آج کشور کا امیر
جو دیا تھا پوستین وہ نیک خصال
پس کیا عرض ای امیر حقشناس
مین ترے احوال سے تھا بیخبر
تب کہے اسکو سلیمان ایفلان
مین اٹھا کر اسکو سر پر لے لیا
لے لیا وین پوستین جلدی کی تاس
تب کہے اُسکو سلیمان باصفا
پس کہا وہ شخص بیشک یا امیر
بعد کئی یک سال گذرے ناگہان

اونٹ کے خاطر جو لائے تھے علف
دیو مجھکو تا کہ پھر جاؤن شتاب
کر سلیمان کو امیر باکمال
لے گئے با عزاز و تکریم سے
روز و شب خدمتمین تھے فرمان پذیر
سالیانہ تھا مقرر خاص تر
فقر و فاقے سے رہا کرتے مدام
یاد مین ہستے تھے حق کی صبح و شام
کہ بجز اُسکے نرکھتے پاک کیش
لوٹ ملتی تھی سو سبکو بانٹ کر
گوش دیتے بیوہ اون یکو تمام
ناظم کشور رہے وہ پاک ذات
ڈہونڈھتا مزدور تھا ما نے جبے
غیر کے ڈہونڈھنے سے فارغ بال ہو
کان چلا ہی سر پہ لیکر پوستین
لوگ سارے ہین ترے فرمان پذیر
سر بسر سن اُسن جوان سے قیل و قال
گلشن عزت کے گل کے رنگ و باس
تو نئی ہی یہان کا امیر مشہر کر
ڈہونڈھتا تھا دلمین اپنے رکھ گمان
تا نیاوے کوئی تیرے سے ایذا
بولا اب تقصیر میری در گذار
شرط یک میرے سے کر ای باوفا
حکم تیرا مین کیا دل سے پذیر
تب اجل آئی سلیمان کی وہان

وقتِ رحلت ناقہ کو زانو پہ مار
حیف کھا کر رو دئے تھے از بس زار زار

جو کہ تھے حضار مجلس گھبر کر
دیکھ یہہ رونا نہایت دل سوز تر

وین کئے عرض ای امیر ملکوات
کیا سبب روتے ہو یون وقتِ ممات

تب کہے ای دوستانِ دل قبول
کہ سنو فرمائے ہین حضرت رسول

جو مجھے روزِ حشر مین اختیار
دیکھنے چاہے بفضل کردگار

ہو میری دیدار سے تب بہرہ ور
مغفرت کا تاج لیوے سر اوپر

نا کرے وہ جمع دنیا کو کبھی
اور اسکی دوستی تو سب بھی

بھاگنا دنیا سے ڈر کر اسطرح
آگ سے ڈرتے ہین لوگان جسطرح

بھی کہے ہین مہِ عرب و عجم
دوستون کے سات فرماؤ کرم

جب کرے دنیا سے کوئی ایسا سفر
آخرتمین پس وہی ہی بے خطر

یہہ جہان ہی بستر آلودہ خاک
خاک سے اپنے کرو دامن کو پاک

پس مرے حجرے مین از بس قماش
مالِ دنیا کا رکھا ہون کر تلاش

اس سبب سے دل مرا ہی بیقرار
ڈر سے کر روتا ہون مین ہو زار زار

کہ مبادا روزِ محشر کے میان
شومیت دنیا کی ہو مجھ پر عیان

مصطفی کے دور ہون دیدار سے
مثل شپرک چشمۂ انوار سے

نا نظر آوے اگر روشن جمال
خوف ہی مجھکو مرا کیا ہووے حال

بولکر اتنا سلیمان پاکباز
سر رکھے سجدے مین باعجز و نیاز

پھر کہے کلمہ شہادت کا پکار
حقتعالی پر کئے جان کو نثار

مرغِ جان قیدِ قفس کو چھوڑ کر
جا کے بیٹھا شاخِ اصلی کے اوپر

واصلِ خورشید ذرہ ہو گیا
قطرۂ جان بحرِ رحمت سے ملا

کوچ کر گئی بعد ازان وہ نیکنام
خلق دیکھے جا کے حجرے مین تمام

تھا نقارا اور لوٹا یک کہن
جس سے کرتے تھے وضو وہ پاکتن

اور تھی پالانِ شتر کی اس اندر
پوستین حمل کی بھی تھی مگر

غیر اسکے کچھ نتھا حجرے میان
یہہ اثاث البیت تھا جو کچھ وہان

دیکھ دانائی سے یہہ ای ہوشمند
پیشوا یونکا سلوکِ حق پسند

شرم لے کچھ دل مین اب اس بات سے
کھو مت نعمت کو اپنے ہاتھ سے

گر سلوکِ عارفان کچھ اختیار
مست ہو یہہ دنیائے فانی پر نثار

حق تعالی نے کیا ہی تجھکو پاک
خود بخود ہوتا ہی کیون آلودہ خاک

دے جھٹک یہہ گرد ای مردِ کمال
دیکھ لے ہی دیر روشن جمال

جب تلک تو خاک آلودہ رہے
یہہ ترا سب کچھ بیہودہ رہے

مرد ہو مردون سا سب کچھ چھوڑ کر
دلکو اپنے رکھ خدا سے جوڑ کر

یاد سے حق کے نہو ہرگز جدا
یاد مین تھے غرق مردانِ خدا

زہد و تقوی لا بجا ہر روز و شب
بے ریاضت نا ملے عرفانِ رب

دور کر دے دل سے سب حرص و ہوا
متصل ہووے تو باسرِ خدا

فخر سے بھی دور جب تھے عارفان
آشکارا پائے ہین رازِ نہان

واصلی چہتا ہی گر ای حق طلب
پیروی کر واصلون سے روز و شب

عیشِ باقی کو اگر تو چاہیگا
عشرتِ دنیا سے منہ اپنا پھرا

حکایت عبد العزیز

نقل یون کرتا ہی راوی با تمیز
حق پسند ابن عمر عبد العزیز

جب تلک نین بادشاہ تھے خلق پر
پہنتے تھے قیمتی کپڑے مگر

رنگ برنگ پوشاک جون فصلِ بہار
تھین جنھہ سر پو تاج زرنگار

ہو سوار اسپانِ تازی پر سدا
خادمان کے سات پھرتے جابجا

بادشاہی سے ہوئے جب کامگار
عدل سے فرمان روا تھے نامدار

بیچ کپڑے اور گھوڑونکو تمام
راہِ مولا پر دئے وہ نیکنام

پس ہین وہ راہِ درویشی لئے
فقر اور فاقے سے بھی خویشی لئے

عشرتِ سابق کئین سب دل سے محو
طاعتِ حق مین رہے وہ نیکخو

تا تجدد ہوا یکدن وہ نامدار
خطبہ خوانی کو ہوئے منبر سوار

تھین پہنے تھے پٹ موٹا لباس
خلق جب قیمت کئے اسکی قیاس

جو کہ تھا پوشاک سر سے پاؤن تک
جبہ و دستار و ٹنکا یکبیک

ستہ درم تک مول سب ٹھہرے ہین
اسکے اندر قیمت اسکی پائی ہین

بس کئے ہین عرض لوگان بانیاز
ای ولی عہد شاہ سرفراز

جب نہ تھی شاہی تجھے آفاق پر
عیش مین تھا تو سدا شام و سحر

ہین کرنت جامہ دیبا کے صاف
عشرت جمشید پر تھا تجھکو لاف

مرکب تازی پہ چڑھ کر ہر زمان
تھا شکار و صید مین تو شادمان

آج ہی ملک شہی کا تخت گیر
پاؤن سے تیرے شرف پاتا سریر

کیا سبب سے بول تو کھہ ای حقشناس
پہنتا ہی اب فقیرانی لباس

وہ خوشی سب یک بیک تو چھوڑ کر
کھینچتا ہی رنج کیون شام و سحر

صاحب عرفان شاہ نامور
شہد سے لب کے بکھیرے یون شکر

کہ حرص مین آدمی ہین روز و شب
دن بدن افزود کھتا ہی طلب

جب امیر مین ہوا معمور مین
شاہ کی خدمتمین تھا دستور تب

آرزو تھی پادشاہی کی مجھے
شوکت و ظل الٰہی کی مجھے

پادشاہی جب ملی مجھکو تمام
دل نے چاہا اور پایا اعلیٰ مقام

تب اندیشہ دلمین فکر ایسی کیا
کہ شہنشاہی سے ہی افزود کیا

کچھ نظر نا آیا شاہی سے زیاد
لیکے آیا رونق فردوس یاد

یکبیک دلمین مرے آیا ہوس
کہ شہنشاہی سے جنت ہی سرس

ملک اسکا ہی ہمیشہ برقرار
مملکت کونین جہان کے اعتبار

بیخزان ہی سبز سر باغ ہشت
پر فنا ہی شاہی دنیا زشت

جسکی خوبی ہووگی پل مین زوال
دل لگانا اسے ہی فاسد خیال

بلبل دل آرزو کا ہو ندیم
ہونے چاہا باغ جنت مین مقیم

تھا مجھے معلوم کہ اس باغ کو
بیخزان گل لانہ بے داغ کو

حقتعالے نے کرے مجھ پر عطا
مین رہا آرام و عشرتمین سدا

کھاوے دنیا مین جو کوئی بہتر طعام
وہانکی نعمت سے ہووے شادکام

خوش روان تازی جو ہووے سوار
جنت الفردوس مین پاوے بار

بس کیا مین ترک سب دنیا کا عیش
دل مرا جنات تجری کا ہی خویش

رنج اپنے پر کیا ہون اختیار
تا مجھے جنت رہے دار القرار

ای فلانیون زہد مین رہنا سدا
دلکو اپنے عیش سے رکھنا جدا

تا کرے جب تک مشقت اختیار
عیش باقی سے ہووے کامگار

مفت مین حاصل نہ ہووےگا خدا
رنج مین پنہان ہی گنج مدعا

طالب آرام تو ہی روز و شب
پھر خدا کی تیرے دلمین ہی طلب

یہ خیال خام ہی ای بوالفضول
رنج و سختی کر تو اپنے پر قبول

عیش تن اور دوستی ذوالجلال
جمع ہونا ایک جا مین محال

حکایت رابعہ بصری

ہی روایت اسطرح سے العزیز
خوب کر دانش سے اپنے تھا تمیز

رابعہ بصری چراغ بزم دین
سوختہ دل آتش عشق یقین

اتفاقاً تھا مگر یک وقت پر
رنج و محنت مین اسکو ڈالکر

روزہ رکھے سات دن اور سات شب
نین کئے پانی سے بھی افطار کب

رات کو طاعت اندر کرتے قیام
دن کو رہتے پاک نیت سے صیام

ساتوین شب آئی جب بیخورد و خواب
ہوگئے بے تاب وہ آفتاب

ایکذرہ بھی ہی نہین تھی سکت
ناتوانی تنمین ہوگئی بے گنت

نفس نے زاری کیا فریاد سے
تاب نین مجھکو ترے بیداد سے

از قضا کوئی شخص آ حاضر ہوا
یک کٹورا بھر کے کھانا لا رکھا

پھر کہا یہ حق کیا تجھ پر کرم
کر قبول اسکو شکر مین چشم

رابعہ بصری کرم کر نفس پر
ہاتھ مین اپنے لئے کاسہ مگر

گھر مین کھانا رکھ گئے باہر نکل
تا جلاوے چراغ یکبار اول

روشنی کر بعد ازان کھاوین طعام
الغرض لائے چراغ اونکا م

گھر مین آ دیکھے بجھا کھانے کتین
کھا گیا تھا کوئی جنا ورا کہ دین

بس چلے وین ہاتھ مین کوزہ لیے
تا کرین افطار روزہ آب سے

آب لائے تک وہ یو اگل ہو گیا
رابعہ کے دل مین غم بہت ہی ہوا

آب سے بس چاہے روزہ کھولنے
لائے کوزہ کو اٹھا کر لے گئے

ہاتھ سے کوزہ چھوٹا وین پھوٹ کر
بہہ گیا پانی تمامی خاک پر

رابعہ لیکر نیت خاطر مین درد
سوزش دل سے کئے یک آہ سرد

بھی ہے کیسے بیچارہ زن پر سو جفا
کیا ترے خاطر مین ہی ای کبریا

بس خطاب لا یزالی پر تفضل
پردہ لاریب سے آیا نکل

ہی تجھے ای رابعہ دل مین اگر
شوق راحت آرزوے سیم و زر

بس ترے پر وقف کرتا ہون جہان
عیش اور راحت تمامی نعمتان

لیک میرے سے رکھونگا تجھکو دور
نا دکھاؤنگا کبھی نور حضور

ایک کو اس دو سے کرلے اختیار
کہ وہ مطلب نا سماوین ایکبار

رابعہ بولے کہ مین توبہ کری
نا کرون ایسا سخن مین سرسری

تو ہی میرا حبیب ہے ای پاک رب
کیا مجھے کوئی چیز کا دل مین طلب

محض تیرے پر رکھی ہے دل کو جوڑ
تو میرے سے وصل کا رشتہ نہ توڑ

بول کر اتنا بیابانی ہوئے
گنج کے مانند ویرانہ لئے

خلق کا جس جاے پر نہیں تھا گذر
رات اور دن تھے عبادت کے اندر

شہر مین نین آئے پھر ہرگز کبھی
جز خدا کے دل سے دور ہوئے سبھی

بیٹھ کر تنہا پکڑ گوشہ جدا
بولنے رکھ خلق سے دور ای خدا

یون کہان ہمت تجھے ای بے شعور
تو ترا ہی راہ سے مولا کے دور

سختی رنجش جو کوئی پایا نہین
وہ خدا کا دوست ہو آیا نہین

سبب علایق توڑ دے یکبارگی
بس چال حق کی کر نظارگی

گر بزرگونکی تیرے مین راہ نہین
بی شبہ تو لایق درگاہ نہین

یہ شیوا یان تھے مشقت مین مدام
خواب طاعت رنج تھا انکا طعام

دوستی مین حق کی رہ کر استوار
آرزو نفس کو رکھتے تھے خوار

نفس کی خواہش کرے گر کچھ نمود
نام ہووےگا ترا عاصی جہود

حکایت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

ہی روایت مالک دینار دین
خازن گنجینۂ علم و یقین

شہر مین بصرہ کے رکھتے تھے مقام
زہد اور تقوی مین قایم صبح و شام

تھا مگر اس شہر مین خرمہ فرید
لوگ کھاتے تھے ہمیشہ کر خرید

شیخ تھے اس شہر مین چالیس سال
کھائے نین خرمہ کبھی وہ باکمال

نفس کی خواہش اگرچہ تھی مدام
پر کبھی اسکو کئے نین شاد کام

لوگ لا دیتے تھے خرمہ کو سدا
شیخ نین کھائے کبھی لیکر ذرا

بولتے یون دیکھ تو میرا شکم
ہی بحال اپنے ہوا نین کچھ بھی کم

تم جو کھاتے ہو ہمیشہ لیکے مول
کیا زیادہ ہی سو بولو راز کھول

جب گذر گئے اسطرح چالیس سال
نفس کی ہوی آرزو دل مین کمال

رات دن کرنے لگا شور و فغان
عارف حق کا ہوا بس تنگ جان

بس کہے ای نفس تو پر جہل
زہد میرا تجھ سے پاتا ہی خلل

ناخوشی ہو میرے تن جب تک ہو شاد
مین نہ پہنچاؤن تری ہرگز مراد

الغرض اسطور سے کئی روز و شب
داب کے نفس کو سکھلا ادب

حد سے گذری سختی و شدت کٹھن
تب دیا آواز ہاتف ایکدن

دیکھ تھا ای مالک اپنے نفس کو
لطف سے اور کر مروت اس سے تو

آرزو کو کب ملک اسکے خراب
یون کرےگا کر رہے کامیاب

نفس کو طاقت نہیں کچھ صبر کی
کھا بھلا خرمہ سکتین تو کچھ ابھی

جب کئے ہاتف سے یہ گفتار گوش
نفس کو اپنے کہے ای خام ہوش

خواہ مخواہ چاہتا ہی تو خرمہ اگر
کر قبول یک بات میری بعذر

کہ فجر سے سات دن تک کر قیام
رات ساری نیند گئین دن صیام

ایک ہفتے تک نہ کھا روزہ نہ کھول
تب تجھے دیتا ہون خرمہ لیکے مول

کر لیا فی الفور بس نفس اختیار
سات دن تک لے مصیبت بیشمار

رات کو طاعت مین رہتے تا سحر
دن کو روزہ مین لگاتے تھے بسر

ایک ہفتہ یون رہے حجرے اندر
روز ہشتم باہر آئے نامور

مول لے خرمے کتین دے سیم و زر
آئے یک مسجد مین کھانے بیٹھ کر

از قضا کین ایک طفل آسجا تھا
ہانک راں پہ او رکہنے لگا

آشنا ہی ای بدیہان یک جہود
تا سچ اپنا حضر او رنفع و سود

ہاتھ مین خرمیکو لے مسجد اندر
بیفکر آیا ہی کھانے بیٹھ کر

باپ اسکا ہانک سنکی جب سنا
ہاتھ مین لے چوب آیا دوڑ تا

تا کرے مسجد سے باہر مار کر
کہ روا نین یہان جہود و نکا گذر

بات بنا رکو دیکھ ایکبار
ہو گیا پہچان کر وہ شرمسار

شیخ نے رکھہ پاؤن پر سر از خطا
عذر خواہی اُنسے بہتری کیا

بھی کہا معذور رکھہ ای حقشناس
ترک دی مین کیا ہون بیقیاس

شیخ فرماے مجھے ہی بس عجب
طفل یہہ مجھکو کہا یون کیا سبب

تب کہا اُس مرد نے ای نیکنام
یہہ محلہ مومنونکا ہی تمام

ہی ہمارا خاص دستور کہن
روزہ دارین مین ہین سب مرد و زن

دنکو مین کھاتے ہین کھانا ہم کبھی
کیا جوان کیا پیر کیا طفلان سبھی

ہین جھوان بھی یہان گھر باندھکر
روزہ داری سے جدا ہین سربسر

رات اور دن خوب کھاتے ہین طعام
نین ہمونکو حق پرستونکا مقام

دیکھتا ہی یہہ پسر انکے بغیر
دنکو کوئی کھاتا نہین ہو کر دلیر

اس سبب سے دلمین اپنے کر قیاس
تجھکو بھی سمجھا جہود ای حقشناس

تو کرم سے بخش دے انجان ہے
عقل کے معنے سے بی عرفان ہے

جب سنے مالک سخن یہہ کان بھر
دین کیے یکبارہ نیت پر سوز تر

اگ سینے مین پڑی دن ایکبار
شمع پر جیسا پتنگ ہے بیقرار

دلمین سمجھے یہہ زبان غیب ہی
نغمہ یہہ از پردہ لاریب ہی

یہہ پسر سے ہین ہوا صادر سخن
اسکو سکھلایا ہی استاد کہن

بس کہے خلاق ارض و آسمان
حفظ تیرا ہی نگہدار جہان

نفس کی خواہش سے ہو کر ناسیر
نین ابھی کھایا نا اب خرمے کتین

نام رکھہ میرا جہودی ایکبار
اسطرح مجھکو کیا تو بی قرار

گر ہوس خرمیکین کھاتا اگر
نام کافر کے رکھتا تو مگر

سُن میرے ای والی بیت الحرم
ہی تیری درگاہ عزت کی قسم

کہ نہ کھاؤن ہر طرح خرمیکو اب
بلکہ نام اسکا نہ لیون عمر سب

حکایت رابعہ بصری

ہی روایت رابعہ نے ایکدن
سو سنا سکھو رنج جاڑیکا کٹھن

ہاتھ مین یک شخص کے دیکر درم
بس کہے جا ایجوان محترم

میرے خاطر ایک کمل لا خرید
ہی میرے تھنڈھ کی سختی مزید

ہاتھ مین لیکر درم کو وہ جوان
پوچھا کیا ای ہمارے استان

کمل اجلی لاؤن یا کمل سیاہ
بات یہہ سن رابعہ نے مار آہ

ہاتھ سے اسکے درم وین لے لئے
آگے تھا یک حوض تسمین ڈال دے

یون کہے جا مول لینے کے اول
اسطرح کا تفرقہ آیا نکل

کالی کمل ایک ہی اور یک سفید
کیا منگاؤن کچھ عجب ستا ہی بھید

تا سفیدی کے رہونین سازوار
تا سیاہی کر سکون مین اختیار

بس مجھے افضل ہی اسکو چھوڑ کر
محض رکھنا فضل پر حقکے نظر

تھنڈ او رجاڑا مجھے سہنا بھلا
آرزو سے دل کے باز آنا بھلا

دین کے ارکان جو مقبول رب
زہد مین تھے اسطرح سے روز و شب

تو ہوا ہی اسطرح راحت طلب
غفلت و عشرت مین کھویا عمر سب

کیون خدا حاصل ہو تجھکو ای فلان
کسطرح پاوے بزرگی کا مکان

چھوڑ دے راحت کو سب یکبارگی
رنج مین دے نفس کو آوارگی

راحت تن مین یک دل سے بسر
بال بھر تو عیش کی پروا نہ دھر

جو گھٹا دے تنکو پنجرے کی مثال
طوطی عرفان کا وہ دیکھے جمال

غور کر تن پروری سے در گذر
گر کرے تو جسم فربہ مثل خر

کچھ نہ حاصل ہو سمجھے ہی عقل خام
گو رکے کیڑوں کا حصہ ہی تمام

حکایت حضرت حسن بصری

نغمہ پرداز سخن دانائے راز
تار گویائی کو یوں دیتا ہی ساز
کہ حسن بصری امام حق شناس
آئے کہیں قصاب کی دوکان پاس
گوشت فربہ تھا مگر دوکان پر
شیخ کی شاید پڑی اسپر نظر
پس کہا قصاب نے وہیں شیخ کو
گوشت اب چکھا ہی لے کچھ مول تو
شیخ بولے پاس میں ہے سیم و زر
قرض دیتا ہوں کہا پھر وہ مگر
شیخ نے تب اسطرح اسکو کہا
قرض کے لینے سے نا لینا بھلا
تو ہی دیتا قرض لیکن الفلان
میں قرضداری سے چہتا ہوں امان
تب کہا قصاب یوں بے ہمتی
کیوں لیا ہی کچھ مگر ہمت ذری
مول نا لے گوشت کھانے سے مدام
پھسلیاں تیرے نظر آتی تمام
شیخ بولے قبر کے کیڑوں کیتئیں
گوشت میرا اسقدر کیا بس نہیں
بس ہے اتنا اور لیکر کیا کروں
گوشت کا بوجھا کہاں تک لے پھروں
ہمت مرداں کہاں تک ہوں بیاں
اُس بیاں میں ہے مری قاصر زبان
کہ کئے تھے ترک تن کی پروری
زہد انکا سخت تھا سرسری
دام میں ہے نفس کے تو ایکبار
مرغ ایمان کرکے شیطانکا شکار
قید میں ابلیس کے ہی باہر آ
کب تلک اسمیں رہیگا مبتلا
چھوڑ دے اس تن کی آرایش تمام
کیوں رکھا ہی نفس کو کرشادکام
حال پر تیرے ہی نت افسوس و آہ
کہ نہیں ہے زہد پر تیری نگاہ

حکایت حضرت اویس قرنی

عارفِ یزدان اویس نام ور
وصف جنکی نہیں ہے امکان بشر
عقل کا گر چرخ پر جاوے کمند
بھی ہنوز انکی فضیلت ہی بلند
نقل ہے یوں تین دن اونپر نہیں شب
کھانے کھانے کتئیں وہ حق طلب
سخت فاقوں کے سبب پس ایکبار
بھوک سے بے تاب ہو گئے بیشمار
نہ رہا اصلا بدن میں زور و تاب
پس چلے صحرا طرف اٹھکر شتاب
تا کہ چڑھ جاویں بلند یک کوہ پر
گھاس کو کھاویں زمیں سے توڑ کر
الغرض صحرا میں جاتے وقت پر
اشرفی یک خاک پر آئی نظر
اشرفی سے پھیر منھہ وہ باشرف
چھوڑ کر وہ راہ گئی دوسری طرف
کہ نہیں عارف کو زر کی آرزو
بندۂ زر ہے ہمیشہ زرد رو
بعد ازاں وہ عابد حق شناس
آئے سختی کھینچتے وہیں کوہ پاس
یک بیک اسکو وہ پر دیکھے بجا
گوسفند اک پایا ازحکم قضا
منھہ میں لیکر ایک روٹی گرم تر
کوہ سے آہستہ آتا ہی اتر
جب تلے آیا اتر کر کوہ سب
شیخ پاس آکر رہا ہو با ادب
دلمیں اندیشہ کئے وہ پاک خو
چھین لیا ہی کسکی نان او
غیر کی یہہ نان کب مجھکو حلال
ہی مرا رزاق مطلق ذوالجلال
بول اٹھا گوسفند منھہ سے پھر اے
پھر نہیں اسکی طرف ہرگز بجھاے
حقتعالی کرنے قدرت کا ظہور
جسکی قدرت میں خرد کو نہیں عبور
پیش وہ حیوان کو سکھایا خلاف
پر فصاحت سو کیا تقریر صاف
وین کہا خود گوسفند با تمیز
شیخ کو ای مصر عزت کے عزیز
یہہ ترا روزی دیا ہی کردگار
منھہ نہ پھیر اس نان سے تو زینہار
بخشش حق رد مکر اے باادب
ہی سراسر یہہ تیرے پر فضل رب
عارف حق جب سنے تقریر کو
لے لئے اس گوسفند سے نان او
گوسفند دے ہاتھ میں دی کتین
حکم حق سے ہو گیا پس غیب وین
یوں خدا روزی رسان ہے الفلان
پردۂ غفلت میں تو مت ہو نہاں
وہ غلط فہمی ہی تیری روز و شب
ڈھونڈھتا پھرتا ہی جوای بے ادب
پالتا ہی انکو راحت سے مدام
روز و شب کھتا ہی عشق کا مقام

چھوڑ دے آرام تن اے بے خیال — دیکھ لے آرام جان کا تو جمال
زہد کسکا نہیں کبھی برباد ہی — بارگاہ حق کی نہیں بیداد ہی
زہد سے یک آن بھی ہو جدا — دے گلا تن کو ریاضت میں سدا
طاعت حق جو کرے باصدق جان — پاوے مزدوری وہ اپنی بیگمان

حکایت

لانے میں کوئی ملک میں تھا اک فقیر — مفلس و بیچارہ عاجز اور حقیر
جنگ کرتی مرد سے ہر صبح و شام — تنگدل تھا مرد بھی اس سے مدام
مل کے گھر رہتے تھے مزدور جہان — پوچھتا عالم سے تب آیا وہان
لوگ بعد از آئے انکو کر طلب — لے گئے خواہش موافق اپنے سب
مرد مفلس ہو گیا جب ناپسند — آہ سے دلکو جلایا جوں سپند
تا ہر یک صورت سے مزدوری کرون — کچھ لیجا کر سامنے زن کے دھرون
ہاتھ خالی گھر کو جاؤن کسطرح — غصہ زن کو سناؤن کسطرح
جب گیا صحرا میں دیکھا کر نظر — آب کا چشمہ نظر آیا مگر
تھا وہ بندہ سو صلے سا اچھا — معتقد ہو کر خدا سے دل لگا
کر کے دن بھر طاعت پروردگار — رات ہوئی پر گھر کو آیا ایکبار
الغرض جب گھر میں آ داخل ہوا — اسطرح سے زن نے اسکو [illegible]
کیا لے آیا کرکے مزدوری سو بول — اب تو بھی کچھ رزق کا دروازہ کھول
یکہ جوان کی آج مزدوری کیا — کام اسکا کچھ ابھی باقی رہا
آج کی اور کل کی مزدوری تمام — تجھکو دیتا ہوں ملا کر والسلام
ہانک ماری اور کی شور و فغان — صبر بن چارہ نہ دیکھی بعد ازان
صبح جب شعلہ جتایا سورکا — خاک سب پر تو لیتی تھی نور کا
لے گیا اس روز بھی کوئی نہیں بلا — پھر جوان وہ کل کے چشمے پر گیا
روز جا کے رات کا آیا عمل — گھر کو آیا خوف و دہشت سے نکل
کہ مرے سے کام لیتا ہے جو کوئی — کام لیکر زر نہ دیتا ہے جو کوئی
مجھکو بولا ہے فجر کرتا ہوں شاد — کام سے دیتا ہوں مزدوری زیاد
زن کہی کیا عقل میں تیری کہو — دیکھ نادانی کو تیری دنگ ہون
گر نہ لاوے کچھ فجر تو سیم و زر — نا رہونگی میں تیری صحبت اندر

سو سنا سکھ رنج اور فاقہ کشی — دلہن تھی عورت کے اسکی ناخوشی
جنگ سے عورت کے ہو کر دل تنگ — باہر آیا گھر سے اپنے بیدرنگ
پس در وہ میں کھڑا تھا ایکبار — تا ملا لیجاوے آ کوئی مرد کار
میں پسند آیا کسیکو وہ فقیر — کہ سرایا تھا بدن اسکا حقیر
بھی کہا میں آج مزدوری بدل — گھر سے رکھ امید آیا تھا نکل
سہسکون فاقہ کشی ہر طور میں — جنگ سے عورت کے مجھکو تاب میں
بولکر اتنا چلا اٹھ بیدرنگ — جنگل ویران طرف ہو کر بہ تنگ
پس ہوا میں جان و دل سے یکرو — پاک نیت سے کیا اسمیں وضو
وہ نمازوں کے لئے ہو کر قیام — صبح سے طاعت کیا تا وقت شام
زن کے ڈر سے کانپتا مانند بید — خوف کے پھاندے میں پر کر مثل صید
دن تمام اٹھا لگا کر راہ پر — تھی ترے آنے کی اب تک منتظر
حیلہ انگیزی کیا پس وہ جوان — سو کہا عورت کو ای مقبول جان
وہ کہا پھر آ فجر جلدی یہان — کام باقی ہے سحر ہو شادمان
مرد سے جب ان کئی یہہ بات گوش — موج غصے کی گئی جوں بحر جوش
لاعلاجی سے رہی خاموش جب — سخت فاقے سے کٹی تاریک شب
پس گیا اٹھ مرد مفلس نیک نام — جان ہوئے تھے جمع مزدوران تمام
باوضو ہو کر لگا پڑھنے نماز — صدق و دل سے عاجزی با نیاز
پھر کہا عورت سے سن ای میری جان — بات میری است تری کے کر جان
لطف سے اسکے یک عالم بہرور — ہے جہان میں سب سخیون سے نشر
دلمیں رکھتا ہوں زیادہ امید میں — صبح کو لاوے گا مزدوری لیکن
اب کے سیر میں بال بھر بھی تاب میں — جان بلب ہوں بھوک سے مرتی ہوں میں
الغرض شب جا کے دن پیدا ہوا — مرد اٹھ کر قصد جانیکا کیا

زن کہی گر آج مزدوری ملے / سیم و زر کچھ دیکے آتا مول لے
مرد لیکر ہاتھ مین ابان گر / جا رہا وہ بن ایک چشمے اوپر
شام ہوئی پر فکر مین ہو مبتلا / پتھر اور مٹی سے ابان کو بھرا
ریگ سے ابان جو لایا تھا بھر / رکھ دیا گھر اندر سے دروازہ پر
مغز پایا ناگہان بوے طعام / عطر پرور وہ ہوا اسکا مشام
شاد و شادان ہو زن دل کے اندر / روبرو شوہر کے آئی دوڑ کر
حرمت و تعظیم سے اور با وقر / لیگئی شوہر کتین گھر کے اندر
جسطرح تو نے کہا تھا اس قدر / بی شبہ ہی وہ سخاوت مین بشر
وہ کرم فرمایا ہم پر بیقیاس / عمر بھر جسکا ہو ہم سے سپاس
جب کئی دستک کا مین آواز گوش / باہر آ دیکھی سوار رنگ سبز پوش
کہ مجھے بھیجا ہی اب وہ میرے پاس / مرد ہی مزدور تیرا جسکے پاس
تین دن شوہر ترا خدمت کیا / حق خدمت وہ اسے کچھ نہین دیا
بول دے وہ خاوند کو بھی یہ پیام / کر کرے نت آکے خدمت صبح و شام
بولکر اتنا سوار خوش مقال / فیض سے اپنے کیا مجھکو نہال
ہو کے خوش مین اس جوان کی بات سے / لی طبق کو بڑھ کے اسکے ہاتھ سے
مول ہر ایک اشرفی کا بخلاف / تیس دینارون کی تھی بے اختلاف
اور رکھا از زن حرص سے کیا چھپاؤن / صورت واقع جو کچھ ہی سناؤن
جسکی مزدوری مین تھا سہ روز مین / وہ خدا پاک ہی مخلوق مین
آج دیکھا مین ہوئی مین تین دن / کہ ہمارے بیچ بس فاقہ کٹھن
لا رکھا ہون گھر کے دروازہ پر / گھر مین نین لایا ترے غصے کو ڈر
یک بیک ہے قدرت حق کا اثر / بھر کے تھے ابان مین دُر و گہر
کھول آنکھین دیکھ اے غفلت شعار / مفت کیون کھوتا ہی اپنا روزگار
استعانت خلق سے چاہی تو کل / رازق ہر جزو و کل سے پھیر مون
آدمیت آدمی کو ہی ضرور / آدمیت ناہو شیطانی غرور
جب تو اس شیطان سے ہووے قریب / کیون کریگا حق تجھے رحمت نصیب

ایک بان اسکتن دیکر اٹھا / بول سین جلد آتا بھر کے لا
روز کے مانند وہ کرکر قیام / بندگی مین حق کے تا لا دن تمام
گھر کے دروازے پہ آیا ہو خجل / نہین ہوا آگے قدم رکھنے کو دل
خوف سے زن کے ہوا تن گل کے آب / تھا ارادہ بھاگ جانیکا شتاب
بس کہا دل مین فقیر بے نوا / کان سے یہ آتی ہی کو جان فزا
پھول کے مانند خندان غنچہ لب / مثل بلبل مدح خوان ہو با ادب
اور بولی تھا سخن تیرا یقین / تو گیا تھا جسکی مزدوری کتین
جود و احسان کو نہین اسکے شمار / مثل اسکے نہین ہوا کوئی نامدار
مین بھی تھی گھر مین فکر مین ہو مبتلا / ناگہان یک شخص آ دستک دیا
مجھکو جب دیکھا سوار نامور / درج سے لب کے بکھیرا یون گہر
وہ تجھے بولا ہی رہ خوشحال ہو / رنج اور محنت سے فارغ بال ہو
جمع کر کر جملہ مزدوری کتین / آج بھیجا ہی سو اب آیا ہون مین
جان تلک خدمت کریگا تو زیاد / وہان تلک تجھکو کرونگا شاد شاد
ہاتھ مین تھا ایک طبق سو مجھکو دے / بولا یہ شوہر کی مزدوری ہی لے
کھولکر سرپوش دیکھی ایکبار / اشرفی تھین اسمین تھی خالص عیار
جب کیا اسبابکو شوہر نی گوش / اشک جاری کر دیا دے دلکو جوش
مین پہ سنتے لرزنے سے اور طعنے سے ڈر / حیلہ انگیزی کیا دین سر بسر
وہی ہی پروردگار کارساز / بادشاہ ذوالجلال بی نیاز
ہاتھ خالی گھر مین نا آ ہو تنگ / ریگ سے ابان بھر لیے بیدرنگ
پھینک دے ریگ اور لا ابان کتین / جا کے زن دیکھی اسے بس پھول وین
مرد اور زن دیکھ احسان خدا / اپنی طاقت بھر شکر لائی بجا
ہی کریم ایسا خداوند جہان / کیا تو سمجھا ای کہ یک بدگمان
زہد اور طاعت گیا دل سے بسر / نفس کی خدمت مین ہی شام و سحر
جب کیا شیطان نے ترک سجود / کیا ہوا احوال دیکھ اسکا مردود
منزل شیطان مین تو ہرگز نہ جا / ولین اپنے کچھ تو لے شرم و حیا

پیروی کر حق شناسائی مدام
رہ تو حق کی بندگیں صبح و شام

خدمت حق پے رہے جب شاد تو
خلق کی خدمت سے ہو آزاد تو

حکایت رابعہ بصری

اسطرح سے کاتب چابک قلم
اسکے کاغذ کے اُپر یار رقم

رابعہ بصری دلیل آستان
نیر رخشان اوج لامکان

باپ ماں جب مر گئی طفلی اندر
ہو گئی بی بی یتیم اُسوقت پر

قحط آیا خلق پر یکبارگی
جس سے ہو گئی لوگ کو آوارگی

رابعہ کو بس نہیں کوئی مدبر
بیچ ڈالا اور رکھ لئے مال و زر

مول لیکر وہ رکھا در کار و بار
رابعہ تھے صدق دل سے استوار

شام لگ خاوند کی خدمت کرین
دن تمامی اور روزہ بھی ہرین

رات کو خاوند سو گئی بعد ازان
دوسرا گھر او رہتا جائے وہان

بس ادب سے ہو رجوع اُوپر شرف
اپنے خاوند حقیقی کی طرف

وین مصلی کو بچھا کر با نیاز
با حضور دل ادا کرتے نماز

رات سب جاگتمین ہے استوار
باہر آتے صبح جب ہو آشکار

جلد وین خاوند کے آ در حضور
واسطے خدمت کے ہے بالضرور

اسطرح سے جب گذر گی چند روز
ایکشب وہ ماہتاب جگ فروز

خدمت حق مین وہ تھے باصدق و جان
ترفات کو خاکر جون کان

یک بیک سن حالین خاوند کین
باہر آیا خواب کے پردیسے وین

آسرے مین ہو گیا اُن پر نظر
سر رکھے تھے رابعہ خود خاک پر

بولتے تھے ای خدای مہربان
حال میرا سب ترے پر ہی عیان

جانتا ہی تو مراد دل کسقدر
آرزو رکھتا ہی تجھ طاعت اُپر

راحت دل ہی تری فرمانبری
روشنی چشم ہی خدمت تری

نام تیرا ہی مجھے لسدن غذا
خواب میرا یاد تیرا ہی سدا

تو مرے ماں باپ کر گئی ہین یتیم
نین ترے بن کوئی وسیلہ ای کریم

دل لگائی ہون ترے سے مین مدام
نین مجھے کچھ خلق کی خدمت سے کام

کیا کرون لیکن تو ای پروردگار
غیر کی خدمتمین بنایا یکبار

تو کیا مخلوق سے یک مجھکو زیر
اس سبب ہوتی ہی تجھ طاعتمین دیر

گر نہ رہتی خلق کی خدمت اندر
روز و شب ہوتی تری طاعت اندر

نین ہی تجھ بندگی سے دور مین
ایکدم تجھ یاد سے مقصور مین

بندگی تیری ہی جب تک مجھ مین جان
دور تیرے سے رہون نا ایک آن

اور یک قندیل روشن خوب تر
جس سے تھا خورشید ذرہ سر بسر

قدرت حق سے معلق یہ ہوا
رابعہ کے سر پہ لٹکی تھی صفا

نور کے پرتو سے جسکے گھر تمام
ہو گیا تھا سب منور وہ مقام

دیکھ کر خاوند یہ احوال سب
دنگ ہا ہو صورت دیوار تب

رابعہ جو کچھ کہے تھے سن لیا
بیدل زاران ہو رہا وین کانپتا

ابر سا انکھون سے اپنی اشکبار
پھر کے آیا در سے روتا زار زار

شمع مانند رات سب جلتا رہا
مثل پروانہ ترپ بیخواب تھا

مجمر خورشید مین چرخ بلند
جب ستارونکی جلایا ہی سپند

رابعہ وین دوڑ کے دستور سے
آئے خواجہ پاس دل رنجور سے

دیکھ کر خاوند کو نالان و زار
ترس کھا سے دلین اپنے ایکبار

رابعہ کو دیکھ کر تب وہ جوان
حرمت و تعظیم کر کر بیکران

یون کہا ہو دست بستہ با نیاز
ای خدا کے دوستدار پاکباز

مین ترے اعزاز سے تھا بیخبر
اب ہوا معلوم ای روشن گہر

گرچہ تجھ خدمتمین پر تقصیر ہون
بی ادب و در لایق تعزیر ہون

لیک میرے حال پر تک لطف کر
جرم کو میرے کرم سے درگذر

تجھ پہ سو حیف کو کر یاد مین
بندگی سے اب کیا آزاد مین

جا جدھر چہتا ہی دل اب تو ادھر
واسطے میرے دعای خیر کر

رابعہ آزاد ہو کر بعد ازان
باہر آئے گھر سے جون قالب سے جان

شہر سے جنگل طرف گی بیدرنگ
شمع پر جون جاوے جلدی کر پتنگ

جا رہے یک کنج ویرانے اندر
گنج کے مانند ہو پوشیدہ تر

کر مقرر روز و شب مین نام وار
صدق سے لاؤن بجا رکعت ہزار

روز و شب اسطرح سے کر بندگی
بندگی سے پاے راہ زندگی

دیکھ انکا زہد اور طاعت تمام
یون کہا وہ ای بزرگ نیکنام

راتکو نا چین ناہی دن کو کل
رنج اتنا سو ستی ہو کس دل

دیکھنا میں کو مرے حضرت رسول
کر مری سب رنج طاعت کو قبول

کر صف عرصات پر اپنی نگاہ
اسطرح فرماوینگے است پناہ

یہانتلگ بھی رنج مین ہو استوار
کہ ہوی خوشنودی حق آشکار

طاعت حق جب کئے وہ بانیاز
ہو گئے دونو جہانمین سرفراز

پاکدل سے قافلے کے ساتھ ہو
راہ طی کرتے چلے تھے نیک خو

مر گیا جب رہ مین خر از قضا
رابعہ کا دل نہت برہم ہوا

قافلے کے لوگ سب یکبارگی
رابعہ کی دیکھکر آوارگی

باربرداری تری کرتے ہین ہم
اُٹھ شتابی چل نہ لے خاطر غم

مین نہ آئی کر بھروسا تم اُپر
ائی ہون مین قصد بیت اللہ کر

لوگ سنکر گئی نکل و بن قطار
رابعہ رہ گئی اکیلی ایکبار

گھر طرف مجھکو ملا کر اپنے یون
راہ مین خر کو کیا نابود کیون

کیا کری بیچارہ زن یہ ای کریم
ہی عجب دستور تیرا ای حکیم

حکم رب العالمین سے تازہ جان
ہو گیا پھر اُٹھ کھڑا وین بعد ازان

جار ہے منزل کو وہ سب سے اول
قدرت حق دیکھ ای بی دغل

رنج طاعت مین ہمیشہ کر قیام
یاد مین معبود کے رہ صبح و شام

کب تلک آسودگی سے دل لگا
راہ سے حق کے رہیگا تو جدا

پردہ غفلت کیا کیون اختیار
مین تجھے معلوم کیدہ روزگار

زندگی ہی تک بجا لا بندگی
بندگی بن ہی نشان زندگی

دور ہو عالم سے وہ عالم فروز
طاعت حق مین ہے با درد و سوز

راتکو جون شمع رہتے سوختہ
دن کو جون خورشید تھی افروختہ

بعد کئی یک روز کے اس جا پر
راہ رو کوئی کیا اپنا گذر

کیا سبب اتنی مشقت کر پذیر
طاعت حق مین ہوے ہو جا نگیر

رابعہ بولے اسے ای راز جو
تا رہون روز حشر مین سرخرو

ہو مبارک دین اپنے شاد شاد
مجھکو فرماوینگے ای تحسین باد

دیکھیو ای اہل محشر کر نظر
بندگی یہہ زن کئی ہی کسقدر

الغرض یون رابعہ نے روز و شب
جان و دل سے بندگی مین با ادب

نقل ہی یکوقت پردہ باشرف
حج ادا کرنے کو بیت اللہ طرف

ایک خر ساتھ اپنے لے مگر
ساز و برگ اسپر کہے تھے لاد کر

کہ نہتا کوی باربردار یکتین
رہ گئی عورمانن ہو جنگل مین وین

جمع آئے جون ثریا لوگ سب
یون کہے ای آفتاب بی ادب

رابعہ فرماے ملکے آپ سب
چھوڑ کر جاؤ خدا پر مجھکو اب

جسکو تکیہ کر کے مین چلتی تھی ترا
ہی اسی کے لطف پر میری نگاہ

بیس کہے سر خاک پر با ادب
عاجزی سے یون کہے ای پاک رب

قافلے اور دوست سب تجسے ہوئے جدا
جنگل و ویرانے مین کیون تنہا کیا

رابعہ یہہ بولتے تھے از قضا
مر گیا سو خر وہین ہلنے لگا

رابعہ پھر اس اپر بوجھے کو لاد
چلد نے خر کو ہے مانند باد

دیکھکر زن کی ریاضت مرد ہو
خام مین سے دل کے مت تو سرد ہو

ہاتھ سے دامن کو ہمت کے نچھوڑ
لذت دنیا سے دلکی باگ موڑ

گر خدا کے بندگو نکی پیروی
نفس کو ہرگز نکر اپنے قوی

جاویگا جس روز دنیا سے گذر
رو ویگا فرصت کو اپنی یاد کر

راہ مردون کی تو لیکر مرد ہو
زن سے کم ہمت نہو ای شت خو

حکایت

ہی روایت اسطرح ای ہوشمند
ایک زمین مین کوئی بزرگ حق پسند

تشنہ لب ہو کر نہت یکوقت پہ
ملک جوان کے اوپر آ کر گذر

ہانک ماری سوز دل سی بیدرنگ / تشنگی سی ہوگیا ہون مین بتنگ
یک کنیزک لی پیالہ بھر آب / گھر سی آئی دوڑتی باشتاب
دیکھ کر اس مرد کو بولی عجب / کیا ہی خاطر مین نہین کچھ ترس ادب
ریش تیری ہو رہی ہی جون کپاس / پارسائی اور پیناہی لباس
باوجود اسکی نہین تو روزہ دار / شرم دل سی دھو دیا کیون ایکبار
آب پیتا ہی خدا سی ہو نڈر / تشنگی کو حشر کی تو یاد کر
باوجود اسکی تو نین ای خود پسند / تابعداری مین کسیکی پای بند
مین ہون پابند ایک کی عاجز کنیز / غور پیرا حال کری با تمیز
دن کونت خاوند کی خدمت کرون / دست بستہ روبرو اسکی رہون
مین فقط خاوند ای پیر کہن / بلکہ ہین اسکی بہت فرزند زن
ہون سبو کی روز و شب خدمت گزار / ترسیدہ رہتے ہون ہمیشہ زرد زار
رانکو طاعت مین رہتے ہون سدا / خواب نہین کرتی ہون بستر پر ذرا
بین تمامی گفت و گو وہ کہنسال / دیکھ دل کو دی دیا آہ سی وبال
بھی کہا ای تو ہی عالی ہمم / بہتر مردون سی ہی ثابت قدم
پس ہوا ای مرد اس پر کر نظر / درگزر نا مردی سی درگزر
ہمت زن جب ہوی یون الفلان / مرد ہی تو مردگی کر عیان
لاف مردی کی نکر مت ماردم / کہ تو مردون مین نہین ثابت قدم
گر زن مردانہ ہمت پر نگاہ / حال پر کر اپنی صد افسوس و آہ
آج مجھکو ہی فراغت ای جوان / کام کرلی آج نہین فرصت صبان
زہد اور طاعت مین کر تسلیم قیام / نفس کی ست ہاتھ دی اپنی لگام
گر تجھی ہی خواہش سر اللہ / ہمت زن پر نگہا ہو مرد راہ
طاعت حق مین جو زن ہی استوار / مرد بی طاعت سی بہتر لاکھ بار

حکایت

کوی بزرگ عارف حق با شرف / آئے کین بردہ فروشونکی طرف
یک کنیزک پائے جون بدر منیر / پارسایان جسکی زلفون مین اسیر
ہاتھ مین لے اسکو یک بردہ فروش / بولتا تھا کر بلندی سے خروش
کون ہی اسکو جو دس دینار دے / لیکے جاو گھر کو اپنے مول لے
وہ بزرگ صاحب دل حق شناس / اس کنیزک خوبرو کے آئے پاس
اس کنیزک سے کہے ای مہ جبین / مول لینے کو تجھے جہتا ہون مین
وہ کنیزک گوش کر اس بات کو / مثل گل کے ہنس پڑی بی گفتگو
دل مین سمجھے اسطرح شیخ عزیز / کہ دیوانی ہی مقرر یہ کنیز
کہ ابہی کچھ بات نہین کی کھول لب / بے محل جو ہنس پڑی ہی ہی عجب
شیخ اتنا دل مین سمجھے تک کنیز / شکر حق کر انکو بولی ای عزیز
نہین ہون دیوانی بفضل ذوالجلال / لیک مجھکو عشق باطن ہی کمال
دل مرا آشفتہ محبوب ہی / غافلی دیوانگی سے خوب ہی
شیخ بولے کر کے شکر ذوالجلال / کچھ عجب سنا ہی اسکا قیل و قال
کون ہی جو تیرے دل کے راز پر / آگہی بخشا تجھے ای باخبر
پھر لگی کہنے کنیز راز دان / وہ مجھے آگاہی بخشا الفلان
جس او پر ظاہر عیان اور غیب ہی / علم اسکا بی شبہ بی عیب ہی

مَنْ یَعْلَمُ الْخَفِیَّ وَالْغَیْبَ لَا فِی عِلْمِہٖ شَکٌّ وَّلَا رَیْبٌ

شیخ سنتے ہی تمامی قیل و قال / اس کنیزک پر ہوا شوق کمال
بس خریدی شوق سے فی الحال مین / تھا جو کچھ پاس اپنے دی مالک کتین
شیخ سے پوچھی کنیزک بعد ازان / حفظ ہی قرآن تجھے کچھ الفلان
شیخ بولے ہی مجھے قرآن یاد / بس کہی یہ تو مرے کر دلکو شاد
ہی ہمارا دوستان قرآن پاک / ہو دور خواہش دل زیر خاک
چشم دلکو سرمہ عرفان ہی / کور سارے دیو شیطانی ہی
ہی انیس درد مندان بلا / مرض ذلت کو مریضون کی شفا
با ادب ہو کر پڑی شیخ انام / خوش لحان اعوذ باللہ کو تمام

نین کہے بسم اللہ الرحمن ہنوز   آہ ماری اس نے یکبار درد و سوز
سجدے میں گر پڑی وہیں خاک پر   ہوگئی بیہوش بالکل بے خبر
جب کہی پھر ہوش کے رہ پر قدم   پھر کہی کچھ اور پڑھا ہی محترم
شیخ بسم اللہ کہے بعد از تمام   سنکے بولے وہ کنیز نیکنام
یہہ سرای فانی دنیا بھتر   نام حق رکھتا ہی لذت اسقدر
پھر قیامت ہوویگی جب آشکار   ہوویگی دیدار حق پھر ایکبار
ہو دے گیا کچھ لذت دیدار بس   نام مین یہہ کچھ حلاوت ہی سرس
ساتھ لے القصہ اسکو شیخ نے   شاد ہوکر گھر کو اپنے آرہے
شب کئی اپنا عمل جب آشکار   شیخ بولے ای کنیز پر وقار
کر بچھونا خواب کرنے کے بدل   نیند کا آنکھوں مین پیدا ہی خلل
پس کنیزک مثل غنچہ کھول لب   یون کہی کیا راتکو سوتا ہی رب
شیخ بولے آدمی کو ہی ضرور   خواب کرنا خواب مین ہوتی ہی دور
پھر کہی اُسنے خدا سوتا ہی کیا   شیخ بولے ای کنیز باوفا
یہہ سراپا مین تری سمجھو آلات   خواب نین ہی حقتعالی کی صفات
پھر کہی انکو کنیز نامور   شرم مین ای شیخ تجھکو دل اندر
خواب نین کرتا خدای کارساز   پھر تو کیون کرتا ہی پاؤنکو دراز
روبرو خاوند کے رہ در حضور   پاؤن پھیلانا ادب سے ہو و دور
نین پسند آوے کسیکو بے ادب   پس تو دل سے دھو دیا کیون ترس رب
سوز دل سے پھر کہی وہ نیکنام   خواب کرنا ہی محبون پر حرام
عجبا للمحب کیف ینام   کل یوم علی المحب حرام
شیخ یہہ سنکر نہیت حیران رہے   مثل برگ بید ہو لرزان رہے
چشم اپنے کھول ای اسحاق اب   خواب غفلت سے نکل ہو با ادب
دوستی کا دم تو بھرتی ہی اگر   دوست کی خدمت مین شام و سحر
دوست کی خدمت سے ہو کیون جدا   دوستی چہتا ہی تجھکو نین حیا
ہی ترا خاوند ترے سامنے   تو چلا ہی آہ گم کر کس کنے
پھیر دلکو اس خیال خام سے   طاعت شیطان نا فرجام سے
بندگی خاوند کی کر صبح و شام   غیر کی طاعت تجھے کرنا حرام
حق پرستان بندگی مین ہین سدا   بلکہ جان اپنی کئے حق پر فدا

حکایت رابعہ بصری

راوی ہمت توکل کا قلم   صبر کے قرطاس پر مارا رقم
رابعہ بصری اپر یون از قضا   تین دن فاقے پہ فاقہ سخت تھا
روز جو تھے پس حسن بصری نکو   آئے تھے مہمان ہو بی بی کے گھر
ہوکے استقبال رابعہ بیدرنگ   لا بٹھایا شیخ کو گھر مین سنگ
رابعہ جب غور سے دیکھے بجھا   شیخ پر گذرے تھے فاقے بارہا
رابعہ کر دلمین دین افسوس یون   بولے مہمان کی تواضع کیا کرون
بولکر اسطرح دلمین با تمیز   ڈھونڈنے گھر مین لگے کھانیکی چیز
الغرض اس گھر مین کوئی نہ بی اندر   جو پرانی تھی رکھے جو ڈال کر
بعد ازان اُس جو کتین جن جانکر   پیس کر آٹا بنائے جلد تر
رکھہ تو آتش جیا در دیگران   دو ہی دو روٹی پکائی بعد ازان
کچھ میسر گھر مین تھا سالن نہین   روٹیون پر کچھ نمک رکھے وہین
آئے پھر حضرت حسن بصری کی پیش   ہاتھ مین کوزہ لئے وہ پاک کنیز
پس کہے ای خواجہ ہر دو جہان   لطف سے کر لو وضو کو اب یہان
جو خدا ہمکو دیا ہی کھاوین ہم   شکر رازق کا کرین سر تا قدم
تین دن روزے پہ روزہ سخت تھا   روز جو تھے کا تو ایسا وقت تھا
یہہ جہان مین دوستان کردگار   منصب فاقہ کئے ہین اختیار
الغرض وہ رابعہ بصری نے اب   شیخ کو دیکر کہے اٹھو شتاب
شیخ حسن بصری وہین جا وضو کر   آکے بیٹھے پس وہ دسترخوان پر
رابعہ اور شیخ حسن بصری نے نز   ہاتھ مین روٹی لئے کھانے کتین
ایک درویش آگیا در پر سوال   از برای خیر کچھ دیو نکال

رابعہ درویش کا سنکر ندا
روٹیان لیکر دیا اُسنے دعا
واصلونکو یاد حق ہے قوت جان
وہ سُنی بی بی بہ فاقہ ہی کٹھن
کر ضرورت اُسنے وہین آتا منگا
بھی منگا یک خوانچہ رکھا اسمین وہین
پس چلی باندی نے لیکر ایکبار
آج تک کوی بیس روٹی نہین دئے
ہی مرا فرزند گھر مین خوردسال
شرط جو آداب کے تھے لا بجا
رابعہ نے کھول کر گنسی کتین
پھر کہے باندی کتین لیجا اسے
تم اگر نا لیو اُنگتین بھسم
یہہ مرا حصہ یقین ہوتا اگر
بعد ازان وہ خوانچہ باندی اُٹھا
جو رکھی مین ایک روٹی کو چھپا
خوانچے مین رکھکے روٹی بے ہراس
رابعہ نے پھر گنے روٹیان کتین
بول جانب سے مرے اُسکو سلام
کچھ عجب دستی ہی درویشونکی چال
ایک کو دس دنیا مین دیتا ہی خدا
دو کہے بدلے بیس لوایا ہی رب
راہ حق کا جو کوئی سودا کیا
تو بھی در راہ خدا کچھ مرد ہو
شوم کو دشمن خدا کا جان لے

روٹیان وو تو دئے اسکو لجا
بر لے آو سے حق تمہاری مدعا
مرتبہ یہہ دو مردونکو ہی کہان
سخت تر فاقے سے گذرے تین دن
بیس روٹی گیہون کی جلدی پکا
ایک کسنی مین کسی پس اُسکتین
دلین کرتی تھی ہی اپنے بچار
کام ہر چند کوئی ایسا مین سے نئے
خوب ہی گر لیون یک روٹی نکال
خوانچے کو رکھہ روٹی آگے لجا
روٹیان گنے لگے ہاتھون سے وین
جسنے بھیجی ہی لجا کر دے اُسے
ہوویگا بی بی کو میری درد و غم
مین دل و جان سے اُسے لیتی مگر
دلین کی تجویز اپنے باہر آ
خوانچے مین رکھکے دیا ہی بھلا
پھر کے آئے رابعہ بصری کے پاس
بیس روٹی تھی برابر دیکھہ وین
مین قبولی جو تو بھیجی ہی تمام
کم کو مکروہ بہت کو کہنا حلال
آخر تین ایک کو سو ہی جزا
ایک کم ہونیکا بولو کیا سبب
فائدہ یون ہی لیا او ر دوسرا
بخل سے فارون کا مت شاگرد ہو
گرچہ زاہد ہی سخن یہہ مان لے

پھر کہے اسکو کہ ای حاجت طلب
بعد اُسکے رابعہ پھر گھر مین آ
تھی مگر ہمسایہ انکی ایک زن
اور گھر مین اُنکے یک مہمان ہی
دو کو تو سے بھر کے قلیہ ایکبار
سر اُپر باندی کے دھر کر خوانچا
کوی کسکو بھیک دیتا ہی اگر
بیس روٹی مین نے بھیجی ہون مگر
وین چھپا لے ایک روٹی بالضرور
اور بی بی کی طرف سے کہہ سلام
روٹیان انیس تھین اسمین نقیر
ہو گئی لاچار باندی سر بسر
رابعہ بی بی کہی سن ای کنیز
مال جسکا ہی اُسے لیجا کے دے
روٹیان تو وہ گنے ہین سر بسر
لیوے تو بہتر نہین تو پھیر لے
پس کہی بھیجی ہی پھیر بی بی مری
روٹیان لیکر کہے سن ای کنیز
دیکھہ یہہ احوال سب شیخ جہان
رابعہ بولے سخن ہی ظاہرا
مین روٹی تھی نا دی درویش کو
سُنکے یہہ تقریر بولے ہی یقین
پس سخاوت کا نتیجہ ہی بھلا
جو سخی ہی دوست حق کا وہی ہی
اسطرح ثابت ہوا ہی در خبر

نام اللہ ہی یہی لیجا تو اب
شیخ سے کرنے لگے ذکر خدا
تھی تو نگر حق دیا تھا مال و دہن
وہ بھی فاقون سے بہت حیران ہی
کر دئے اسباب کھانیکا تیار
بولی یہہ بی بی کی خدمتمین لجا
ایک یا دو سے زیادہ نہین مگر
نا مری بی بی کرے اُنکو خبر
خوانچہ لا رابعہ کے در حضور
تھا جو کچھہ پیغام بھیجائی تمام
رابعہ بولے مرا حصہ نہین
عاجزی کرکے کہی ای خوش سیر
کچھ تجھے اسباب کی مین سے تمیز
یا وہ جسکے واسطے بھیجی اُسے
ایک کم ہوی سو مجھے ہی اب خطر
پاس بی بی کے لیجاؤن پھر اُسے
آتر زور رکھہ کر دعا خیر کی
ہی تری بی بی بہت صاحب تمیز
رابعہ سے یون کہے ہین بعد ازان
وہ بدنیا اور صد در آخرا
نام اللہ خالصا درویش کو
بال بھر اسبا مین کچھ شک نہین
رابعہ کو جسطرح بدلہ ملا
اسطرح فرماے ہین حضرت نبی
انّما الاعمال بالنیّات ہے

نیت خالص سے عمل اوسے پسند
اس سوا ہووے نہ کوئی ارجمند
مت دُکھا اسحاق دل کسکا مگر
کر نصیحت آپ تو اپنے اُپر

حکایت

نقل یون کرتا ہی اوی خوش مقال
تھے بزرگ نام ور کوی باکمال
اتفاقاً وہ بزرگ نام ور
جا رہے بازار مین یکوقت پر

لے کھڑا تھا کوی وہان بردہ فروش
یک غلام نیک سیرت تیز ہوش
سر جھکا کر تھا غلام با ادب
وہ بزرگ اسکے گئے نزدیک جب

یون کہے تب یو غلام خوبرو
ہی تیرے لینے کی مجھکو آرزو
تو بھی چہتا ہی اگر تو مجھ سے بول
مین تجھے لیتا ہون اب مالک سے مول

وہ کہا مین ایک ہون ادنی غلام
نین مجھے چہنے وہ نا چہنے سے کام
پھر کہے کیا نام ہی تیرا سو بول
وہ کہا کوی نین رکھے مین فال کھول

تو لیتا رکھگا مجھے جس نام سے
بس وہی ہی نام لایق تر مجھے
شیخ پوچھے کیا کرے کا مان سدا
وہ کہا جو تو مجھے فرمائے گا

شیخ پوچھے کیا تو کھاوے ای جوان
وہ کہا جو تو دیوے ہو مہربان
بعد پوچھے کیا تو پہنیگا سو بول
وہ کہا جو تو پہناوے لیکے مول

شیخ سمجھے ہی غلام ہوشیار
زیرک و دانا خردمند استوار
مول لینا چاہئے اسکو یقین
نا ملے مجھکو غلام ایسا کہین

شیخ سے بولا خرد پرور غلام
گر مجھے چہتا ہی لینے ای امام
شرط دو کر پہلے مجھ سے استوار
بعد ازان مجھکو خریدی نامدار

شرط پہلی جب کہ ہو وقت نماز
لطف سے خدمت سے رکھنا مجھکو باز
تا نماز حق تعالی کر ادا
تیری خدمت مین رہون دل سے سدا

روز مین خدمت کرونگا شام تک
شام کو روشن ہو جب شمع فلک
نور سے مہتاب کو ہوتی ہی ساز
مہر سے کر تو مجھے تب سرفراز

کام مت فرما تو پھر کچھ بھی مجھے
خاک جب تک نا ہو روشن مہر سے
شیخ کر فی الحال یہہ شرطان پذیر
مول لیگئے ہوکے اسکے دستگیر

روز و شب خدمتمین رہتا وہ غلام
غیب ہوتا مہر سا در وقت شام
صبح ہوتے ہی وہین آ جلد تر
شام تک خدمتمین رہتا بند کمر

شیخ ہو گئی ایکشب پیچھے دوان
دیکھنے جاتا کہان ہی یہہ جوان
وہ غلام برگزین نام ور
جا رہا یک سخت ویرانے اندر

قبر وہ کھودا تھا یک اس جاے پر
جلد تر اس گور مین آیا اُتر
با ادب ہوکر نہایت با نیاز
سوزش دل سے لگا پڑھنے نماز

پس کئے جب شیخ نے اس پر نگاہ
تھی جھلکتی گور مثل صبحگاہ
تھا معلق سر اُپر قندیل نور
ذرہ یک تھا آفتاب اسکے حضور

بعد اسکے وہ غلام دل فروز
خاک پر سر رکھ کہا با درد و سوز
ای خدا مہربان عاجز نواز
بیکسون بیچارگون کے کارساز

راز ہر یک کا تجھے ہی سب عیان
ایکذرہ بھی ترے پر نین نہان
رات کی خلوت ہوی ہی آشکار
خلق سب آرام مین ہین تھار

مستی دنیا کی جسکو ہی طلب
نشئہ عشرت مین ہی وہ بر طرب
عاقبت کی جسکتین ہی آرزو
وہ کرے مقصد کی اپنے جستجو

یہہ غلام عاجز افتادہ پیر
محض اسکا تو ہی اب دستگیر
تو مراد اسکے عطا کر ای کریم
کشف کر سب دل پہ اسرار قدیم

ہی تری خواہش مین یہہ بندہ غریب
تو مگر اپنے کرم سے بے نصیب
رات سب القصہ با سوز و گداز
سر رکھا تھا خاک پر وہ با نیاز

جب علامت صبح کی پائی ظہور
گردن شب کو کیا دست سور
شیخ یہہ سب دیکھکر ہو بیقرار
جا رہے اس گور مین بے اختیار

اس غلام نیک خو کے پاؤن پر
سر رکھے کو لے اُسے ای نامور
واسطے میرے تو کچھ اب کر دعا
مین ترا ہون دوستدار ای باصفا

وہ غلام پاک باطن نیک مرد
گرم تر دل سے کیا یک آہ سرد
بھی کہا ای خواجۂ مقبول جان
تھا جو پردہ تیرے میرے درمیان

ہوگیا وہ راز سارا آشکار / اب مری بھی زندگی ہے یہ بار
بولکر اسطرح سجدہ میں گرے / پھول کھلا جیسا ڈالی سے گرے
جان کو تسلیم حق پر کردیا / واصل خورشید ذرہ ہوگیا
شوق دل سے رکھکے امید لقا / جان جاں پر جان کیا اپنا فدا
رحمت حق اُس اوپر ہووے نثار / بھی کرے ہمکو خدا یوں کامگار
لطف سے کریں دعایوں کے مجیب / ہم گنہگاروں کو بھی رحمت نصیب

حکایت عبد اللہ

نقل یوں کرتا ہے وہ نیک نام / کہ تھا عبد اللہ کو نادر غلام
نیک نیت پاک سیرت دلفروز / تھا مقرر اُس اوپر ہر ایک روز
یکدرم خاوند کو دیتے رہے / اپنا دل جاہے سو کاماں سب کرے
کس سے عبد اللہ مبارک حق شناس / بولتے تھے حق کا کر شکر و سپاس
کہ مجھے میرا غلام دلفروز / یکدرم دیتا ہے لا ہر ایک روز
یہ کہا وہ شخص ای شیخ زمان / نیں تجھے معلوم یہہ سب نہان
ایک شب دیکھا ہوں میں اپنی نظر / کہ ترا خادم قبر یک کھود کر
ہوگیا اُس گور میں جاکر نہان / میں خبر وہ کیا کیا پھر بعد ازان
ہی گماں اوپر مجھے اسطرح کا / کہ کفن وہ پہنتا ہے نت چرا
جو تجھے دیتا ہے ہر دن یکدرم / شاید اسکا مول ہوا ای محترم
شیخ یہہ سنکر ہوے ہیں شرمسار / ڈوب گئے ویں عرق میں خوبکار
العرض جب رات ہوی خورشید ڈھل / ماہ کی مانند وہ گھر سے نکل
جا رہا ویں ایک قبرستان کو / شیخ بھی پیچھے چلے پوشیدہ ہو
بعد اُسکے وہ غلام نیک خو / ہوگیا یک گور میں جاکر فرو
شیخ دیکھے پاس اُسکے جل جا / گور تھی از بسکہ بہتر دلکشا
تسمیں تھا محراب یک پرنور تر / باادب ہو کر غلام پر قدر
تیر کے مانند کہ ہوتا کھڑا / جوں کماں قامت کو دیتا کہ جھکا
گاہ سر رکھتا تھا اپنا خاک پر / کہ بہاوے آنکھ سے پانی نہر
گاہ تسبیح خوان رہتا جوں ملک / گہ خمیدہ پشت ہوتا جوں فلک
خاک پر گہ عاجزی سے سر ملے / آہ کرتا گہ وہ شرموں سے گلے
شوق سے سوزاں کبھی شمع پتنگ / نفس کا فوج سے کبھی کرتا تھا جنگ
ذکر میں یوں تھا تلک وہ پاکباز / صبح صادق ہوگیا ویں سرفراز
رات بھر سب ذکر او طاعت اندر / باہر آیا صبح ہوتے وقت پر
قبر کو کر خاک سے پوشیدہ تر / ویں کہا ای خالق جن و بشر
ہی مجھے خاوند یک درو سوز / مانگتا مجھ سے درم ہر ایک روز
میں تو تھا خدمت میں تیری اب تلک / وہ درم کس سے منگوں میں جاکے اب
تھا احسان تو ہی ای کریم / جود کی ہی سرخ رو نقطے سے جیم
لطف سے کر یکدرم مجھکو عطا / تا مرے خاوند کو دیوں لجا
جب کہا یوں باد دل صد چاک سے / نور یک آیا وہیں افلاک سے
اُس غلام پاک کے ویں ہاتھ آ / یکدرم سا نور وہ روشن ہوا
شیخ یہہ احوال سب دیکھے وہاں / ہوگئے خاطر میں اپنے شادماں
باادب جلدی سے اسکے آگے جا / ہوگئے محجوب سر لیا جھکا
عذر چاہے اور کہی ای مفتخر / اب تری عزت ہوی مجھکو خبر
وہ غلام نیک سیرت با وفا / اپنے خاوند حقیقی سے کہا
جو کہ تھا وہ راز میرا سب نہاں / ہوگیا اب آشکارا و عیاں
بولتا ہوں مدعا میرا تجھے / آرزو میں زندگی کی اب مجھے
یہہ دعا چاہتے ہی وہ عالی گہر / شاخ عرفان و ولایت کا ثمر
چھوڑ کر دیکر مرغ جان تنکا قفس / ہوگیا باغ کہن کا ہم نفس
شیخ عبد اللہ اسکو دے کفن / کھود تربت کر دے اسمیں دفن
سو رہے جب رات ہوئی گھر میں جا / خواب دیکھے میں عجب اسطرح کا
کہ رسول اللہ خالق کے حبیب / گلشن اسرار حق کے عندلیب
اور خلیل اللہ کو اپنے ساتھ لے / آئے ہیں از بس جلال و جاہ سے

ہو براق برق کے اوپر سوار　　پاس عبداللہ کے آئے بر وقار
کیوں دیا اسکو کفن موتال اس　　کیا خدا کا نہیں رہے دل میں ہراس
عمر سب طاعتوں میں رہتے ہیں سدا　　ما سوا کو دل سے کرتے ہیں جدا
دوست کے تئیں یاد کر کر ہر مو پوست　　یہ نجانا کر دیکھ لے تو روئی دوست
رنج ہی کرتا ہی کیوں راحت طلب　　پاوے راحت رنج میں مقبول رب
گر رہیگا رشتۂ اعمال میں　　جا رہیگا حشر کے جنجال میں
مزرعۂ دنیا میں ہر کی شاخ بید　　بر خوری کی نہیں اسے ہرگز امید
اور کہے حضرت ای عبداللہ تو　　صاحب دل اس خدا کے دوست کو
یوں خدا کے دوستان با وفا　　دوست پر کرتے ہیں اپنا جان نثار
تو برا ہی اصل میں طاعت سے دور　　جان نثاری کب ترے سے ہو ظہور
زہد اور طاعت میں رہ کر رات دن　　سخت دل ہو سوس رنج کٹھن
عمر کو بے یاد کھووت بغلان　　کام کر لی جب تلک ہی تن میں جان
ہی یہہ ضرب المثل عالم کا صحی　　بد کریں ہار یکو نیکی نہیں کبھی
پاوے کب نیکی کیا جو بد عمل　　تخم جو بویا سو ہاتھ آویگا پھل

حکایت حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ

ولنا ہی راوی ... قدیم　　جو ہتا ہے حال لقمان حکیم
لاے جب بازار میں بیچنے　　مول یو لیے گرچہ خلق اللہ نے
خانۂ دہقان لقمان آئے جب　　خدمت خواجہ کئے تا وقت شب
روز و شب ... اسکا　　خدمت خاوند کو آ ایک بار
سطح ... جب ... دن گذر　　ایک شب لقمان باعز و قدر
پاسے ... خواجہ کو سے خواب میں　　سربسر غفلت کے ہی گرداب میں
آتش دوزخ کو کرتے ہیں گرم　　ہی بہشت آراستہ مثل ارم
خوف جو کرتا ہی دوزخ سے شدید　　خواب یوں کرنا اسے کب ہی روا
... خواجہ خداوند کرم　　بندۂ عاجز کو پھر کچھ کیا ہی غم
بعد یکساعت آ پھر بیدار ہب　　تو میں خواجہ کو دیکھے مست و دنگ
یکبیک ... گذر گئی کاروان　　پھنچگی منزلکو سارے دوستان
راہ کا توشہ تو کر اپنا تیار　　میں تو عاجز ہو ویگا ہو مار مار
لیک ہی بیشک خداوند جہان　　بندگوں کے حال پر نت مہربان
بولے لقمان دوست حقکا ہی وہی　　جو کہ کرتا ہی آپکی دوستی
دوست کو دشمن کی نا دیو سزا　　دشمنونکا دوست نا ہو کبریا
العرض جب سر اٹھایا با جمال　　جی نکے آلیسے سو رنج کا نہال
بس کہا جاتوں فلانے جا پر　　پیر جو کو تو زمین کو کھود کر
بندۂ کوتاہ قد رنگ سیاہ　　ایک روتن دل مثال صبحگاہ
یک کیا دہقان انکتیں خرید　　مول دیکر شبنم رکھے یک مرید
رات ہو تے جاکے یک گوشۂ نزد　　بندگیمیں رات سب لگ گئے بسر
خدمت خواجہ کریں تا وقت شام　　شب خدا کی بندگیمیں ہوں مدام
آئے خواجہ کے سرہانے کے اوپر　　با ادب ہو کر گئے اسپر نظر
ایک ساعت دیکھتے ہیں جب ہر　　تر ترسان ہو تھا ... اور لے
جو کوئی رکھتا ہی جنت کی امید　　وہ کرے طاعت خدا کی ...
بس کہا دہقان نے جا ای غلام　　حقتعالی ہی کریم و نیک نام
بات یہہ سنکر گئے لقمان نے　　نور چشم ... دہقان نے
بس جگائے اور کہے ای نیک ...　　کی یہ دہقان ساتھ ... راہ چلی
بھی تجھے چلنا ہی یہہ رستہ ضرور　　اتھ نہ سو سکے منزل ہی دور
بس کہا خاوند ای نیکو شیم　　ہی سخن تیرا بجا سرتا قدم
دوست کو دشمن کے نہیں نا دیویگا　　دوست پرور ہی ہمیشہ کبریا
جو ہو خاوند کا خدمت گذار　　کب رہی خاوند اسکا دوستدار
خاک میں پیر جو کوئی تخم خار　　شاخ گل نا آویگی در وقت کار
صبح کو خاوند دہقانی صفات　　تخم جو کولا دیا لقمان کے ہاتھ
لیکے وہ تخم جو میں لقمان نے　　اپنے ہمسا میں جلدی جا دیے

تخم خود یکر لئے رالے کن ین
کھیت مین لیجا کے بیر جلد وین

دیکھتا کیا ہی رالہ ہے تمام
بس کہا لقمان سے ای نیکنام

بیج کہے لقمان ای نیکو صفات
جو تو رالہ بیج تو اگتی ہی بات

مین جو بویا تھا وہی ظاہر ہوا
ہووے ہے کب چیز کا یون ماجرا

ہی ہمارا اگرچہ وہ صاحب کریم
لیک ہی خدمت ضرورت ای سلیم

گر کرے خدمت میانی کاہلی
لطف حق ہو تجھے بے حاصلی

تا بی سے شبکو مثل شمع جل
خواب غفلت چھوڑ پروانے مثل

چھوڑ دے راحت کو تنکی یک قلم
رنج اور زحمت مین رہ ثابت قدم

جوش مت کر جون کہ موج پرخروش
باندھ کر لب صدف جیسی خموش

جو رکھا ہی راہ مولا مین قدم
خون دل بہتا ہی اسکا دم بدم

بحمین بہتا ہی مر دیر شکوه
استقامت سے قوی مثل کوه

بعد کئی یک اپنے دہقان نامدار
کھیت کو اپنے گیا تھا ایکبار

مین دیا تھا ہیرے کو جو تجھے
یہ ہوا رالہ سو حیرت ہے مجھے

لیک مین سالون کو بویا سربسر
تا کہ جو ہووے بہت سے خوب تر

باوجود اسکے تجھے کیون ہی گمان
کہ بدی یا نیکی کی دیویگی نشان

صدق سے خاوند کی خدمت گذار
تا کرے خاوند تیرا تجھکو پیار

خواب مین گر تو رہیگا یون مدام
کان نظر آوے تجھے ماہ تمام

صبح کو بس تو تجھا خورشید ذات
سو رہین ملجا تو ای ذرہ صفات

گر نہ سے پر آوے تجھے فیض ازل
غرق ہو جا تسمین مت باہر نکل

آب کو جب اسطرح تو پائیگا
لولوی شہوار سا ہو آئیگا

لیک مردی شرط ہی پیروی
تا رہے ثابت قدم اور رہروی

حکایت عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ

سر محل لایا ہی راوی خوشمقال
یہ حکایت در زمانے کے مثال

کہ گیا حج کو وہ با صد عز و شرف
مصر کے آئے سند یکانے طرف

شیخ کو کین دور سے دیکھا تجھا
ہانک مارا ای خدا سائی پیا

سربسر رنگ سیاه مانند دود
آہ سے جلتا ہی جون آتش سے عود

شیخ کو دیکھا سو وہ پوچھا دمین
کیا تو عبداللہ مبارک ہی نہین

جانتا ہی جون پکارا لیکے نام
جب ہے عرفان ہی شاید یہہ غلام

جب کریگا سند گیسو [illegible]
دوست کو پرسوز یک پہنچا پیام

اور بھی کہد سے اسے تو ای کریم
خنجر غم سے ہوا ہی دل دو نیم

نام میرا خلق مین بھی ایکبار
کر دیا دیوانہ اور نا ہوشیار

دوستی رکھتا ہون کہنا کیا تجھے
اسقدر خوار مین ڈالا تو نے مجھے

سات طبق آسمان کو طوق کر
تو مرے گردن مین ڈالے سربسر

بھی تجھکو تو نگا تیری میں دوستی
عشق تیرا نا کرون کم یک رتی

دوستی تیری نجاوونگا بسر
لحظہ لحظہ بلکہ ہوا فزودہ تر

کہ تھے عبداللہ مبارک حق پسند
چرخ پر ہی جنکی عزت کا کمند

یک غلام پاک جوہر پر قدر
تھا کھڑا عاجز در زندان پر

جب گئے نزدیک سو شیخ حق پذیر
پایا یک کالا غلام از بس حقیر

گلمین طوق آہنی زنجیر پا
دونو آنکھون سے رہا آنسو بہا

شیخ کو سنتے ہی آیا بس عجب
شخص یہہ جانا مجھے ہی کس سبب

پھر کہا وہ پاکدل عالی قدر
ای کہ عبداللہ صبا ہان وقت فجر

کہ سیاه تیرا غلام درد مند
اگمین جلتا ہی نت مثل سپند

خاندان سے کر دیا تجھکو جدا
درد اور غم مین رکھا ہی مبتلا

طوق گلمین پاؤن مین زنجیر ڈال
بند فرمایا اسیرون کے مثال

نین مجھے اس رنج سے کچھ دلمین غم
ہی تری درگاه عزت کی قسم

بھی مین سیاتون کو کر زنجیر تو
قہر سے باندھیگا میرے پاؤن کو

تو کریگا مجھ پہ جون جون غم زیاد
دل مرا تجھ سے رہیگا شاد شاد

وہ ادھر کہکر یہہ پیام اتنا گیا
یہہ ادھر حیران رہے صبح و مسا

ای فلان یون مرد مین جو استوار
گر محبت اسطرح تو اختیار

سخت ہی یہ راہ مین ہی سرسری
دیکھہ تو مردان حقکی صابری

ہی اسیکی دوستی سبکو روا
دوستی مین رنج سہنا ہی بھلا

جسکو ناہو استعداد ہمت بلند
لاف زن ہی وه رکیک ناپسند

دوستون پر وه خداوند جہان
ہی ہمیشہ رنج اور محنت رسان

دوست تجھکو چاہئے تو صبر کر
خون دل سے چاب کھا لخت جگر

گر پڑے سر پر ترے اک کوہ غم
استقامت سے گذاره جون علم

چھوڑ دے آسودگی اور عیش و ناز
زہد اور تقوی مین رہ با صد نیاز

دوستی کسیکی نہ رکھہ تو زینہار
نفس کی خواہش سے ہو پرہیزگار

یک بیک جب یار رسا ہووے تو
لطف سے حق کی بشارت پاوے تو

باب ہشتم در عشق و محبت

حکایت عبدالله طاهر بادشاه

خامۂ راوی کہن خواہان شتاب
ریش کاغذ کو دیا کالا خضاب

کہ تھے عبدالله طاهر بادشاه
داد پرور رعیت صاحب تخت و کلاه

ماه کے مانند تھے روشن جمال
ہی نمونہ جنکی ابرو کا ہلال

حسنکی انکے نتھا حد و شمار
خوبرویان جنکے غمزیکے شکار

الغرض کین دیکھی انکو کوئی زن
ہو گئی مفتون دل فرہاد فن

شل سیماب آپ تھی نت بیقرار
برق کے مانند تڑپے دل فگار

روز اور شب تھی طلب مین یار کے
شل بلبل اس گل رخسار کے

وه کہان ہی بادشاه نامور
یہ کہان بیچاره زن دریوزه گر

نین ملی فرصت جو دیکھے یکہ تنہا
رنج و غم مین تھی گئی ہون مبتلا

بعد کئی یک روز کے یکوقت پر
باہر آئے وه شہ عالی قدر

خادمان کے ساتھہ با عزم شکار
گئی طرف صحرا کے جون فصل بہار

یہ زن بیچاره عاشق وصل جو
چلدی وین خادمان کے ساتھہ ہو

شہ شکارستان مین کر اپنا گذر
قید کرنے صید کے تئین ہر کدھر

گئی نکل سب خادمان اور چاکران
تھے اکیلے آپ شاه کامران

بس غنیمت جان وه زن ایکبار
گر شتابی آئی جون گل پاس خار

برق سی کر کے زبان شعلہ فشان
بیقراری سب کئی اپنی بیان

عشق کی خنجر سے ہون دل فگار
سو سنا غم وصل کی رکھہ انتظار

سوز دل سے یون کئی ختم کلام
اب تو بھی تکھہ وصل سے کر شاد کام

حسن کے اقلیم کے فرمان روا
بادشاه عادل بس پارسا

اسکو بولے ای زن اب عذر رکھہ
دلکو اپنے اس ہوس سے دور رکھہ

نفس کی خواہش سے ہو نین دور تر
کام یہ مجھہ سے نہوگا تا حشر

بس کہی زن ای امیر چشم چراغ
دل مرا تجھہ عشق سے ہی داغ داغ

وصل میرا اگر نچاہے دل ترا
لطف سے تکھہ تین تو دے بھلا

بعد ازان فرمائے شاه محترم
لے مرے سے اس مال دس سو درم

مین قبولے زن سو عبدالله نے
بادشاه خلق حق آگاه نے

کچھہ کئے افزود اسے سیم و زر
بس قبول لی عشق سے وه بیخبر

گئی نکل وه تئین تو سے بیچ دے
یکہزار و پانصد دینار لے

پھر تو عبدالله گھوڑے سے اتر
عاجزی سے سر رکھے سجدے اندر

خاک پر سر کو ملے با صد نیاز
بس کہے ای عاجزون کے کارساز

تو نگہبان زمین و آسمان
تجھہ مدد سے ہی قوی ہر ناتوان

وه جوان جون نیم روزان آفتاب
جوش شہوت تن جون دریائے آب

تو گنہگارون کا ہی آمرزگار
کچھہ بشارت دے مجھے ای کردگار

التجا کرتے ہی شاه دادگر
یون دیا ہاتف بشارت کی خبر

توہی عبدالله طاهر پاکباز
لطف سے تجھکو کیا یون سرفراز

تھا انتہا سو سب تیرا جرم و خطا
بخش کر تجھکو دیا شان علا

دوستو مین ہی مرے تیرا شمار
بھی مرا رحمت ہی تیری پر نثار

جو رکھے کر نفس سرکش کو خراب
فیض لاریبی سے ہووے کامیاب

نسخہ داد
روغن زرد دس تولہ
رال دیسی تولہ
مردار سنگ چھ ماشہ
پارہ چھ ماشہ
ایلوا ... چھ ماشہ
رس کافور چھ ماشہ
کتھا دو تولہ ...
کوٹکر سفوف کرکے ... تولہ
روغن میں ملاکر ...
... خوب ... بعد
دیکھنا ... پانی سے
دھوئی پھر ملا ...

حکایت

نقل کرتے ہیں کہ یوسف حسین
شاہ باز اوج نور ذات میں

تھے نہایت خوب و صاحب جمال
فتنہ انگیز مصر یوسف مثال

بھی عزیز مصر کو دختر تھی ایک
برج حسن و ناز کی اختر تھی ایک

دلبر جادو ادا سرو قدم
تھی تبسم میں سدا وہ صبح دم

سر سے پا تک سرو مانند دلفریب
زلف جوں سنبل ذقن مانند سیب

جب کرے ناز و ادا کی یک نظر
تیر سی جاتی تھی سینے سے گذر

زلف اُسکا دام تھا خورشید گیر
زاہداں ہر طرح تھے اسکے اسیر

شہد لب جب کرے شکر فشاں
نیشکر باندھے گرہ ہو تنگ جان

ایکدن وہ دختر شیریں دہن
دیکھ کر یوسف کو لیکن فرہاد فن

عشق کی دریا کی ہو کشتی سوار
جاری کر دو آب جیحوں تن نگار

نیم بسمل سی تڑپتی خاک پر
ہو گئی غلطان جگر سے آہ کر

فاش نا کر کے کسی سے اپنا حال
خون دل ہو تو نہاں غنچہ مثال

یاد کر گل برگ سا روئے حبیب
نالہ کش تھی لیکن مثل عندلیب

جب لگے گی روز ہجر تیں گذر
میں نا کچھ صبر کا دلمیں اثر

ایک شب وہ مہ جبین عالم فروز
عشق کے شعلے کا نا سہہ سکے سوز

راز میں ظاہر ہوئے جوں ایکبار
جا رہی یوسف کے گھر میں بیقرار

بسکہ تھے یوسف تجلا وہ شعلہ نور
کسطرح پیدا ہوا ہے اسکو سرور

دختر جادو دہن شیریں زبان
عشق کا اپنے کئی سارا بیان

عاشقی کا تو کئی تھی نوش جام
کھو دئی تھی اپنی سدھ بدھ کو تمام

آئی تھی ہو وصل کی امیدوار
ننگ اور ناموس کو تجکر ایکبار

بعد اسکے یوسف عالی گہر
قہر رب العالمین سے خوف کر

چھوڑ کر محبوب عیسیٰ دلفریب
پاکبازوں کو ہو جس سے شکیب

کانپ گئی باہر نکل مانند بید
نفس کے نا دام میں گر مثل صید

چھپ گئے گوشے میں جا کر بیگمان
جسطرح خورشید ہوتا ہے نہاں

تب تمامی جا گئے تھے باصفا
وقت صبح یک بیک ظاہر ہوا

سر رکھے زانو پر وہ مثل شاخ
خواب میں دیکھے ایک تھی جا فراخ

تخت ہے اُس جائے پر یکسر گہر
اُس پر ایک شخص ہی عالی قدر

باندھ حلقہ سبز پوشاں یکطرف
دست بستہ ہو کھڑے تھے صف بصف

بس ہے یوسف قدم رکھ منتظر
ایک سے پوچھے کہ دے مجھکو خبر

کون ہے اس تخت پر جوں آفتاب
بلکہ ہیں خورشید میں یہ نور و تاب

اور تم ہو کون سارے سبز پوش
صاف تر کہئے مجھے مت ہو خموش

وے کہے ہم ہیں تمامی دوستان
حکم حق سے آئے ہیں از آسمان

تخت پر یوسف پیمبر ہیں جہان
مصر میں ہے جسکی شاہی کا مکان

واسطے دیدار یوسف بن حسین
محض آیا ہے خلیل اللہ کا عین

دلمیں ہوئے یوسف پرہیزگار
میں جو ایسا کون ہوں پر افتخار

جو نبی میری زیارت کے دل
اشتیاق دل سے آئے ہیں نکل

فکر و اندیشے میں یوں تھے تلک
رو برو تخت ہو گئی یکبیک

تخت سے یوسف پیمبر نیکنام
نیچے آئے جلد تر راہ تمام

حرمت و تعظیم سے ہو ہمکنار
تخت پر لیجا بٹھائے نامدار

پس کئے عرض انہوں نے یوسف بن حسین
ای نبی اللہ خلیل اللہ کے عین

میں غریب و بے نوا کیا چیز ہوں
لطف فرماتے ہو اتنا مجھپے کیوں

یوسف مصری کہے تجھ پاس جب
آئی تھی وہ دختر پُرطرب

تو خدا کے قہر کو تب یاد کر
میں کہاں پاؤں گنہ کے تخت پر

حق تعالیٰ پر اسکو سونپ تو
ہوگیا دور اس پری کے روبرو

حق کہا تب کہ دیکھا ہی یوسف تجھا
ہمت اس یوسف کی از رشد و وفا

تو ہی ہے وہ یوسف جہاں نامدار
بھاگ لیتا تھا زلیخا سے کنار

یہہ ہی ہے وہ یوسف نقابت و سنگا
بھاگ کر زن سے کیا میری پناہ

اسکو سونپا ہے مجھ پر سر بسر
تا رکھوں اسپر حفاظت کی نظر

راوی آگاہ اسرار کہن
رازدان عارف رموز سخن

کہتے تھے مردانہ زن کوئی عشق فن
شہر کے اطراف مین رکھتی وطن

غرق بحر عشق مین سر تا قدم
گوہر افشان آنکھ جون ابر کرم

عشق کی دولت سے ہو کر سر فراز
ماسوا اللہ سے رکھی تھی دلکو باز

دھو دئی تھی راحت دنیا سے دست
راتکو نا خواب تھا دنکو نشست

حال سے کچھ اپنے نہ تھی اسکو خبر
گھونسلے باندھے تھے سر پر جانور

آب باران لطف سے کر مہر و بار
تن سے اسکے دھو گئے تھے گرد و غبار

تابش خورشید مین تھی جاودان
سر پہ نہین تھا ابر بن کوئی سائبان

دام و دد اور درندے باندھ صف
گھیر کر اسکو کھڑے تھے چو طرف

دیکھنے خورشید ذاتی بے بدل
جھک رہے تھی کھول چشمان جون کنول

اسکا دل پرواز روحانی میان
گوش اسکے تھے با اسرار نہان

گر گرین افلاک سر پر ٹوٹ کر
ناہو اسکو خبر یکبال بھر

عاشقونکا اسطرح ہے ہی طریق
ہین شہود یار مین نس دن غریق

نوش کرتے ہین ہمیشہ جام غم
مست ہو رہتے ہین نت درد و الم

ہمت مردون سے نہین آگاہ تو
گہ سلوک حق سے ہی گمراہ تو

یون کیا شمع قلم کاغذ فروز
جس سے افروزن ہو ہنگامے دلکو سوز

بیشہ مردی سے شیرون کے مثال
نشہ اسرار سے سرمست حال

نقد ہستی کو وہ اپنے کر فنا
ہستی باقی سے پائی تھی بقا

ہمت اسکی عقل کی اوصاف سے
بلکہ دور اوصاف کی اطراف سے

تیس برس تھی کھڑی جنگل مین سخت
نہین ہلی جا سے مانند درخت

نیک اور بد سے وہ فارغ بال تھی
پاؤن مین سایون کے ہو خلخال تھی

زلف کو اسکے کرے کنگھی نسیم
سوز دل بن کوئی نتھا اسکا ندیم

چھوڑ کر یکبارگی آب و طعام
جون ملک کھاتی نہین ہین صبح و شام

نوش کر گئی تھی وہ زن جام الست
عشق کی نشہ سے تھی سرشار و مست

کر خودی اپنی سراسر سب عدم
مستغرق عشق تھی سر تا قدم

نا اسے پروا جان نا تن سے کام
محو عشق دوست تھی ہر صبح و شام

زن نکہ اس غیرت پر جاہ کو
خوب ہی سو مرد سے وہ نیک خو

کر فنا اپنے کو ہو گئی محو دوست
جو نکہ ہین بادام و ہو یک مغز و پوست

جب ہوئے روشن چراغ روی یار
جا بجا پڑتے ہین پروانے کے سار

گو شکر مجھ سے بیان جان فروز
مرد ہو مانند مردان درد و سوز

حکایت بادشاہ زادہ

ایک تھا کوئی بادشاہ نام ور
ایک فرزند اسکو تھا رشک حیدر

حلقہ زلفین چشمۂ حیات
شکر افشان اسکے لب مثل نبات

بدر سیما مہر درخشان کی مثال
رشک ابرو سے خمیدہ تھا ہلال

سرو جسم قامت سے تھے قمری مثال
تھا کمر الطوق ارادت گلمن ڈال

از قضا طفلی مین وہ بدر منیر
تھا معلم پاس ہو کر درس گیر

بھی پسر یک نعلبند کا علم جو
شاہزادے کا رہا ہم درس ہو

دیکھکر اس شمع سا روشن جمال
جل گیا وہ اسپر پروانے مثال

جب نظر مین آوے نا وہ آفتاب
خاک پر غلطان رہے جون موج آب

ایکدن اس بادشاہ کا کوئی وزیر
آگے پہنچا از قضا مکتب کے ڈھیر

سنبھ منور نیم روزان آفتاب
نرگس شاداب مست نیم خواب

گر پڑے دریا مین اس گلرو کا تاب
آب سوز ہجر ہو جاوے گلاب

لخت دلمین جسکے غمزیکا اثر
جسطرح تیر ہدف ہی سر بسر

وصف اسکی زلف کی جیسی دراز
ثانی یوسف ہی و حسن و ناز

لوح سیمین پر لکھا کر حرف زر
علم خوانی مین رہا شام و سحر

اتفاقاً نعلبند کا وہ پسر
ہو گیا مفتون شاہزادے اوپر

عاشق صادق ہوا سر تا قدم
نا رہے معشوق سے دور ایکدم

نا رکھے القصہ یکساعت شکیب
جب تک دیکھے روے یار دلفریب

دیکھکر اس نعلبند کے طفل کو
اسکو بولا کون ہی ای طفل تو

وہ کہا مین نعلبند کا ہون پسر
نعلبند بچر کے طفل کو
وہ معلم خوف کھا دلمین کیا
جب ہوا محروم دیدار سے
اشکباری بن نہین تھا اسکو کام
نین ہوا پھر اتفاق آنے کتین
سوز دلکو اسکے کرنے سے رقم
جسم لاغر ہوگیا جون زلف یار
کرتا پرواز آب گل کا تو رقید
بعد ازان ہوئی شاہزادیکو خبر
ایک خادم کو کہا جا جلد تو
یار کے خادم کو عاشق نے پچھان
عاشقی مین ہو سکے ثابت قدم
بادشاہزادہ سنا جب یہ پیام
بھیجا عاشق پیا دور پر
عاشقی مین تجھکو ہمت ہی ضرور
یون سنا مے چھوری پلیر قنار
وہ جہان کر سیر پوش یک زلف کا
ہاتھ مین اسکے طبق دے یون کہا
عشق کے شعلے سے پر احراق مین
پھول دیکھا شاہزادہ جب طبق
عاشقانکو نہین کچھ پروا جان
یون ہی کا اب تلک دل سرخ ہو
گر ہو تو صدق دلسے جانفشان

علم خوانی مین بندھا ہو نین مگر
شاہزادیکا کیا ہم درس تو
عاشق بیدل کو مکتب سے جدا
دل جلایا آہ آتش بار سے
دل جلاتا آہ سے تھا صبح و شام
درس جانان سے مل جانے کتین
غم سے رو رو اشک ریزان ہی قلم
تیر قامت خم گئی ابرو کے سار
گر نہ کھتا مرغ جان دام امید
کہ ہوا بیمار عاشق سخت تر
نعل بند کے دیکھا فرزند کو
بولا تھا ای خادم مقبول جان
جان بلب ہون آب بشل صبحدم
پس کہا پھر جلد جا تو ای غلام
بولا اس خادم کو تنکہ تو بھار جا
ورنہ ہوگا عشق کی دولت سے دور
بیت کو جدا کیا نے جون انار
باندھ ڈوری سے پھر اسیر کیا
یہ ہدیہ خاوند کو تحفہ لیجا
سرخرو ہو کر رہا عشاق مین
آہ گر وہ بھی ہو اوین جان بحق
اسطرح معشوق پہ مین جانفشان
ہمت مردانگوست نامرد ہو
کان بچا لیجا نگا آخر یہ جہان
پس تجھے افضل ہے ای دانا کا

پس وزیر شاہ اس ملان کتین
بادشہ کو یہ اگر پہنچے خبر
تلملاتا وہ غریق عشق یار
بیقراری سے رہا سیماب ہو
یاد کرتا شمع رو کو دل ربا
خواب و خور سب چھوڑ کر یکبارگی
عاقبت رو رو ہوا رنجور تن
گر ہوئی اسکو نصیب وصال
درد اسکا کوی نہین جانا حکیم
یاد کر ہمدرس تھا سو چند روز
کیا سبب بیماری دریافت کر
بولے جانان کو میرا یک پیام
دل ربا تو ہی ربا ہون تجھکو دل
بولا یون ہی پس عاشق رنجور سے
پس کہا ای دل اگر عاشق ہے تو
یار کی خواہش کا تھا تو منتظر
پس نکالا دلکو اپنے کاٹ کر
زخم کو لپٹے چھپا لے جلد تر
کر روانہ خادم جانان کتین
جان شیرین کو فدا کر یار پر
ملا عاشق سے جا معشوق پاس
یون کہا ہمت تجھے ای مرد دل
نین ہوا لک تو ابھی ہو نذر خاک
ایکدن بیچارگی سے تلملا
یار پر ہونا اسکے جان نثار

یون کہا غصے سے تجھکو عقل نین
نا رکھیگا کہہ تری عز و قدر
باہر آیا اشک ریزان یار نام
تلملاتا ماہی بے آب ہو
مثل پروانے کے جلتا تھا سدا
عیش و راحت کو دیا آوارگی
عشق شیرین سے ہوا جون کوہکن
بہہ کے جاتا اشک سے تنکا نشان
کہ اٹھا وہ وصل جانانکا سقیم
دلمین اپنے ہوگیا پردرد و سوز
اور اب کرنا ہی سو لکھا خبر
ای صف خوبان عالم کے امام
عاشق بیدل ہون تیرا تجھ دل
گر دیا ہی دل تجھے تو بھیج دے
خواہش معشوق میری
جانفشانی کر دے بیعذر
ایک طبق لیا رکھا اسکے اندر
پس ملا خادم لیتن آوہ ز کر
سرور ہا خود با فراغت جلد مین
ہوگیا رخصت سبھی کے ہمرو
جھاڑ کر دامن سے یہ آلودہ خاک
مثل خر کے لوٹتا جب یکل
جان نثار یار ہوا جان ہلاک
تن قفس سے مرغ جان ہوگا جدا

حکایت بادشاہ پسر

راوی اسرار شیرین روزگار
اسطرح لایا روایت استوار

تھا کہیں اک ملک میں کوئی بادشاہ
ایک فرزند اسکو تھا با عز و جاہ

دلربا جادو ادا شیرین مقال
حسن کے عالم میں بے مثل و مثال

دیکھ اسکو ایک فقیر بے نوا
عشق میں اسکے کیا دل مبتلا

زلف کے جو دام میں اسکے اسیر
سوزش دل سے لگا کرنے نفیر

پیرہن کر چاک تن پر گل مثال
ہوگیا بلبل طرح شوریدہ حال

یہہ کہانی شاہزادہ بخت گیر
یہہ کہانی بیچارہ عاجز فقیر

ہجر جانان سے پرا محروم و دور
اتفاق وصل نہین پایا ظہور

عاشق بیدل فراق یار میں
تھا طپان سیماب سا انگار میں

روز و شب ہو بیخود و بیخفت و خواب
مست جان تھا عشق کی پیکر شراب

ایکدن اس دلفگاران گدا
اسکو بولے ای فقیر بے نوا

وہ تو ہی عالیمرتب شاہزاد
پس میسر کیون ہو تیری مراد

یہہ بیان عام ہی تیرا تمام
آہ ہوویگا ہر طرح تو شادکام

کیون کیا ہی اس ہوس کو اختیار
جان ہی تنگ ہی قید مین ہو خوار زار

عاشق صادق ہے صاحب سخن
ہوگیا تازہ وہین عشق کہن

پس کہا ای دوستان ارجمند
یون نصیحت مت کرو تم ناپسند

عاشقوں میں ہی صحبت کا اثر
بلکہ خود ہوتا ہی عشق افزود تر

عشق اسکا ہی مرے قالب مین جان
دور کیون ہو جان تن سے ایک آن

دشمنان عشق مین ہین سدا شمشیر زن
خوبرویان دوستان کش بے سخن

وہ کہا مت یار رکھ تن جان
دوستی کی شرطمین ہی انقلان

جسکو ہی جانان سے اپنا جان عزیز
ہی بت وہ عشق سے خود بی تمیز

جب کہا دوست کا روشن لقا
شرط ہی یاری کی جان کرنا فدا

الغرض فرقت مین گئی کئی دن گذر
بعدازان ہوئی شاہزادیکو خبر

کہ فقیر یک بی نوا بی ترس و بیم
آستانے پر ہمیشہ ہی مقیم

چشم اسکے اشکریزان مین مدام
مبتلا و درد و غم سے صبح و شام

مست و دیوانہ ہی ناموس و ننگ
ناکسی سے صلح کرتا ہی نہ جنگ

شاہزادیکو یقین آیا مگر
کہ گدا عاشق ہی او اپنا مگر

پس نگار مرکب ہوا اسپر سوار
جارہا اس پاس جلدی برق سار

حال پر عاشق کے ہوکر مہربان
لعل سے لب کے ہوا یون درفشان

کون ہی تو کیا ترا ہی نام بول
کیا سبب تھا یہان ہے راز کھول

لطف سے ہر چند وہ عاشق نواز
حال پوچھا شاہزادہ سرفراز

تھا گدا لیکن قدم سے تا بہ فرق
دلربا کے عشق کی دریا مین غرق

درس جانان کیا جب نظر
ہوگیا تصویر سا بس بے خبر

نین نہ کچھ اسمین تاب دم زنی
کھول چک نرگس نہ تھا درسنی

یار سے نین کر سکا لب کھول بات
بے سخن تکتا تھا خاموشی کے سات

حفظ ہو عاشق کو گر قرآن تمام
وصل مین نا یاد آوے والسلام

بعدازان اوشاہ ملک حسن و ناز
اسکو بولا ای فقیر پاکباز

کیون تو میرے سے نہین کرتا کلام
مین بھی حلقے سے تمہارے ہون غلام

بلکہ رو سنونگا ہون حلقہ بگوش
با اگر پرسے تو مت ہو خموش

پس کہا ہی عاشق دلسوز نے
عشق کی مکتب کے درس آموز نے

ہی عجب یہہ کہ رہی تو در حضور
مین مری ہستی سے نا ہو جاؤن دور

بول اتنا سوز دل سے آہ مار
کر دیا جانان اوپر جان کو نثار

جان فدا کرنا نہین ہے یہہ عجب
عاشقونکا ہی یہی دستور سب

لیک تو ہی کور دل ای بیخبر
عشق کا نہین ہی ترے دل مین اثر

عاشقی مین جب رکھیگا تو قدم
جان نثاریکو نہ کچھ کچھ داغ غم

درس جانان سے جب ہوا کامران
نا رہے یکمو تجھے پرواے جان

پس قدم رکھ تو طلب مین یار کے
روز و شب یاد مین دلدار کے

یون ہی گا کب تلک غافل مزاج
دیکھ لے جانان کتیں فرصت آج

ورنہ بیحاصل عمر کر سب تلف
جاویگا ہو کر رو سیاہ بے شرف

در سخن جانان نہ باور آج جن
ہی وہی اعمی البصر محشر کے دن

ہو مثال پروانہ خود دشمنی کے ہاتھ
ایکھو دن افتاب پارسات

حکایت کنیز پادشاہی

شاہ کو بعد از تھی یک کنیز
پا بصورت نیک سیرت با تمیز

ماہ رو خورشید یا بان جمال
شہد لب نوشین دہن شکر مقال

نغمہ سازی میں تو تھی خوش لحان
ادے زہرہ مست ہو چھو آسمان

راگ سے جب کھینچتی ہو نفیر
جانور بی دام ہو جاتے اسیر

بھی غلام یک تھا گو یوسف مثال
دلربا عاشقان جادو خیال

اتفاقاً دونو ہو گئے مبتلا
ایک یک کا دیکھ کر روئے لقا

بیچہ ہوا اسیر فتنا شام و سحر
وہ ہے معشوق ... سر

عاشق جان ہوئے دونو ہم
دور نا ہو کوئی آن ایک دم

تھے کئی دن اسطرح دونو شاد
دولت ... صحبت

جرح ... دیکھا جب یہ اتفاق
بس دیا دونو کو تین رد فراق

اتفاقاً شاہ کو پہنچی خبر
ہو گیا آگاہ پنہانی راز پر

بس لگا ان پر مقرر کی رقیب
تاکہ نا ہو ویں دونو ملے حبیب

ہو گئے ہجرت سے دونو بیقرار
ایک یک کو یاد کرکے زار زار

عاشق ہو گئی صبر و طاقت کنیز
کھو دیا سدھ بدھ غلام با تمیز

بس گیا یکوقت شاہ نامور
بزم عشرت ساحل دریا پر

ساتھ وہ بھی تھی کنیز دلربا
راگ گاتی تھی بدرد و غم بھرا

نغمہ سازی عشق کی آغاز کر
اسطرح باجی طنبورہ ساز کر

آخرای چرخ ستمگر بیوفا
تا بکی مجھ پر کریگا تو جفا

ایکدم کر جاکے پروازی مرے
خواری غم اور رہم سازی مرے

دے مجھے فرصت ملون تا یار سے
بلبل نالان ہونگا رخسار سے

پاس تھی اور یک کنیز دلربا
مثل اسکے خوش لحان جادو نوا

اسکو بولے گرد ہیں سر رقیب
یار سے کیون ہو سکیگی تو قریب

بس کہی جاتی ہون میں وصل یار
دیکھ لے تو خوب تر اب ایکبار

بول کر اتنا کنیز مہ جبین
ہو گئی ماہی طرح دریا نشین

اتفاقاً وہ بھی تھا حاضر غلام
جاگرا دریا میں جون ماہی تمام

یار دیں دونو نے ملا باہم ہو
آتش ہجرت بجھا کر غم ہوئے

کر حمائل ہاتھ دونو گل میان
ڈوب گئے آسودگی سے جل میان

تین کھیے پر ہوا جان دیکر مقت
ڈوب کر پانی میں ... جا ...

چھوٹ گئے دونو دوئی و ہم سے
جا ... ہو گئے خدا کے رحم سے

عاشقی کا اسطرح آئین ہے
تو نہیں جو عشق ہی سر کرتا ہے

عشق کی دریا کا جسکو ہی خیال
ہاتھ دھو یا جان سے اسکی مثال

ہی جسے اندیشہ و ناموس و ننگ
عشق کی دریا کا وہ نہیں نہنگ

بخت دل ہو کر تو ہے ہمت تمام
نام دل تو عشق جانا ہی حرام

گر کہے معشوق نے عاشق کو مر
جان دینا وہیں مگر ناکہ عذر

حکایت بو علی

بو علی شاہ شرف حامی دین
بادشاہ کشور صدق و یقین

نقل کرتے ہیں کہ وہ یکوقت پر
شہر کے حمام میں گئی تھا نو

پاسے یک محبوب دلبر نوجوان
نور افشان جون چراغ آسمان

سرو قد نازک ادا خوش خرام
خوبرویان جان سے جسکے غلام

پاکبازان اسکی زلفون کے اسیر
خاک پا جسکے قدم سے ہو عبیر

سر جھکا بیٹھا ہی یون وہ تمام
مونڈتا ہی سر کو اسکے گی حجام

بھی کھڑا ہی یک فقیر بینوا
اس شہ خوبان پہ ہو کر مبتلا

بال جو پڑتے تھے زمین کٹ کر سر کے
جھیلتا ہی خاک پر گرنے نہ دے

جب ہو چکا وہ لہر حجامت جب تمام
وہ اسیر مبتلائے عشق دام

جب چلا اٹھ کر وہین معشوق نے
وہ بھی اسکے ساتھ تھا محروق سے

لا دیا معشوق کو وہ لیکے ہات
جلد پایش بھی بھی تھا سایہ کے سات

بعد ازان عاشق صادق نے وہین
لا دیا معشوق کے گردن کے تین

پس کترے وہ سائے نکھا کیا
آئینہ بھی آگے جانان کے رکھا

عاشق رنجور ہو کر بے صبر
آہ مارا ایک وہین پر سوز تر

اب کرون تو ہر کیا مین آہ آہ
کہ کیا معشوق نین مجھ پر نگاہ

مین پھر تو ندے اُس پر نظر
دیکھنا مجھکو اگر تو جاے مر

روح جانان مجھ مین بس جان دیا
کر فنا اپنے کتین پایا بقا

مرگ نین وہ حیات جاودان
وہ دیا معشوق کے کہنے پہ جان

جو علی نے اس شہید یار کو
کر دئے اسکو دفن دستور سو

وین کہا عاشق نے اسکو اکیلا
ہی اثر پر جان و دل میر انثار

اسطرح مستور مرکر سر دہر
مہربان ہو لطف کر ای ماہ چہر

بس نیا وین آہ دل سے سوز ناک
آہ کرکے دیا وہ جان پاک

جان فدا ہو تجب کرنہ دیک
عاشق و معشوق مین بھید ایک

گر ہے تو معشوق اس عاشق سے دور
عالم باطن مین وہ تو ایک ہے حضور

پاک ہو نے خاک مین ملجا ابھی
عالم باطن مین تو پاک ہو وے کبھی

بحر آتش مین کرے جب تو شنا

آب لایا دوڑتا جا صاف تر
سر کو دھو یا دلربا کے سر بسر

اور لایا دوڑتی صاف و خشک
بوی گل حسین بھری تھی نافہ مشک

بو علی بھی ساتھ تھے ہو کر دنبال
تا کرین معلوم جو ہوتا ہی حال

بھی گلاب عطر لایا وہ شتاب
عطر پر وردہ کیا چھڑکا گلاب

یون کیا خدمت مگر وہ رشک ماہ
نین کیا تسپر بھی اصلا کچھ نگاہ

اور کہا ای شمع روی شوخ شنگ
عشق سے تیرے جلا مثل پتنگ

لیکن کہا وہ دلربا مہربان
عاشق دل سوز کا کر قصد جان

یہ سخن سن ... کا ایکبار
دلمین عاشق کے چبا جیون گلمین خار

کیا رکھا تھا جان اپنی ہاتھ مین
جو دیا ہی سہل تر کیبات مین

بعد ازان پھر وہ جوان بے مہر
عاشق بیجان پہ کھولا نین نظر

خواب پایک معشوق دیکھا با فراغ
عاشق صادق کو دیکھا داغ داغ

مر کہا تو مر گیا مین بے عذر
مر گئے پر بھی کیا نین تو نظر

سخت دلمین دلربا بے مہر کے
داغ حسرت نب ہوا اسباب ہے

پاکباز ون کا یہی اسلوب ہے
یون ہنین جو عشق وہ نا خوب ہے

آہ جب کرتا ہی عاشق بلا
دلمین وہ معشوق کے لگتا ہی جا

عشق بازونکا ہے اللہ بالا ہی
زندہ جان ہین گرچہ زیر خاک ہی

بحر آتش ہی جو عشق با کمال
تسمین ہو ماہی سمندر کے مثال

کوہر جان سے ہوا آشنا

حکایت

عشق نے اسرار کا ہی آزوان
سوز دل کیون ہو آتش فشان

مسیر کرے انکا ن دکت قت کین
آگے بھیجے یک وہ بیدل سے دین

پس ہے اسکو ز رنگ حق شناس
کیون مسلمان تو نکا ہی تیرا اباس

وہ کہے یہ کیون ای دولت مجھے
تیرگی مین وحشی کسطرح

ہو مسلم عاقل بالغ دین
حسنکے خاتم اپر سیل نگین

دیکھتے سرخ زر رخسار کو
داغ کے لالہ دلمین شگفتہ

اک مسافر کوئی بزرگ با کمال
سیر عالم کا گئے تھے بے مثال

بلے پوچھا رملا سمن نام دار
اہل ایمان مومن پیر گار

وہ کہا ... مون اسلام مین
شکر ایمان سے شیرین کام مین

پس کہا وہ یک جوان دلفروز
یہان رہا تھا کین سے اگرچہ چند روز

قامت اسکی راست تر جون سرو باغ
نور افشان منہ چمکتا جون چراغ

نوش لب نوشین دہن اعجاز دم
مو سے جسکے رشتہ مریم سے کم

نازکی اسکی نگہہ خنجر کی دھار
بدر سیما نازنین عاشق گداز
از قضا وہ دختر جادو ادا
آگ بھڑکی سینۂ بریان مجھار
گم گئی سب ہوش اور وہم و خیال
نین ہو الجھہ حیلہ و فن کارگر
تھا مقرر ایک شخص اُس جا سے
دے اُسے دختر نے کچھہ افزود مال
دختر بیدل نے اس تصویر کو
ہو کے نقش دلربا سے عشق باز
گاہ کرتی آنکھہ سے در کو نثار
جو کوئی جنگل مین ہووے تشنہ آب
الغرض لے گئی بہ سیر یون چند روز
چھپکر دیا فانی کا سرا
ابتدا سے انتہا تک درد و غم
درد و غم کا اُسکے ازبسکہ بیان
عاقبت تصویر پر باندھی نظر
سب کو رکھہ تصویر کے پاؤن پہ سر
ایک شب مین سوز اسکا یاد کر
روح پاک اسکا جدا ہو چھوڑ تن
بیٹھہ کرکے صفحۂ دیوار پر
رہ گئی ہون ترک مین اُس یار کو
ہون خدا کے لطف سے امیدوار
دوست گذرا چھوڑ دنیاے خراب
جب مسلمانکو یہہ پہنچی خبر

ایک عالم جسکے غمزے کا شکار
آفتاب آسمان حسن و ناز
اس جوان کو دیکھہ ہو گئی مبتلا
عشق کی برچھی سے ہو گئی دل فگار
جستجوئی کچھہ نتھی غیر از وصال
سیم و زر تھا پاس اُسکے بیوفور
نقش پردازی مین یکتای عصر
سب کئی ظاہر بیان حسب حال
مصحف دلدار کی تفسیر کو
بولتی اُس سے تھی اپنے دل کا راز
خاک سے افشان کرکے جون الغراز
کب ہوئی سیر اسکو از موج سراب
فرقت جانان مین با صد درد و سوز
رحمت حق ساتھہ وہ وصل گیا
جو گئے ہین لوگ دنیا مین الم
نین مرے خامے کے تین تاب زبان
مرہم اپنے درد دل کا جان کر
اشک ریزان تلملاتی تا سحر
صبح ہوتے ہی گیا مین اسکے در
پہلو کے جانان کیا اپنا وطن
خون دل سے یون لکھی تھی بسر
پائی ہون دین صفا دلدار کو
کہ رہون جنت مین جاکر ایکبار
مین بھی آگے تیشہ سے گئی ہون شتاب
شاد ہوکر دوڑ آتی بسر

دختر ترسا تھی یک نوجوان
بہت سا تھا اُسکے تین مال و منال
کھوئی یکبار وہ صبر و شکیب
نا قرار اُسکو نہ شب کو کچھہ بھی خواب
حیلہ انگیزی سے کی تدبیر او
عاقبت دختر رہی مانند زار
بے تفاوت نقش ہر ایک چیز کا
پس وہین نقاش نقش دلربا
رکھہ ادب سے مسند سنجاب پر
گاہ سر کو اُسکے قدمون پر ملے
گہ رکھے لب اسکے لب پر سیم بر
شکر ناب اسکو کب ہو سود مند
چرخ جان فرسا یس اُسکا بعد ازان
دختر بیدل نے بس فریاد سے
اُسکے بحر غم مین جون قطرہ ہی آب
جان و دل کو آتش غم سے جلائی
ہر سر مو کون زبان گویا بنا
عشقکا اُسکے بجا ہر جا طبل
دختر ترسا کو دیکھا ایکبار
پاؤن پر تصویر کے رکھہ سر جھکا
ای دل اب تو شاد و خورم رہ سدا
مذہب ترسا سے مجھکو کام نیز
ہاتھہ دامن سے نہ چھوڑون یار کے
پس ملے اطراف کے سب خاص و عام
سوز دل سے آہ کئے اور درد و غم

مہر پیکر ماہ رو آرام جان
مال سے افزود رکھتی تھی کمال
دیکھہ اسکی نرگس جادو فریب
ریش دل اور چشم سے ریزان خونناب
وار ڈالی اسپہ زر اور سیم کو
ہوئی پریشان دل مثال زلف یار
لے قلم جسطرح چاہے کھینچتا
کھینچ کر تصویر یک اسکو دیا
بلکہ اپنے دیدۂ بیخواب پر
اشتیاق دل سے گہ لاگے گلے
شہد کے چشمے سے کھاوے گہ شکر
چاہے جو کوئی شربت شیرین و قند
لوح ہستی سے دیا جھل حرف جان
ماتمی ہوئی چرخ کے بیداد سے
ماتم جگر فرسا وہ جون آفتاب
مال و زر تھا سو فقیر انکو لٹائی
روز سارا یاد کرتی تھی ثنا
درد و غم اسکا سنے عالم اسکل
یار پر اپنے ہوئی ہی جان نثار
مردہ بے جان ہو گئی تلملا
ہجر کی تلخی سے بے غم رہ سدا
دین میرا اب بجز اسلام نین
ہو رہون صحبت مین اس دلدار کے
دیکھے ان ابیات کا مضمون تمام
باغ ماتم کو دئے آنکھون سے نم

قبر اسکی تربت دلدار پاس | کھود کر مدفون کیے سب اہل یاس | روز دیگر بھی جو سن کر لوگ سب | دیکھنے ابیات اسکے آئے تب
اسکی ابیات وہان آئی نظر | تھے لکھے خون جگر سے سر بسر | کہ عجب ہے یہہ سفر فرخندہ فال | جسمین دلبر کا ہوا حاصل وصال
حق تعالی نے کیا مجھہ پر کرم | دہو دیا میرے گناہان یکقلم | فیض سے اپنے کیا رحمت نصیب | یار کو پائی خدا کو بھی قریب
آج مجھکو ہی میسر ہے زوال | عشرت جاوید جانانکا وصال | جب پڑے مضمون یہہ لوگان تمام | کر تعجب پائے حیرت کا مقام
الغرض دلمین مرا اسبات سے | نور یک پیدا ہوا خوش ندا سے | اسطرح پر ہوگیا مجھکو یقین | ہی بجا بر حق مسلمانونکا دین
نور ایمان جب کیا دلمین گذر | بھی گیا اکبار ظلمات کفر | بس ہوا اب دین سے بیزار مین | دین بر حق پر کیا اقرار مین
عاشقون کو دیکھکر انکا فغان | لائے ہین ایمان خدا پر بیگمان | تو مسلمان سن کے یہہ احوال سب | نہین ہوا شور یہہ دل سوز عجب
دیکھیے جانانکا جان دیتے حال | اب نہین دیکھا تو یہہ دنیا محال | پائی مردی کر قدم رکھہ راہ پر | کیون پڑا ہی اسطرح سے مست تو
عاشقونکی دیکھہ ہمت کھولکر | پردہ غفلت مین ہو گا کب تلک | بیخبر ہو یار کی دیدار مین | مست ہو جا عشق کی اسرار مین
گر گیا ہے سر ترا کوئی کاٹ کر | تو اٹھا مت روی جانان سے نظر | یار بن جسکو ہے دوجا خیال | بوالہوس ہے عشق اسکو ہی خیال

حکایت بادشاہزادہ

ایک تھا شہزادہ جون مہر منیر | ہوگیا کوئی بے نوا اسکا اسیر | شاہزادہ جب ہے مرکب سوار | بھار آئے دلمین کچھہ عزم شکار
پیر مفلس مبتلا اس وقت پر | دیکھہ کر جانان کو ہوتا بیخبر | جوش کر یکبار دلمین سوز درد | گم کرے اپنے ہوش بدھ سے فرد
عاقبت عاجز رہا مجبور ہو | تاب اور طاقت سے لسند دور ہو | گل گیا تن آپ سے جیسا نمک | آرہا تھا جان اسکا حلق تک
رہ گیا کوچے مین تنہا ایکبار | روز و شب تھا زار بی صبر و قرار | بعد ازان او شاہزادہ سرفراز | سیر کو باہر گیا باحسن و ناز
عاشق بیدل نہ آیا روبرو | شاہزادہ دلمین بولا آپکو | کیا ہوا عاشق گیا ہی وہ کدہر | کہ مجھے آتا نہین ہے وہ نظر
پس دیا ہے شاہزادہ جوش تھا | ڈہونڈھتا عاشق کیے وہ جا بجا | جب فقیر بے نوا محبوب کو | پھر نظر دیکھا وہ خوش اسباب کو
اسی جان افروز پر تھی نگاہ | گرم تر دل کیا یکہ سرد آہ | آہ سے آتش تری باہر نکل | دین سنا کے تن کیے سب گل
عاشق شیدا جمال یار پر | جون گل نرگس کہا تھا او نظر | ہوش و گوش اپنی کیا تھا کم تمام | مست بیخود ہوش کر جیسے تھا جام
دلمین اسکے جو تھا وہ سوزناک | اس سے جل کرے لگی تنکو آگ | تھی نظر عاشق کی روئے یار پر | سوز تن سے نہی اسکو خبر
دور کر شاہزادہ نے شعلہ | جارہا اس پاس مثل آفتاب | دیکھتا کیا ہی کہ وہ شیدا پاک | سوز دل سے جل ہوا ہی مثل آگ
کر تعجب شاہزادہ باوفا | آپ بھی یک آہ کر دین جان دیا | منزل خاکی سے ہر دو دور ہو | مل رہے یکجا ہے پر مستور ہو
منت ہے دونو پہ لطف کردگار | دوست پر یون دوست ہو جاوے نثار | ہمت دل اسقدر تجھکو کہان | مفت کھو دیگا تو اپنا نقد جان
رائگان مت کھو تو یہہ جان عزیز | کر نثار یار تا ہو جاے چیز | کب تلک بی ہمتی اور کاہلی | لے کے ہمت چھوڑ دے سب کاہلی
ہمت عالی سے مین کوئی چیز و | صاحب ہمت ہی سب کے پر قدر | عاشقان ہمت کیے جب اختیار | بار غم سے مینی ملے جون [illegible]

حکایت مرغ ہوائی

لایا راوی برمحل اس گفتگو ۔ تھے سلیمان کے عصر مین مرغ دو
جسم و قوت مین تھے از بس حقیر ۔ لیک ہمت دلین انکے تھی کثیر
مرغ عاشق ایک دن معشوق سے ۔ یون لگا کہنے محبت سے اُسے
گرچہ مجھ پر ہی تیرے سے نت جفا ۔ لیک جان ہی تک ہون تجھسے حفا
عشق مین ثابت ہون تیرے استوار ۔ پر نہین کرے اگر کچھ تیرا پیار
اور دیوون بھیک دریا مین لجا ۔ یا اُسے یک طمن کر دیون ہوا
باد اس تقریر کو یک آن مین ۔ جا سلیمان کے سنایا کان مین
کیا ترا اندازہ ای مرغ حقیر ۔ جو ترے بل سے ہلے کوہ کبیر
پس کہا او مرغ عاشق پرہم ۔ ای شہ عالی رسول محترم
لیک ہی ہمت مرے دلین بلند ۔ کوہ کیا بل چرخ پر ڈالون کمند
عشق کا ہی زور مجھ بازو مین اب ۔ کوہ اٹھہ جانا مرے پے نین عجب
جب تلک گوہر رہا اندر صدف ۔ نین اسے ہرگز جہا نین ہی شرف
غافلی تیری صدف ہی ای فلان ۔ تو ہی آمین مثل گوہر کے نہان
منزل ہمت مین دھر اپنا قدم ۔ راہ مین مولا کے ہمیشہ تو مار دم
کب تلک بی ہمتی ای بیخبر ۔ بی خبر ہو کر نہ دنیا سے گذر
گر رہی تو اس طرح سے بے ہمسم ۔ دین اور دنیا مین تو ہی کالعدم
جھاڑ دل سے گرد دنیا کی نی

ایک تھا عاشق نپٹ شوریدہ حال ۔ دوسرا معشوق با حسن و جمال
کوہ و صحرا مین مثال کوہ کن ۔ عاشق و معشوق رکھتے تھے وطن
ای مری محبوب تیرے عشق مین ۔ تن گھٹایا ہون قلم جون مشق مین
کون بیاون جو کیا نین تو ستم ۔ مین ستم تیرا سمجھتا ہون کرم
ہی مجھے ہمت اگر فرماوے تو ۔ کھود ڈالونگا ابھی اس کوہ کو
جب سخن عاشق کہا اس ڈھاب سے ۔ ہو ہو مردانگی آداب سے
پس سلیمان نے بلا انکو شتاب ۔ پس کہے عاشق کتین کر کر عتاب
کیون نہ بولا تو سخن مقدور تک ۔ کان زمین تحت الثری کی کان فلک
گرچہ ظاہر مین نپٹ مین ہون حقیر ۔ ایک مٹھی پر ہون لیکن جابیر
روبرو معشوق کے نت عاشقان ۔ ہمت عالی سے کرتے ہین بیان
عاشقونکا اس طرح سے ہی طریق ۔ بحر نامردی مین تو مت ہو غریق
باہر آوے جب کہ سیپی سے نکل ۔ پس قدر ہوتی ہی اسکی بے بدل
نشتر ہمت سے اس سیپی کو چیر ۔ تا نکل آوے تو در بے نظیر
ہمت مردان اپر رکھ تو نگاہ ۔ مرد ہو ہمت سے لے مردونکی راہ
با خبر ہو کر تو ہے اسرار سے ۔ آشنا ہو جا تو اپنے یار سے
زندگی کی فکر کر جان ہی تلک ۔ کہ اجل کی تیغ [illegible] سر الک
خاک مین پاوے گا یہان سے روشنی

باب نہم ۔ حکایت سری وسقطی ۔ در بیان توبہ

راوی اخبار و دانای رموز ۔ تھا سخندانی مین جسکا دل کنوز
کہ دُرِ یکتای دریای شرف ۔ گوہر اسرار یہجون کے صدف
مجلس افروزی کئے تھے ایک روز ۔ جون فلک سے آفتاب جگ فروز
ایک احمد زید کر تھا کوئی وزیر ۔ با تجمل جاہ و دولتمن کثیر
روبروے محفل شیخ زمان ۔ آکے پہنچا اتفاقاً بے گمان

کھولکر اسرار کا کان صفا ۔ یون سخن کا لعل لایا بی بہا
صاحب دل عارف پروردگار ۔ سری وسقطی امام روزگار
وعظ کہتے تھے خلایق پر تمام ۔ معتقد بیٹھے تھے سارے خاص و عام
خادمان اور چاکران کی لے ہجوم ۔ ماہ مانند آپ تھا باقی نجوم
وین اتر مرکب سے جون گردون سے نور ۔ با ارادت شیخ کے آیا حضور

دین بجا لا خدمت آداب سب
مین تجھ کو دی تعظیم ہر عالم مجھار
بندگی مین آج سے بے کاہلی
گر رہے بحر ہدی مین جون نہنگ
شیخ کے لب کی کمان سے بات او
آہ کے جل شمع پر مثل پتنگ
رات کو بھی رہ گیا بے خورد و خواب
سوز دل سے اٹھ کے پھر جون آفتاب
تیسرے دن جادبان چھوڑ کر
احمد اس وقت آکے جا کر شیخ پاس
اب مرا جیتا ہی دل ای حق پذیر
مہربانی کر مرے پر ہو شفیق
یا طریقت کا کرون گوہر فشان
با جماعت کر نماز ان سب ادا
پس شرع کے کر ادا احکام تمام
ظاہر و باطن شرع پر استوار
جب سنا یہ بات احمد کان بھر
ہاتھ دھویا ما سوا اللہ سے تمام
جون منور صبح صادق کا عمود
پیرزن یک جبکہ گذرے چند روز
صاحب دولت وزیر بادشاہ
پھر کے آیا گھر کو ہو شوریدہ حال
درد فرقت اسکا ہی مجھکو زیاد
پیرزن پر شیخ کو آیا رحم
رو کو دل سے تو غفلت کا نقاب

جا کے بیٹھا ایک طرف ہو با ادب
آدمی کی طرح ضعف انکسار
اس قدر رہا نا ہی عجز و کاہلی
دیو اسکے فعل سے رکھتا ہی ننگ
دل سے احمد کے گذر گئی تیر ہو
ہو پیادہ جا رہا گھر کو نسنگ
شیخ نے مانند کرے سو و تاب
شیخ کی مجلس مین پھر آیا شتاب
ہو اکیلا شیخ پاس آیا مگر
یون کہا ای پیشوا سنے حق شناس
چھوڑ کر دنیا رہون ہو گوشہ گیر
سالکان حق کی بتلا کچھ طریق
تب کہا احمد نے دو نو کر بیان
مال ہی تو دے زکوٰۃ اسکا سدا
بے تفاوت شرع مین پکڑ مدام
رہ طریقت ہی یہی ای نامدار
ہو گیا راز کہن سے باخبر
حب دنیا کو کیا دل پر حرام
سر سے پک تک ہو گیا غرق شہود
شیخ پاس آئی نیت پر درد و سوز
پر قدر دانا کمال عز و جاہ
اشکریزان بلبل نالان مثال
خاک سر پر ڈالتی ہون کر کے یاد
پس کبھی دل مین نہ لے تو درد و غم
کر دیا ہی ترک دنیا خراب

تب زبان پر شیخ کی یہ تھا بیان
لیک نین کوئی عاصی جو اسطرح
اسکو سب سے بڑ کے ملنا ہی مکان
ہی دریغا جو بنی آدم حقیر
تلملا کر نیم بسمل کے مثال
نا کیا کچھ بات نا کھایا طعام
جب جلا و الا سبی شمع فلک
شیخ کی مجلس سے جب فارغ ہوا
وعظ کہکر جب ہوی مجلس تمام
گوش کر اس درد کا تیر سخن
بات تیری مثل خنجر کی اثر
پس کہے یون اسکو شیخ نامور
شیخ بولے کر شریعت مین قیام
اور بھی جیتا ہی خاصون کا طریق
مار دنیا دنی پر پشت پا
دوستی سے خلق کے دشنے توڑ دل
کشف اسرار نہان پایا ظہور
دامن دل سے جھٹک کر حب کی گرد
کھو دیا ہستی کو اپنی سربسر
عرض کی یون ای امام مومنان
آپکی مجلس مین آیا ایکبار
پس گیا گھر سے نکل با درد و سوز
اب مرے من مین نہین ہا صبر و قرار
جمع رکھ خاطر کو فرزند او تیرا
نہین اسے کچھ مال و زر عالم سے کام

کہ عجب ہی یہ سخن ای دوستان
معصیت مین آدمی ہی جسطرح
رشک لے جاتے ہین جس سے قدسیان
گر ہوے حق سے گنہگار کبیر
اشک برسا آنکھ سے جیسا ابال
آہ کر روتا رہا تا وقت شام
شب کے پروانون کو بتلا کر چمک
گھر کو اپنے تلملاتا پھر گیا
جا بجا سب کے نکل کر خاص و عام
ہو گیا تازہ مرا سوز کہن
حب دنیا دل کی کاٹی سربسر
کیا شریعت کا کرون تجھ پر امر
حکم اسکا لا بجا نس دن مدام
کہ شہود حقیقت ہو وے غریق
ذات حق کی محبت ہو مبتلا
دل لگا خالق سے دایم اسی پل
پس گیا صحرا طرف وہ بالفرود
ہو گیا مردانگی مین ایک فرد
ہستی باقی سے ہو کر بہرہ ور
ایک تھا فرزند میرا نوجوان
شاد و خندان جون گل باغ و بہار
نین دیسا مجھکو ابھی وہ دلفروز
گر شتابی تو مری تدبیر کار
فیض حق پایا ہی فرزند او تیرا
ہی شہود ذات حقیقی صبح و شام

آوے جب مجھ پاس وو تیرا جگر
ایکمدت بعد احمد حق پذیر
گھٹ گیا ہی رسا ان ہول بلا
کر روانہ شیخ یک خادم کتین
مجھکو تو دنیا کے ظلمت سے نکال
جون کیا ہی تون مجھے رحمت قریب
ساتھ لیکر ہو گتین او ریک پسر
آہ کر یکبارگی جان سے بتنگ
وہ پسر کم سن گل تازہ گلاب
شیخ روے اور سارے لوگ روے
پاؤن پر فرزند کو ڈالی لجا
لیک احمد مین فری یک بال بھر
بس اُٹھی عورت جگر سے مار آہ
کیون چلا ہی چھوڑ کر پائی قدم
طفل کو احمد بلا کر اپنے پاس
ہاتھ مین زنبیل دیکر بعد ازان
احمد آگاہ دل مقبول رب
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ سے منہ پھرا
ہو تمام شب سے فارغ ایک بار
او کہا احمد نے بھیجا ہی مجھے
یہہ خبر سنتے ہی شیخ حق شناس
مسند مخمل سمجھ کر فرش خاک
خود بلند آواز سے کہتا تھی یون
شیخ سری سر کو اسکے گوش کر
شیخ کے چہرے کو احمد نے بجھا

مین کرونگا سب تجھے بیشک خبر
شیخ پاس آیا ارادتمند پیر
لعل سا رنگ زرد ہو زر کے مثال
پیر زن کتین طلب فرماوین
زندگی کا بھر دیا جام زلال
تیون کرے تجھکو خدا رحمت نصیب
جاتے ہر یک کے روان خون جگر
جا پری جون شمع سوزان تپکے یہ
تلملایا یک طرف با سوز و تاب
اشک کے موتی کو پلکھون مین پروے
جہد کوشش سب طرح سے کی ادا
جہد اور کوشش کئی نین کچھ اثر
ای مرے خاوند کر مجھ پر نگاہ
جیسے جی فرزند کو مت کر یتیم
دو دہن سے کر دیا شاہی لباس
اسکو بولا ہو مرے آگے روان
بعد ازان ہو شیخ سے رخصت طلب
وَجْهُ يَبْقَى ربکم نے لگا
تھے وظیفے کے میانے نامدار
بھی کہا ای شیخ عالم یون تجھے
برق کے مانند گئی احمد کے پاس
رو بقبلہ ہو پڑا تھا او ریاک
مثل ہذا علو ای عاملون
خاک سے اسکو اٹھاے جلد تر
پس کہا ای شیخ میرے پیشوا

گل کے مانند شاد رہتی تھی بکوات
ہر گھڑی احمد کو دیکھے شیخ تو
منہ جھلکتا او رتھا پر نور و تاب
شیخ کو احمد بجا لا کر ادب
تھی مرے انکھون مین غفلت کی خمار
ناگہان ویسے مین تو دیکھی کہنہ سال
جب پری اسکی نظر فرزند پر
یکطرف احمد کی عورت ہو ندھار
دیکھ کر یہہ مین شخصونکا خروش
سوز انکا قدسیان کے دل اندر
تا کہ وہ منہ اسکا تو بھی دیکھ کر
بعد اسکے احمد آگاہ راز
زندگی مین تو مجھے ہوا نہ کر
پس لیجا ہمراہ اپنے یہہ پسر
اور محمل اپنی جو تھی کہنہ تر
دیکھ ماؤ اس طرح حال پسر
جنگل ویران مین کرایا گذر
بعد اسکے جب گئے کئی دن گذر
ہانک مارا کوئی باہر ناگہان
کہ مرا ہی وقت اب نزدیک یہ
دیکھتے کیا ہین کہ وہ روشن ضمیر
جان بلب ہو کر اجل سے تھی قریب
یعنے مثل اسکے کر وا اپنا عمل
لیکے زانو پر گئے دامن سے پاک
شکر حق کا تو تو آیا ہی شتاب

پائے ہین ملتین تیرے سب نجات
خم گیا ہی مثل ابرو سرو قد
دو پہر کے وقت کا جون آفتاب
یون کہا ای رہنما خلق رب
رہ نما ہی کر گیا تو ہوشیار
آکے پہنچی جلد پارے کے مثال
نازنین لخت جگر دلبند پر
اشک ریزان خاک اپنے سر پو ڈال
اہل مجلس کو ہوا یکبار جوش
نوک خنجر کی طرح کیتا گذر
گھر کو آوے کر شفقت کی نظر
چاہتا اس مجلس سے اٹھ جانیکو باز
خستہ دل فرزند پر کچھ مہر
سونپ دے مجھکو خدا نے پاک پر
اپنے فرزند کو بہنا یا پھاڑ کر
مانگ لی فرزند کو ہوئے صبر
یاد مین حق کے رہا شام و سحر
ایک شب سری و سقطی نام ور
شیخ پوچھے کون ہی تو ای فلان
لائے تشریف یہان تم جلد تر
ہی پڑی گور مین یک جا گیر
کر کے ہمت شوق سے رحمت نصیب
جاؤ مت منزل کو غفلت سے نکل
جو جمی تھی تن پر اسکے گرد دہان
دے مجھے رخصت کرم کر بیحساب

پھر فصاحت سے شہادت بولکر
جان اپنا سونپا جانان کے اوپر
ہوگیا وہ غرق در بحر شہود
اسپو ہوئی رحمت رب الودود

جب نکل مشرق سے آیا آفتاب
آتش غم مین جل جا سوز و تاب
شیخ بھی باہر نکل کر مثل سور
وین کئے رستے پو بستی کے عبور

تا سر انجام ضرورت سب خرید
شہر سے لے آنے جلدی کر مرید
راہ مین اس شہر کے سب خاص و عام
دوڑ آتے ہین شتابی سے تمام

شیخ پوچھے العزیز و بیقرار
کان چلے ہو اسطرح بے اختیار
لوگ بولے ای ہمارے پیشوا
کیا سنا نین تو مگر شب کا ندا

ہاتف غیبی سے آیا یون خطاب
ای مسلمانو اٹھو و دوڑو شتاب
جاؤ گورستان سوزینہ طرف
کو ولی حق وہان یک پر شرف

چھوڑکر دنیا سے فانی بی ثبات
واصل حق ہوا ہی آج رات
جا پڑ ہو اسکی جنازی نماز
ہور ہو لطف خدا سے سرفراز

شیخ نے بعد از شہر کو جا سنگ
لائے اسباب ضرورت بیدرنگ
لوگ سارے مل کفن دے اسکو پاک
مثل گنج اسکو کئے مستور خاک

الغلان یون جھاڑ دامن گرد ہو
خاک مین یک تاک ہا بیگا گرد ہو
دوست کن ہی یہ جہان پر دغا
دوستی اسکے نین مجھکو وفا

دوستی کر اسکی ای مرد کمال
جسکے دامن پر نہو گرد زوال
عقل و ہوش گوش کو اپنے سنبھال
تو نکر مزدار دنیا کا خیال

پردۂ غفلت سے باہر تک نکل
دیکھ لے خورشید کو مثل کنول
جھاڑ دامن سے گرد سیم و زر
چھوڑ دے شاہی کا سارا کر و فر

حکایت ذی النون مصری رحمۃ اللہ علیہ

ایکدن ذی النون مصری نامدار
اسطرح مجلس مین بولے ایکبار
اس سے زائد کوئی نہین ہے بے شعور
محض جاہل عقل کے مارگ سے دور

جو کوئی ہی ناتوان و بس حقیر
پہلوان سے رہے جا بیخبر
پادشاہ زادہ مصر کا از قضا
شیخ کے کہنے کے وقت اگر سنا

اس سخن کو سنکے مرکب سے اوتر
شیخ کے نزدیک آبیٹھا مگر
پس کہا ای شیخ از بہر خدا
بول مجھکو راز تو اس بات کا

شیخ بولے ہی بنی آدم حقیر
حق تعالی ہی خداوند کبیر
پس بنی آدم خدا سے گر منم
محض اپنے تن پہ کرتا ہی ستم

اسے باعث جو کوئی بندہ کیا
ہی وہی نادان پر جور و جفا
شاہزادہ ہور ہا دلین ملول
گر ترسے تو الہی جون نکالے کچھو

پس گیا گھر کو نکل پر سوز و تاب
دوسرے دن شیخ پاس آیا شتاب
پس کہا ای شیخ عالم رہنما
مجھکو بتلا سیدہی یک راہ خدا

شیخ بولے بندگی مین رہ مدام
ترک عصیان کر یہ ہی راہ عوام
ہی تجھے گر خواہش راہ خواص
دام دنیا سے کر اپنے کو خلاص

دوستی سب چیز کی اسے نکال
جز خدا کی بھول جا سب قیل و قال
تب کہا شہزادۂ عالی تبار
ای چراغ خلوت اہل نظار

ہی سلوک خاص مجھکو اختیار
نین مرا اب لین جز پروردگار
شاہی و دولت اب سے ہو یا یون دست
چھوڑکر دنیا رہونگا حق پرست

شیخ پس سکتین ہادی ہوئے
گوہر اسرار واقف کئے
شاہزادہ ہین پشمینہ لباس
ہوگیا پاکر ہدایت حق شناس

عیش و عشرت سبی یکبارگی
کر و فر کو دے دیا آوارگی
اٹھ گیا جب دل سے کثرت کا نقاب
اوج وحدت کا دکھا ہی آفتاب

گنج کے مانند ویرانہ لیا
دل گیا خورشید مین خفیہ سا
رکھ توکل دست پر ہر حال مین
جا ملا آخر صف ابدال مین

تو ہوا ہی دام دنیا مین اسیر
ہی ترا ابلیس ملعون دستگیر
توڑ دے اس دام کو اور ہو جدا
یون رہیگا کب تلک بیخبر بتا

الفت دنیا سے دلکو پاک کر
حرص کی بتی جلا کر خاک کر
پردۂ غفلت سے اپنی کو نکال
ہمت مردان تجھا ہمت سنبھال

حکایت شیخ شفیق رحمۃ اللہ علیہ

ساحل دریا پر شیخ شفیق / رہنماے خلق تھے مرد طریق
ناگہان یک قافلہ اس راہ سو / قصد کرجاتا تھا بیت اللہ کو
وہ کہا یارو کشتین اپنے تمام / ایک ساعت یہان کرو سب مل قیام
پس کھڑے تھے لوگ سب یکجای / ہانکتا ساربان ای شیخ کر
جب کرون مین اس نصیحت پر عمل / ہووے میری راہ کا توشہ اول
کہ ترا یہہ نفس سرکش بے لجام / معصیت کا کچھ تجھے فرماوے کام
دوسرا جو نفس چاہتا ہی ترا / دلکو اپنے اسکی خواہش سے پھرا
تیسری جو حق سے پہنچے تجھ اوپر / تو رضامندی سے اسپر شکر کر
یار کو اپنے کہا ای دوستدار / ہاتھ سے پکڑے اشتر کی مہار
چھوڑ دیکر اونٹ کو او سیم و زر / ایک جنگل مین گیا نہین تھی خبر
بعد یکمدت کے شیخ نامور / پھر گئے مجلس مگر اس جاے پر
کر چلا آتا ہی دریا کے اوپر / پاؤن کچھ ہوتے نہین تھے اسکے تر
شرط حرمت سے بجا لاکر سلام / بعدازان انسے کہا ای نیکنام
پس خدا کے لطف سے ہو کامران / آب پر یون مثل کشتی کے روان
کہ کرے جو کچھ خدا سے بحر و بر / ہوکے راضی شکر کرنا اس اوپر
کر نہ سکتا ہون مگر اسپر عمل / ہی کٹھن یہہ کام کچھ نہین ہی سہل
بولا یون وہ سالک راہ خدا / شیخ کی خدمت سے رخصت ہوگیا
دوستی سیم و زر سب دل سے دھو / دوست رہتے ہین اپنے ایک ہو
دوستی دنیا کی ہی دل پر نقاب / دور کر اسکو تجھا لے آفتاب
پائے جب یہہ گوہر بینش زوال / پھر تجھے اس در کو پانا ہی محال
دل سے پیر حب دنیا کو نکال / رکھ تری خواہش مین مجھکو کل حال

ایکدن مجلس مین بیٹھے باصفا / وعظ کہتے خلق پر تھے بی ریا
شیخ کے مجلس کے جب آیا قریب / ساربان تھا اسمین یک حرمت نصیب
تا سنین ہم وعظ اس درویش کا / دوست دار حق مصفا کیش کا
کچھ نصیحت کر مجھے ای نیکنام / تا کہ آوے دین اور دنیا مین کام
شیخ بولے سن نصیحت تین ہین / سالکان حق کے یہہ آئین ہین
چھوڑدے اس نفس کے بدکام کو / صدق دل سے لے خدا کے نام کو
پھر خدا سے مانگ تو نسدن پناہ / تا حفاظت کی رکھے تجھ پر نگاہ
جب نصیحت کو سنا وہ ساربان / ہوگیا تیر ہدایت کا نشان
کام یک درپیش ہی مجھکو ضرور / بولکر اتنا ہوا یارون سے دور
دوست کا پانے بدل روشن جمال / دوستی سب کی دیا دل سے نکال
شیخ کو آیا نظر وہ ساربان / صاحب دل با شرف عالی مکان
آگے پہنچا جب کنارے پر نسنگ / شیخ کی خدمت مین پہنچا بیدرنگ
تو نصیحت جو کیا مجھکو اول / مین کیا دو بات پر تیری عمل
تیسری تیری نصیحت پر صفا / مین عمل اسکے اوپر نہین کرسکا
گر عمل اسپر بھی کرتا مین مدام / مرغ سا اڑتا ہوا پر صبح و شام
حق دیوے توفیق مجھکو تا کرون / اس عمل پر جہد کی طاقت دہرون
طالبان راہ مولا صبح و شام / ہرگز ہمت مین کرتے ہین قیام
تو بھی ہوجا پاک تر ای بیخبر / خواب غفلت مین تلف مت کر عمر
ہی لگو جانکے صد یقین پر نور / دیکھ لے دیدار گوہر در حضور
کر خدا سے التجا یون بانیاز / ای خداوند کریم و کارساز
تا خدا تیری کرے دعوت مجیب / لطف سے تجھکو کرے رحمت نصیب

حکایت منصور عمار

نقل ہی منصور عمار کرام / واقف اسرار حق عالی مقام
معصیت کا پہن جامہ ایک شب / راگ و رنگ مین جا گئے تھے باطرب
تھے خدا کی رہ مین اپنے اول / فاسق و فاجر شرابی بدعمل
جب گذر گئی نیم شب عشرت مین / جا رہیسے دیکھے یکتا دم لعین

اسکو دیوے جلد جا بازار کو / مول لیکر لا فلانی چیز تو
دو سری یک شیخ منصور حق پرست / جنکو تھی کرسئ عزت پہ نشست
جب گیا مجلس کے خادم روبرو / وعظ سنتے کی کیا کچھ آرزو
ایک ساعت بعد ازان کوئی بینوا / شیخ کی خدمت مین آ سائل ہوا
شیخ بولے اہل مجلس کو پکار / دیویگا جو اسکتین پیسے چہار
او غلام نیک جوہر ذاتین / چار پیسے جو رکھا تھا ہاتھ مین
بھی کہا ای شیخ مقبول خدا / کر تو میری چار حاجت کو روا
پس کیا عرض او غلام باشعور / ای چراغ مجلس عرفان کے نور
دوسرا خاوند مجھے آزاد کر / چھوڑ دو دنیا راہ مولا کے اُپر
کہ خدا ان سب سے منہ کو پھیر لے / دل لگا دے تو خدا کی یاد سے
حق تعالی کر فضل سے کچھ نگاہ / بخشدے تو یکبیک ہر سر گناہ
وہ غلام نیک جوہر حق پذیر / دست خالی جب گیا جانبِ گھر
تب کہا خادم کہ ای مقبول جان / بات میری سن صبر کر ایک آن
راہ مین بازار کے منصور کو / وعظ کہتے تھے سو دیکھا اور سو
ناگہان ویسے میان ایک بینوا / چار پیسے شیخ سے آکر منگا
مین خدا کے پاس کرتا ہون دعا / چار حاجت اسکے بر لاوے خدا
پھر کہا خاوند کر مجھہ پر عیان / کیا تو مانگا شیخ سے وہ حاجتان
دوسری مجھکو کرے آزاد تو / تیسری توبہ کرے تو جرم سو
چاروین ہر سر و تیرے تین خدا / بخشش معصیت کرے جنت عطا
پس کہا خاوند یہہ سب گوش کر / ای غلام پاک نیت پرقدر
اب کیا بیشک تجھے آزاد مین / دو جہان مین ہون ترے سے شاد مین
بھی تمامی مال و زر گھر دار چھوڑ / حق تعالی سے رہوگا دلکو جوڑ
جب کہے اسطرح سے منصور نے / اوج عزت کے فلک کے سور نے
باوجود اسکے کہ تھی بے نوا / کر دیا تو مین حاجت کو روا
ایک حاجت ہی سو باقی اسکو اب / کیونکر بر لاؤن کہ ہون مین نا کہ رب

پس چلا بازار کو خادم شتاب / جسطرح کشتی روان بر روی آب
راہ مین بازار کے یک جا پر / وعظ کہتے تھے خلایق پر مگر
پس رہا مجلس مین جا کر یکطرف / شیخ کا سنتا کلام باشرف
چار پیسے راہ حق مین دے مجھے / حق کریگا واصل رحمت تجھے
مین جناب حق مین کرتا ہون دعا / تاکہ اسکے چار حاجت ہو روا
شیخ کی خدمتمین اگر جلد او / لا رکھا وے چار پیسے بر رو
شیخ بولے کیا تری حاجت ہی بول / گنج مقصد پا گئی پیرزا مین تول
حاجت اول کریم کبریا / چار پیسے دے مرے پہلے پھرا
تیسرا صاحب مرا صالح ہووے / حق اسے توفیق توبہ کی دیوے
چاروین حاجت یہی ای نیکنام / کہ مری اور اہل مجلس کی تمام
بعد اسکے شیخ فرمائے دعا / تا کرے حق اسکی حاجت سب روا
جوش کہا خاوند جوں دریا آب / لے گیا خادم اوپر اپنے عتاب
پس کہا خاوند کہ کیا ای غلام / اور کہا تجھکو کرے حق نیکنام
پس گیا مین وعظ سننے کے بدل / نکتۂ اسرار کہتے بے بدل
شیخ بولے جو دیویگا اسکتین / چار پیسے دل سے رکھہ حق پر یقین
چار پیسے تھے سو دے در حال مین / چار حاجت مانگ لایا ہون یقین
تب کہا خادم مجھے پروردگار / پھیر دیوے تو مرے پیسے چہار
اور دے تجھکو خدا توفیق اب / منزل توحید کو پہنچا دے رب
بخشدے یہہ اہل مجلس کو تمام / لطف سے فردوس مین دیوے مقام
چار پیسے تو بہت ہی چیز کم / چار سو دیتا ہون تجھکو درم
صدق دل سے مین بھی توبہ کیا / نا کرونگا ہر طرح جرم و خطا
چاروین حاجت خدا کے ہاتھ ہی / بخشنا اسکی صفات ذات ہے
پس دیا ہاتف ندا ایک ناگہان / ای مرے بندے ضعیف و ناتوان
مین خداوند کریم و بے نیاز / عاجزون پر ماندگون کا کارساز
پس تجھے اور یہہ ترے خادم کو مین / بھی تمامی شیخ کی مجلس کتین

بخشش کر سارے گناہان ایکبار / لطف سے اپنے گیا ہون کامگار
جب سے منصور عار او ندا / غیر حق سے ہو گئے سب جدا
چشم گریان وین اپنے بلائے / مال و زر اپنا تمامی وین لٹائے
ایکشب سے قوت سے محتاج ہو / حرم عزت کے رہے بس تاج ہو
راہ مین حق کے کئے طاعت زیاد / زہد اور تقوی کی بھی عادت زیاد
دوستی دنیا کی دل سے تو تب / ہو گئے مکبار وہ مقبول رب
تو تو غافل ہی ذرا ہشیار ہو / خواب غفلت سے نکل بیدار ہو
بے خبر ہو گروش افلاک سے / دل لگایا ہی تو مست خاک سے
جب تلک تو خاک پر ہی مبتلا / چشم دل اب تک نہ پاو گیا جلا
جون ہے کوئی بن روشن مین گھر / نا دیکھے گر وہ بینا ہی مرد
چشم سے اس گرد کو پہلے نکال / پس نجہا ہو صاف جب روشن جمال
لیک توفیق خدا ہونا ضرور / تا کرے اس گرد کو آنکھون سے دور
چشم کو اسحاق کے ای کبریا / دے ہدایت کا تو اپنے تو تیا

حکایت بشر حافی

بشر حافی ابتدا سے حالین / تھے مقید معصیت کے جال مین
بد عمل فاسق شرابی زشت کار / تھا نہین انکے گناہون کو شمار
خانے مین پیتے تھے شراب / خلق کو آزار دیتے بیحساب
کین چلے تھے اتفاقا ایک وقت / پی شراب و رہو کے خود سرو مست
ناگہان کین یک سر رستے اپر / تکڑا کاغذ کا پڑا انکی نظر
کہ لکھا تھا اُس مین بسم اللہ سب / بشر حافی دیکھ اس کاغذ کو تب
جلد تعظیم و حرمت سے اٹھائے / کر ادب آنکھون کنین اپنے لگائے
واہین تو گرچہ ہو وین مشکبو / لیک ہی یہ میرے خدا کا نام او
خاکین بس نام حق کو دیکھکر / چھوڑ جانا فعل مین یہ ہی بتر
پس چھڑک کر اُس اوپر سے خاک گرد / لا گلاب آلکین ہو وہ فرد
شرط حرمت سب طرح لائے بجا / پس کھیک پاک جا پر لجا
شیخ حسن بصری نے دیکھے ایک خواب / کہ جناب حق سے آیا یون خطاب
بشر حافی پاس جا اُٹھ الغلان / بول اسکو کہ خدا وند جہان
مہربان ہو تجھکو بولا ہی سلام / اور بشارت کا دیا ہی یہ پیام

طیبت اسمنا فطیبناک و تحببت اسمنا فتحببناک و طہرت اسمنا فطہرناک فبعزتی لاطیبن اسمک فی الدنیا والآخرۃ

کہ ... تو نام سے دھویا ہی خاک / مین کیا تیرے گناہان بخش پاک
نام کو میرے کیا تعظیم تو / مین دیا تعظیم تیرے نام کو
یاد اب ہو تو بڑی حرمت کیا / مین تجھے دو جگ مین عزت دیا
ہی مری درگاہ عزت کی قسم / کہ رکھونگا تجھکو دائم محترم
شیخ حسن بصری کو صبح ہوتے شتاب / بشر حافی پاس گئے جون آفتاب
تھے بشر اسوقت میخانے اندر / خواب مین مست و بیخود و سر بسر
خواب سے کوئی انکنین بیدار کر / یون کہا ای مست غافل بے خبر
اٹھ شتابی کھول انکھونکا کنول / آفتاب آیا ہی مشرق سے نکل
اور حسن بصری امام خلق تب / باہر آ کر کرہے تیری طلب
بشر حافی گوش کر نام حسن / دے کا نپنے بیدار آن کر
کہ یہی بولا کیا مطلب آیا ہی تو / وہ کہے ڈرتا ہون حق کے قہر کو
کہ کیا ہون مین گناہان بیشمار / عمر ساری ہوئی تلف عصیان مجھار
عاقبت با صد ہزاران درد و غم / کانپتے ڈرتے رکھے باہر قدم
شیخ حسن بصری جہان کے راہبر / دور سے دیکھے کہ آتا ہی بشر
جا کے استقبال ہو گئی ہمکنار / سر اُپر بوسے دئے کر پھر و پیار
بشر بولے ای امام محترم / کیا سبب مجھ پر لطف کرم
شیخ فرمائے خداوند کریم / تجھ پہ فرمایا ہی خوش لطف عظیم
بس کہے جو خواب مین دیکھے ایکبار / یک بیک سارا بیان کردگار

بشر حافی جب بشارت یہ سنے ۔ سوز آنے دلمین یک بیک گئے ۔ بس مجالس پر ایسے ہاتھ دھر ۔ روئے ایسا کہ ہوی مٹی خاک تر

گئی بابان کی طرف نالان و زار ۔ چھوڑ دی خانہ او ر سب دستار ۔ قہر حق سے ڈر کے خود چالیس سال ۔ خاک غم کرتے تھے رو رو جون ہلال

جز ریاضت اور عبادت کے مدام ۔ تھا نہین انکے تئین کچھ اور کام ۔ جا کے ہر یکسال بیت اللہ کو ۔ حج ادا کرتے تھے صدق جان سو

فی سبیل اللہ کمر کو باند کر ۔ جنگ کرتے کافرون سے جہد کر ۔ عارفان کو وہ جو ہوتے ہے مدام ۔ رہتے خدمت مین انھون کے صبح و شام

قطرہ قطرہ آپ نے فیض پا ۔ ہوگئے آخر کو خود دریا نما ۔ تھے محبت کی لبسا مین اسقدر ۔ پاؤن او ر سر کی نتھی انکو خبر

غرق یاد دوست مین تا قدم ۔ سر برہنہ پا برہنہ تھے جنم ۔ کوئی پوچھے انکتین یعقوب رب ۔ پا برہنہ آپ رہتے کیا سبب

بس فیئے ہین اسطرح اسکو جواب ۔ کیا سنا نہین تو نے گر حق کا خطاب

واللہ جعل لکم الارض بساطا

کہ کہا ہی صاف رب العلمین ۔ ہی تمہارے واسطے فرش زمین ۔ بس مین او ر مرشد ہی جہان ۔ عزت اسکی سب جہان پر ہی عیان

ہی ادب سے دور جوتا پہن کر ۔ چلے جانا مسند ہی اُپر ۔ با ادب او ر زہد مین اکثر مدام ۔ ہوگئے قطب زمان وہ نیکنام

ہر طرح سے زمین ہی یار زبان ۔ کہ کرون انکی فضیلت کا بیان ۔ جب ہوا وہ پاکدل مستور خاک ۔ خوابمین دیکھا کوئی انکو مرد پاک

بشر اور معروف کرخی ہی بہم ۔ صاحبدل عارف کامل بہم ۔ جنتی اسپان اُپر ہو کر سوار ۔ اُڑ رہے ہین آسمان پر برق وار

ہی بشکل سارا ورز رین لجام ۔ گنبدی ہر یک جواہر تام ۔ سر سے پاتک ہی سراپا غرق نور ۔ جون منور صفحہ سیما سو ر

کسطرح سے بشر تھے بروزگار ۔ عاقبت کیا پایا عزت اور وقار ۔ گرچہ ای اسحاق تو بھی پرگناہ ۔ غم نکر کچھ دلمین لے مردون کی راہ

جون ہوا مادی انہون کو کردگار ۔ ہو وےگا تیرا بھی وہی اکبار ۔ ماسوی اللہ سے ہوئے منہ کی جدا ۔ تب تجھے حاصل رہے ہرگز خدا

یکبیک سارے علایق توڑ دل ۔ ہو وےگا تو بے شبہ مرد کمال

حکایت شیخ فرید الدین عطار

شیخ عطار عارف پروردگار ۔ ہی سطر جنسے معزر روزگار ۔ ابتداء حال مین عطار تھے ۔ خلق کو جون نافہ تاتار تھے

سیم و زر رکھتے تھے وہ حد سے زیاد ۔ عیش او ر عشرت مین تھے نت شاد ۔ گرچہ تھے اسباب دنیا سے غنی ۔ گنج عرفان کے تھے لیکن وہ ہنی

ایکدن دوکان مین بیٹھے نامدار ۔ بیچتے خوشبو عطر اور مشک تتار ۔ صاحبدل کوئی فقیر بے نوا ۔ شیخ کے دوکان پاس آکر رہا

بس وہین سائل جو وہ کھولے لب ۔ مین سنے اس کو در شیخ جب ۔ بار دوم پھر کیا اس نے سوال ۔ از برای خیر کچھ دینا نکال

مین سنے درویش کی پھر بھی صدا ۔ طیش مین بس آگیا مفلس گدا ۔ اسطرح سے پھر کہا شیخ کو ۔ غرق ہی غفلت مین ای عطار تو

یون کہا ہی مال دنیا جمع کر ۔ کیون مرےگا سو نہین مجھکو خبر ۔ شیخ بولے تو مرےگا کسطرح ۔ او کہا مین اب مرونگا اسطرح

بولا اتنا خاک پر لیٹا دراز ۔ جان کیا تسلیم حق وہ پاکباز ۔ ایک ہو کے ساتھ دم خالی کیا ۔ پھر نہ دو دم جسم جان اپنے دیا

شیخ کو اسحال سے آیا عجب ۔ ہوگیا حق کی ہدایت کا سبب ۔ نفس کے حرص و ہوا کو کر عدم ۔ راہ مین حق کی ہوئے ثابت قدم

مال و زر کو دے لٹا توبہ کئے
زہد اور طاعت مین ثابت قائم ہو

سب علائق دل سے اپنے توڑ دے
بال بھر جب جہان کو نین لے

بس جو کوئی پائی فضیلت او وقار
کیا کہون مین ہے جہان پر اشتہار

یون نہ توڑے لگ علائق کو تمام
عارفی گر نا ترے یہ ہی حرام

صدق دل سے ہی اگر تو حق طلب
چھوڑ دے یہہ دوستی دنیا کی سب

تو برہنہ ہو قدم دریا مین ڈال
تیرنے مین گرچہ نین تجھکو کمال

جاویگا گر با لباس مکر و زرق
تیر نا سک ہوویگا دریا مین غرق

گر جدا تون فرقہ ناموس و ننگ
تیر جا دریا مین بعد از چون نہنگ

نین چلی تک سر اُپر تیغ اجل
پردۂ غفلت سے چل باہر نکل

تو اگر مرنے لگے توبہ کرے
پھر نہین پرسش گناہونکو ترے

ہاتھہ دنیا سے اگر تو دھو ویگا
مقصد دل ہی سو حاصل ہو ویگا

جان ہی تک ڈھونڈھ لے جانان کتین
مر گئے پر ڈھونڈھنا آسان نین

موت کے آگے خدا پر صدق ہر
کرلے توبہ صدق دل زود تر

حکایت شقیق رحمہ اللہ

حضرت شیخ شقیق نامدار
ایکدن مجلس مین بیٹھے باوقار

ناگہان یک پیر مرد کہنہ سال
تن حقیر و پشت خم مثل ہلال

آکے بیٹھا شیخ کی مجلس اندر
پس کہا ای شیخ عالم پرقدر

عمر سب گھٹ گئی کیا ہون بس گناہ
معصیت سے ہی مرا نامہ سیاہ

ہی مرے دل مین یہی توبہ کرون
راہ مین حق کے قدم ثابت دھرون

شیخ بولے ہی تلف تیری عمر
راہ مین حق کے تو آیا دیر کر

پس دیا پیر خرد پرور جواب
مین کیا نین دیر آیا ہون شتاب

شیخ بولے عمر کھویا سربسر
بولتا ہی پھر کہ آیا جلد تر

پھر کہا پیر خرد ای نیکنام
عمر باقی ہی مری نین ہوئی تمام

آوے جو جائی تلک اُس راہ پر
جلد تر آیا ہی ناکچھ دیر کر

پس کہے ہین شیخ ای دانش نصاب
بات تیری ہی سراپا پر صواب

جلد آیا ہون کہا نین تو سہل کر
ہی تجھے حق کی ہدایت راہ بر

توبھی کرلے جلد توبہ انفعلان
جب تلک ہی یہہ ترے تن مین جان

چھوڑ دے مردار دنیا کی طلب
رہ طلب مین اپنے رب کے روز و شب

کیون ہوا تو اس جہان مین مبتلا
وہ جفا پرور ہی نین اسمین وفا

ہی جہان یہہ مادر فرزندخوار
مہر پر اُسکی نکر تو اعتبار

جسکو پالی پھر سے اور پیار کر
خاک کر ڈالی اُسے بارے اُپر

لاکھا خلق آئے دنیا کے اندر
ایک نا باقی رہا اُنسے مگر

تجھکو بھی ویسا کریگی یہہ جہان
کیا کہون مین ہی ترے پر سب عیان

اسطرح کی بیوفا کا ہو شریک
بھول حق کو ہو گیا مرد نیک

جو رہا ہمت پہ ثابت مرد ہے
یہہ جہان سب پاس اُسکی گرد ہے

حکایت مسلم

مسلم احمد بزرگ نامدار
صاحب دل پیشوائے روزگار

ایکدن ہارون رشید شاہ کہن
آئے اور دیکھے شہانہ انجمن

فرش دلکش اور تکیہ شاندار
سب در و دیوار نقشین رنگدار

دیکھکر یہہ رونق زینت مزید
مسلم اُسکو بولے ہارون رشید

گھر ہی تیرا بس نشین استوار
روز و شب اسمین ہے تو عشرت مجھار

کاشکے ہوتی قبر بھی اسو صفا
صاف تر اس سے فراخ و دلکشا

گوش کر ہارون رشید اباتکو
رو دیا یکبار او پر درد ہو

بھی کہا ای پیشوائے روزگار
کچھ نصیحت کر مجھے تا آوے کار

پس کہے مسلم نے ای ہارون تو
جان بلب ہووے جنگل مین پیاسہ ہو

گر تجھے یک بوندھ پانی نا ملے
تشنگی سے سب جگر تیرا جلے

کوئی لاوے اگر اُسوقت پر — یک پیالہ آب ٹھنڈا سرد تر
دیونگا مین بلکہ اُسکو بعد زر — نصف ملک و مال اپنا بانٹ کر
بند ہو اکبار استنجا تجھے — سخت محنت مین پڑیگا رنج سے
پس کہا ہارون نے شبلی حق شناس — ہی بمقدر تجھہ فضیلت مین قیاس
بس ہے سلم اُس دنیا پر — لعنت حق ہووے ہر شام و سحر
یہہ نصیحت جب سنا ہارون رشید — سوز یک پیدا کیا دلین شدید
ہو چراغ آہ دلین شعلہ زن — جل گیا سب عیش پروانے نمن
لیک ہی تو کور باطن بے خبر — ہی تجھے مردار دنیا پر فخر
جو ہوا مردار دنیا سے جدا — دیدۂ دل کو رہے اسکو جلا
دل مرا اُس آن ہے بس شادمان — جگ منور جون چراغ آسمان
جون حکیم نبض دان بیمار کو — باز رکھتا ہی مخالف چیز سو
دلین ہووے جسکے دنیا کی طلب — نا رہے وہ دوست محبوب رب

تو لیویگا اُسے تین کیا مول دے — تب کہا ہارون نے جو کچھ مانگے
پھر کہے مسکین نے ہارون رشید — پی لیا پانی کہین کر کے خرید
کیا دیویگا اُسکو تین بو الفلان — گر کرے کوئی تجھے استنجا روان
نصف ملک و مال جو باقی رہا — بے شبہ اُسکو کرونگا مین عطا
جسکی قیمت یک پیالہ آب ہے — دل لگانا اُس سے نہین کچھ لاب ہے
ساقی حق نے انکو کاپی شراب — غم کے آتش مین بھونا دل جون کباب
صاحب ہمت کے نزدیک الفلان — خوار تر مردار ہی ساری جہان
طالب دنیا خدا سے دور ہی — چشم دل اُسکا سدا بے نور ہی
مصطفی فرمائے ہین یون العزیز — کہ ہو جسدن مرے گھر کوئی چیز
اور ہووے دوستون کتین تمام — باز رکھتا ہون مین دنیا سے مدام
وائے اے غافل مزاج بیخبر — کیون رکھا ہے دل دنیا جمع کر
ہی پیمبر کی حدیث باصواب — جیفۃ الدنیا و طالبہا کلاب

پس جہان مردار ہی یہہ بدفعار — تو ہوا ہی کیون سگ مردار خوار

تنبیہ

یون کہے عباس روز حشر — لاوینگے دنیا کتین جسوقت تر
منہہ سیاہ اُسکا شتر کی طور سا — بوڑھے بدصورت سب جھر جائیگا
پس جناب حق سے آویگا خطاب — اے سبھی ... اہل حساب
تب کہینگے اہل محشر ای اللہ — کون ہی نہین خبر یہہ روسیاہ
جسکتین تم دیکھہ کر مفتون ہو — بیچتے تھے سنت لیکن دین کو
یہہ تمہاری دلربا محبوب ہے — آج دیکھو اُسکا کیا اسلوب ہے
یون کرینگی عرض دنیا بعد ازان — یا الٰہی دوست میرے سب کہان
آنکو بھی ڈالو جہنم کے اندر — تا رہین دونو ہم یک جا پر

بدشکل اور زشت رو اور زن ... — پشت خم قامت مثال پیر زن
اُسکی زشتی پر کریگا جو نظر — خوف سے مرجاوے پارہ ہو جگر
تم کہاں کون ہی یہہ پیر زن — زشت صورت بدشکل بھونڈی نہین
پھر ندا آویگا ای بیچارگان — ہی یہی دنیا بد یا جہان
جس اوپر تکیہ کئے تھے تم تمام — حسن پر ناز ان کے تھے صبح و شام
قدسیان کو اسطرح حکم ہوئیگا — ڈال دو دوزخ مین دنیا کو بجا
حکم ہوگا پس ملایک کے اوپر — دوستان دنیا کے سارے ... کو
پس یہہ دنیا سے نہ ہووے کچھ جدا — مصلحت نہین ہی کہ جاوین ... بھول

تنبیہ

خادم کی ولی کردگار — نقل کرتے ہین کہ محشر کے مجھان
اہل محشر کے کھڑے کر روبرو — یون کراوینگے منادی سو بسو
دوستی دنیا کی جس دل اندر — گرچہ اوطاعت کیا ساری عمر
کہ سنو سب لوگ یہہ بندہ ہی دو — بھول حق کو دوست تھا دنیا کا ہو

جسکو تین جیسے رکھا تھا خوار کر — اسکو یہہ بندہ رکھا تھا پیار کر
ہی خدا نے جسکو دشمن کر رکھا — سر بسر یہہ دوست اسکا ہو رہا
خوب نین ہی اہل محبت کے مجہا — سر جسکا اسطرح ہو ناشمسار
حشر کی یہہ سخت رسوائی ستی — فکر کرنا حشر کی بہتر ابہی
پاک ہو دنیا سے اب پرہیزگار — دوستی سے ماسوا کے ور گذر
حب دنیا مت رکھہ ای دنیا طلب — کر عبادت اپنی رب کی عمر سب
حب دنیا رکھہ کرے طاعت مدام — کوشش بیفائدہ ہی تمام

حکایت نکتہ

بایزید نامور عالی وقار — بادشاہ اولیا روزگار
نقل کرتے ہین کہ مین چالیس سال — کر ریاضت تن گھٹایا جون ہلال
بعد اس مدت کے یکدن ناگہان — کھل گیا دروازہ سر نہان
پس مین جا باتش اندر جا کے تن — یون ندا آیا کہ مت آ راہ مین
پوست اور کوزہ جو ہی لگ تجھے کنے — راہ نین ہی تجھکو اس خلوت مینے
پھینک تھے یکمر مین گیا ہر دو کتین — جا کے پہنچا منزل مقصد کو مین
پس خطاب اسطرح سے مجھہ پر ہوا — خلق کو اے دوست میرے کول جا
زہد کر چالیس برسان بایزید — نفس پر اپنے لیا محنت شدید
کہنہ کوزہ ایک ٹکڑا پوستین — نین گیا تک دور رہ پایا نہین
تم جو رکھتے ہو علایق یہہ تمام — دل لگا حرص ہوا مین صبح و شام
پا وینگے تم کیون میری درگاہ کو — بال سے باریک میری راہ کو
پس ہوا معلوم ای مرد خرد — گر کرے تو گر عمر ساری زہد
جب تلک حرص و ہوا نا چھوڑ کر — اور علایق کو کرے نا در گذر
تب تلک نین کچھہ ہی حاصل الغرض — رنج و محنت ہی تیری سب رایگان
جھاڑ دامن سے تو پہلے گرد کو — لے طریقہ زہد کا درپیش تو
ہی جسے دنیائے فانی پر نگاہ — خلوت اسرار مین نین اسکو راہ

حکایت نکتہ

ایکدن کئی دوستان با خبر — جمع ہو بیٹھے تھے کوئی یکجا پر
کین سوال ابراہیم ادہم حق شناس — آکے پہنچے یکبیک پس آکے پاس
دور سے اس انجمن کو دیکھ کر — قصد صحبت کا کئے انکی مگر
نین دئے ادہم کو ہرگز راہ وے — بھی کہے جا دور سے حق آگاہ وے
گرچہ تیرے سے ریاضت بس ہوئی — بوئے بد دنیا کی تجھ سے نین گئی
باوجود ایسی ریاضت کے تمام — نین دئے ادہم کو اپنے بین مقام
پس ملیگی کسطرح سے ہمکو راہ — حب دنیا سے ہوا ہی دل سیاہ
جھاڑ تا دامن کو دنیا سے ضرور — تا ملے کچھہ دین باطن کو نور
ہی ہماری چشم دل پر کے نقاب — کسطرح ہمکو دسے وہ آفتاب
تک ذرے آنکھہ مین ہو وے غبار — تا نظر آوے تجھے کچھہ زینہار
نین یقین تجھکو خدائے پاک پر — کہ ترے ہی لین حب درم و زر
جسکو ہو وے مال دنیا یکدرم — دور نین ابلیس سے یکدم

حکایت نکتہ

کر توکل حق پہ ادہم باشرف — حج کو جاتے تھے وہ بیت اللہ طرف
تین دن تک نین ملا رہ مین طعام — پس ہوی یا قوتی ان پر تمام
آملا دین راہ مین ابلیس لعین — انکو بولا ای شہ محنت قرین
نعمت و شاہی کو اپنے چھوڑ کر — رنج اور فاقے پہ باندھا ہی کمر
یون کہان تک جاویگا کر کے سلوک — سو سکر سختی سے ایسی بین بھوک
بس کہے ادہم خدا پر کر خطاب — ای خداوند جہان عالیجناب
دوست پر دشمن کتین مت سونپ تو — دے مجھے ہمت کتین توفیق کو
گر تری توفیق ہوای یا رب — قطع کر سکتا ہوں مین یہہ راہ سب

پس دیا ہاتف نے آواز غیب سے / ڈال دے جو کچھ رکھا ہی جیب سے
غیب سے کرتا ہوں میں بخشش عطا / دل کے تجھ گوہر کو مت کر جلا
شیخ دیکھے جیب میں تب ہاتھ ڈال / چار دانگی سیم تھا اس میں نکال
بھی گئے تھے دل ستی اسکو بسر / یاد اسکا میں تھا خاطر کے اوپر
پھینک ڈالے جب وہ سیم پلید / دلکو آئی غیب سے ہمت مزید
بھی گیا ابلیس منہ پر سے نکل / جوں چھپے سو بچ کے نکلے پر کے دل
ہی جو کوئی اس سیم و زر کے قید میں / رات دن ابلیس ہی کے کید میں
جو رکھیگا دل میں جب سیم و زر / نقد ایمان کھوئیگا تو سر بسر
تو رہے دل میں علائق مال کے / جانب حق چلنے نہ جانے تجھے
ملنے اسکو طریق راستان / کجروی میں جو ہی مثل آسمان
غیر کا تیرے میں جب تک ہے خیال / تو نہ ہوویگا کبھی مرد کمال

حکایت نکتہ

جعفر صادق امام پاکذات / پیشوائے خلق پیر کائنات
ایکدن مجلس کئے تھے مثل سور / تھے محبان دوست بستہ حضور
شیخ سے اگر کوئی سائل ہوا / کہ دکھا مجھکو خدا ای پیشوا
حضرت صادق دئے اسکو جواب / لن ترانی مثل موسی کو خطاب
پھر کہا اسنے کہ ای صادق امام / ہی یقین ملت تری خیر الانام
کوئی اس ملت میں کہتا ہی پکار / میں کہا ہوں دیکھیں اپنے کردگار
کوئی کہتا ہی کہ طاعت میں کیا / تب تلک مجھکو دکھائیں کبریا
پس کہے جعفر امام روزگار / حوض میں ڈالو اسے بند استوار
خادمان سب اسطرح کا حکم پا / حوض میں ڈالے اسے بند دست و پا
آپ گہیر اٹھا سو دبدبہ ہو ملول / ہانک مارا الغیاث ابن رسول
چند بار اسکو رسے بولا پکار / نہ گئے اسپر نظر وہ نامدار
عاقبت وہ دبدبہ سے جب بے سدھ ہوا / لائے باہر اسکو پانی سے اٹھا
بعد یکساعت کے پایا ہوش و تاب / پھر گرائے اسکو اندر حوض آب
گھبرا ہو پھر پکارا بار ہا / لطف سے اپنے مجھے لیجو بچا
میں ہوئے صادق مگر فریاد رس / آب میں مرنے لگا دبدبے کے بس
جب ہوا نومید سب مخلوق سے / پس پھرایا منہ طرف اللہ کے
وہ پکارا حق کو باعجز و نیاز / ای کریم افتادگوں کے کارساز
اب مجھے کس سے توقع میں ہی / ہو مرا فریاد رس اب تو ہی
بعد فرمائے کہ اسکو آب سے / لاؤ باہر لائے پس گرداب سے
کر شتابی خادمان مل یکبار / لائے پانی سے اٹھا اسکو بہار
تھا جوان جو بیخودی کے جوش میں / بعد یکساعت کے آیا ہوش میں
جعفر صادق کہے ای حق طلب / کیا نظر آیا تجھے وہ پاک رب
وہ کہا ای رہنمائے راستان / آفتاب لامکان راستان
غیر کا جب تک کہ تھا دل پر نقاب / ایکذرہ میں نہ دیکھا وہ آفتاب
جب ہوا میں حق کے جناب میں رجوع / تب ہوا خورشید ذات حق طلوع
غیر کا قطرہ ہوا سب دل سے دور / چشم باطن کو ملا از غیب نور
جب لیا میں دوست کی اپنے پناہ / تو لیں پکڑو نہ دیا جوں صبحگاہ
دیکھنے سے دل کے روزن تھا ڈھکا / دیکھے آیا جو مرا اٹھا دعا
تب کہے صادق اسے ای فرزند / تو پکارا جب مجھے حق کو بسار
تھا نہیں تب تک تجھے حق پر یقین / بی شبہ اب تو ہوا اسرار بین
دیکھ تو اب اس سخن پر نگاہ / جس میں دیکھا ہی تو اسرار الہ
یوں تو معزد ہو جہاں سے در گذر / دوست بن ہرگز نہ کچھ کر نظر
غیر کا دل میں اگر ہووے خیال / دوست کا ملنا تجھے امر محال
یال پھر تو عمر کا ہووے ندیم / حق میں اور تجھ میں ہے وصلہ عظیم

کوئی اویس نامور سے جا کہا | ای چراغ خلوت راز خدا
ہیں کفنی گور اپنی کھود کر | چھوڑ کر دنیا کو ہی اُس گور پر
اسطرح سے گئی گذر کر تیس سال | قبر پر بیٹھا ہی روتا جون بحال
دیکھتے کیا ہین نہایت ہی ضعیف | سر سے پا تک سر بسر زرد و نحیف
مجھکو یہہ مشغولی و کفن و قبر | حق تعالی سے رکھی ہی دور تر
گھر ہی مین گئی گذر کر تیس سال | ہی سجا دل ترا یہہ سب خیال
غرق وحدت ہو گیا سر تا قدم | کشف پایا دل نے ستر علم
سوز دل سے کرکے نعرہ ایکبار | گر پڑا تربت مین وو بی اختیار
آہ جب گور و کفن ہووے حجاب | کان ہمارے پھر حجابونکا حساب
پھاڑ دو ان حجابون کو ضرور | جز خدا کے دلکو رکھنا سب سے دور
خلوت اسرار سے وہ دور ہے | پردہ غفلت سے بھی مستور ہے
مثل قطرہ ایک ہو دریا کے مل

ہی یہان نزدیک ہر شخص نیک | پاک نیت صاف باطن و نیک
رات کو آرام نا دن کو قرار | روز و شب ہی شغل مین مشغول یار
بات یہہ سنکر اویس حق شناس | شوق سے گئے ڈھونڈ کر اس مرد پاس
پس کہے اس شخص کتین الفلان | پردہ غفلت مین ہی تو بیگمان
راہ کے بت ہین ترے یہہ پردہ چیز | باز رکھتے ہین خدا سے ای عزیز
جب سنا وہ مرد یہہ تقریر صاف | ہو گیا برخاست کر ترک لحاف
دل کے آئینہ کتین پہنچا جلا | تسمین دیکھا پھر نظر ستر خدا
دیکھ کر جلدی سے جان کر فدا | جان شیرین کو کیا اُس پر فدا
کیون رہے گا ان حجابون مین خدا | کان ملنگا دیدہ و دل کو جلا
نادرا حق اگر کوئی چیز پر | دل لگاوے گا اگر کوئی بشر
آرزو پہلے تو ہے دل کے ہو | دوستی دو مت کے یکرنگ ہو
کیون رہے گی آرزو اور ایک دل

حکایت فضیل رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی راوی سے یون لکھین فضیل | پر ضیا فانوس عزت کی فتیل
ناگہان اپنے مین لایا وہ پسر | دوست رکھتا ہی مجھے تو ای پدر
پس کہا فرزند یون ای باپ تو | دوست رکھتا ہی خدا پاک کو
پس کہا فرزند مجھکو ای پدر | تجھکو کتنے دل ہین کہیے پسر
پھر کہا فرزند سن اس بات کو | کیون سماوے ایکدل مین دوست دو
پھر کہے یہہ تو سخن از غیب ہی | نغمہ ساز پردہ لاریب ہے
بولکر یون سر پہ اپنی ہاتھ مار | تلملائے خاک پر شیدا وار
مرد ہونا اسطرح سے ایفلان | بھول جانا سب اپسکا حسن جان
اصل جسکا ہی زوال لاشریک | کیون چلے پس شرک تیرا ای کنک
نین ہوتی تک شرک باطن جدا

گود مین لے پھر سے فرزند کو | پیار کرتے تھے ایس دلبند کو
وہ کہے ہان دوست رکھتا ہون تجھے | جسم تیرا راحت جان ہی مجھے
شیخ بولے اسطرح ای خورد سال | ہون بلاشک دوستدار ذوالجلال
شیخ فرمانے مجھے ہی ایکدل | اس سخن مین نین تفاوت تا یک تل
بات یہہ سنکر فضیل نامدار | ہو گئے از بس مین خود بیقرار
کان پسر کو اس سخن کی امتیاز | اسکو سکھلایا خدائے بی نیاز
شرک ہی لک دین ہی پر کہ حق | پاویگا پھر کسطرح سے وصل حق
ہی خداوند جہان شاہ غیور | ذات اسکی ہے ہمیشہ شرکت سے دور
دلکو اپنے پاک کر تو شرک سے | شاہد وحدت کو پھر جا دیکھلے
تا رہے دل مین نہ کچھ جا خدا

حکایت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

نقل ہی یون بایزید نامدار | تھے ایس حجرہ مین تنہا ایکبار
ناگہ مین اسوقت آیا کر شب | صاف تر تازہ نہایت دلفریب

دیکھ کر اس سبب کو ذات شریف — یون کہے ہیں سبب ولکن لطیف
نام میرا ور میوہ سربسر — کیا مناسب جو رکھا دل کے اندر
نقل ہی چالیس دن تک از قضا — دل سے انکے محو تھا نام خدا
دل سے اپنے دور کر اغیار کو — پس نکھالے دوست کے دیدار کو
لطف سے تجھ پر کرم کر کردگار

پس دیا ہاتف نے آواز شدید — کیا تجھے کچھ شرم نہیں ای بایزید
اس طرح سے کیون ہوا تو بے ادب — دل نہ بھولا جا تیرے نام رب
دیکھ ای اسحاق یہ مشکل محل — غیر کو دلین دے اپنے دخل
تو ہے بگا دوست کے اپنے قریب — رحمت حق ہووے گی تیرے نصیب
کر دکھاوے تجھ کرامت آشکار

باب دہم — حکایت — در بیان کرامات اولیا

راوی دانا سخن کا گنج دار — نقد دانش کو تھا جسکے شمار
کہ کوی تھا شخص چنگیز خان گر — شان اور شوکت مین تھا شاہون سے ور
آسمان سے مرتبہ برتر اسے — جون ستارے بیعد لشکر اسے
ساتھ لے خونخوار جنگی سب سپاہ — ضبط کرتا تھا جہانکو سال و ماہ
لشکری ساری بحکم شہریار — لوٹتے تھے شہر مین ہر تھار تھار
ہی فریدالدین لقب تھی آشکار — مست تھے حجرے مین اپنے نامدار
شیخ کے حجرے مین آیا وہ لشنگ — لایا باہر کھینچ انکو بیدرنگ
کوشش کر اسیر انکو وہ مرد خر — شیخ کے ہاتھونکو باندھا بے جگر
اتفاقاً شیخ کا ایک دوستدار — روبرو انکے ہوا وہین ایکبار
خلوت عزت کا تو شمع منیر — کیا سبب ہوکر رہا ہی تو اسیر
ایک ساعت مین اس حجرے اندر — خواب غفلت مین ہا حق کو بسر
دوست کے یاد سے غافل رہے — اسکو بیشک یہ سزا حاصل ہے
مین تجھے دیتا ہون دینار ہزار — نین قتولا ظالم بد روزگار
نین دیا ہی اسکنین وہ بدنہاد — پس لگا دین مول ہونیکو زیاد
عاقبت دینار زرین دیں ہزار — مول شیخ وقت کا پایا قرار
بیچ مت تو مول آویگا زیاد — پس نہ بیچا شیخ کو وہ بدنہاد
تا کریگا تجھکو ہرگز کوی خرید — فخر اپنے کو کیا ہی تو خرید
شیخ سن یہ حال دین توبہ کیے — حق سے اپنے جرم کو بخشا لئے

اسطرح سے خانہ پردازی کیا — گوہر دلکو جس نے جس سے جلا
مثل اسکندر کیا تھا اسکو رب — پادشاہ کشور عجم و عرب
فہم و دانش مین ارسطو کے مثال — ہمت و تدبیر مین مرد کمال
سب جہان تسخیر کر شمشیر سے — آرہا جب پاس نیشاپور کے
از قضا اس شہر مین شیخ زمان — شیخ عطار آفتاب آسمان
لشکری یسین بدتر سرشت — زشت صورت اور تھا سیرت زشت
اور پوچھا بول تیرا نام کیا — شیخ بولے بندہ یک ہون بے نوا
بے ادب ہو شیخ کے تین نے کھینچے — لے کے آیا کھینچیا رسے سینے
شیخ کا یہ حال دیکھا سربسر — انکو بولا ای امام راہ بر
شیخ بولے دوست کی یہ ہی عطا — میری غفلت کی ہی شامت کی سزا
ناگہان یہ لشکری آیا لشنگ — بیچتا ہی مجھکو اب لا بیدرنگ
پس کہا او دوست اسیر تور — بیچتا ہی شیخ کو تو دے مجھے
دوست مین ایک وہ سر حاضر ہوا — بیس سو دینار دیتا ہون کہا
دوستان اسطرح سے آتے اٹھے — مول افزون کرکے پھر جاتے اٹھے
پس قبولا وہ جوان مردہ دل — شیخ بولے صبر کر تو ایک تل
پس دیا ہاتف ندا ای پر عتاب — ہی سراسر بات تیری ناصواب
جلد توبہ کر تو اپنی بات پر — ورنہ اس شامت سے پاویگا ضرر
ناگہان یک پیرزن ویسے نے — تو برابر گھانس لائی سامنے

وہ کہی پہچان کر اس شیخ کو / ای خداوان مرد بزرگوار تو / کیا سبب ہی اسطرح سے مبتلا / بول دو جو حال ہی ای پیشوا

شیخ بولے مجھپہ ہی احسان رب / بھیجا ہی لشکری جو مجھکو اب / وہ کہی ملک سے گر دیتا ہی تو / شیخ کو دے لے میرے گھاس جو

پس کہا وہ لشکری ای عقل خام / مبلغ بسیار کا ہی یہہ غلام / شیخ بولے سکتین ای خوش نہاد / مول میرا اس سے ہرگز مین یاد

بیچ دے مجھکو نہ حرص افزود کر / ناخرید کوی مجھے دے سیم و زر / لشکری سے شیخ اس گفتار مین / تھے تلک تقریر اور تکرار مین

گر دیا شہ وین منادی کو بکو / کہ نہ لیو کوی کسیکی آبرو / لوٹنے اور مارنے سے ہر کدھر / دست کو اپنے رکھے کوتاہ کر

یہہ منادی گوش کر سرکش مزاج / ہو گیا یکبار وہ آتش مزاج / بھر کے غصے مین علم تیغہ کیا / شیخ کے سر کو کیا تن سے جدا

پس گیا مردود خر وین ہو دنگ / شیخ کے حجرے مین اُز شکل پلنگ / تھا وہ بھوکھا رو سیہ بدبخت خام / بخت کر لیکے تین چاہا طعام

دیگ کو تیار کرکے بے ادب / لیکے آیا دیگدان کے پاس جب / لیک اس افراط اور تفریط سے / ایک ٹکرا دیگدان کا شیخ کے

تت گیا تھا مین ٹکی دیگ اس لیے / شیخ عالم اسکتین خود دیکھکر / لے مبارک سر کو اپنے در بغل / ہی خدا اشارہ کہ آئے جلد چل

تھا شکستہ پاؤن جو اسکے بجاے / رکھہ سر اپنا دیگ کو ٹیکا لگاے / آگ مین بھر کے تلک اس دیگ کو / جوش آیا قدرت اللہ سو

یہہ کرامت دیکھکر وہ لشکری / خوف کھایا تن مین چھوٹی تھرتھری / بید کے مانند کانپا بے قرار / جلد حجرے سے نکل جانے فرار

گرچہ تیرا باہر نہین آئے تلک / مر گیا اپنا ہوا وین مثل سگ / بعد ازان سب دوستونکو ہوی خبر / آئے وین چار دن طرف سے دوڑ کر

شیخ کو دیکھے پڑے ہین ہو شہید / پس محبان سب کئے گریہ مزید / عاقبت حق کی رضا پر صبر کر / ہو گئے راضی نشستے کے اوپر

شیخ کے پاکیزہ تن سے جدا / جب کیا تھا سر کو ظالم پر جفا / تب کئی بیتان لکھے تھے شیخ نے / اپنی خود انگشت خون آلود سے

ایک رباعی فارسی تصنیف کر / خون سے اپنے لکھے سینے اوپر / الغرض سب دوستان ہو دردناک / کردئے وین شیخ کو سپرد خاک

نقل ہی قاتل [illegible] شکل سگ / لیگئے اسکو شہ تیمور لگ / بعد ازان تیمور شہ کے حکم سو / بھسکتا ئے کاٹتا اس تصویر کو

یہہ کرامت شیخ کی نہین سہل ہی / سہل کر سمجھا سو وہ نااہل ہی / زندگی مین شیخ کر بندگی / ہو فنا فی اللہ لئے پایندگی

گر کرے تو بھی سلوک اس طور کا / دوست تیرا ہوویگا تیرا خدا / جب رہے تیرا خداوند کریم / کیا گی تجھکو کرامت ای ندیم

جو سخن تیری زبان سے ہو عیان / گر دکھاویگا خداوند جہان

حکایت جنید بغدادی

نقل کرتے ہین جنید نامور / ایکدن تھا مین نے مسجد کے اندر / آئے کہین سے دو جوان پاکباز / تھے مصلے کو بچھا کرتے نماز

جب نماز حق کئے پوری ادا / آگے میرے وے دونون نے کہا / رحمک اللہ ای جنید باز سے / اولیاؤن کی کرامت سے کہے

تب کہا مین ای خدا کے دوستان / انبیا کو ہی کرامت کا نشان / بات یہہ سنکر وے مسکرائے / ایک دوسرے پر آپس مین کے بچھائے

مین دونے مجھکو پھر اگر کچھ جواب / برق کے مانند گئے اٹھ کر شتاب / مین اندیشے مین تھا اس دو نسب / یہہ جوانان کون تھے مقبول رب

دوسرے کون حکمت لاریب سے / آئے مسجد مین دو نفل غیب سے / کر مصلی پر روز اول کے مثال / تھے ادا کرتے نماز ذو الجلال

بے مجھے بیری طرف منہ پھر کر
ہم تجھے کہتے ہیں اب ہمن الفلاں
بھی کہیں دیوار کو ہوجا تو زر
ہو گئی دیوار مسجد زر تمام
یک اُن دے کہا پھر باصواب
پھر وہ دیوار و ستون سب اکبار
یہ خدا کے دوستوں کا ہی کمال

اولیا کی وے کرامت کی خبر
اولیاؤں کی کرامت کا بیان
بس وہ ہو جاویں ہیں نا عذر کر
قدرت حق سے عجب کا ہیں مقام
ای ستون دیوار میں تم خطاب
ہو گئے اول کے جیسے پائدار
جون کہے تیون کر دکھا دو ذوالجلال
جب تو پایا دوستی کردگار

من دو یا من لگ جو اب بات کا
گر گرین وے ان ستوناں پر حکم
بس خدا عالم کا ہی خود کارساز
بھی ستون سارے زبرجد ہوئے
بات ہم کہتے ہیں از رو مثل
پھر کہے ہیں کچھ سخن وو دو جوان
گر تجھے بھی اسطرح کی ہی طلب
تب کرامت ہووے تیری آشکار

بافصاحت وے کہے ای رہنما
ہو زبرجد کے سبی یکبار تم
بات کہتے ہی کیا وہیں سرفراز
دیکھ یہ احوال وو دونو جنے
اب ہوئے تم جس طرح تھے اول
ہو گئے جون برق بادل میں نہان
پیروی کر دوستوں کی روز و شب

حکایت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

کوہ پر ادہم اتھے یکوقت پر
بول مجھ کو مرد کا کیا ہی کمال
بعد فی الفور جاسے ہلے
بس کہے ای کوہ یکبار وہ چل
اسطرح ہے عارفوں کا ہی مقال

دوست یک تھا ساتھ انکے پر قدر
شیخ بولے وہ کمال ہر زوال
پر ہو تجھ سے سلیمانؑ سے چلے
حکم ہیں سے تجھکو کہتا ہوں مثل
کان سے تیری تجھے اتنا کمال
عارفی کچھ سہل نہیں ہی الفلاں

یکبیک وہ دوست انکیں وہیں
ہی بھی گردہ کہی اس کوہ کو
یون کہے تک وہ امیر استان
رہ گیا چلنے سے ہوسا کن ہیا تر
عارفوں کی گر کرے تو پیروی
سو سنار بخش گھٹا جسم جاں

یون کہا ای عالم علم الیقین
چل شتابی چھوڑ ای جا سے تو
چل دیا وہیں کوہ جلدی سے روان
استقامت کا قدم وہیں اپنا کا
آپ ہوا [illegible]

حکایت صاحب شرف

قافلے کے ساتھ تھے اہل شرف
رہ گئے یک جنگل ویران جا
ناگہاں یک جا دسے اہل کرم
دیکھتے کیا ہیں کہی ہی محراب ایک
وقت مغرب یک جوان خوش شکل
بس ہوا ظاہر بحکم کبریا
راہ بھولے سو وے بھی یک قدر
تھے مصلے پر امام مہتدی
راہ بھولے سو جوان عیب تہ

جلد سے تھے حج کو بیت اللہ طرف
آدمی کو جان گذر ممکن نہ تھا
آدمی کے پائے آثار قدم
کچھ تسلی ہوی مگر وہ جا دیکھ
زرد رو خورشید جس جھپے اگل
اس میں ہے ایک چشمہ آب کا
آ رہے اس آب چشمے کے اوپر
ہیبت سے اسکی ہوے معتقدی
ہاتھ ڈالے انکے دامن کے اوپر

راہ گم کر از قضا کوی جا پر
سخت جنگل سے پریشان ہو زیاد
بس چلے جاتے تھے ان قدموں اپر
بس یقین انکے ہوا دل کی اندر
یکبیک اس جا سے پر آکر سنگ
وہ جوان پاک باطن نیک خو
کر وضو اس نصفا آب میں
جب نماز حق ہوی پوری ادا
بھی کہے ای پاک صورت خوش لقا

ہو گئے سب قافلے سے دور تر
ہر طرف دوڑے مثال تندباد
عاقبت یک جاسے اور پہنچ کر
آدمی کا ہی گذر اس جا سے پر
پاؤں سے تھوکا زمیں سید رنگ
بیٹھ چشمے پر کیا ہیں وضو
کر شتابی آسے اس محراب میں
قصد جانے کا کئے وہ پیشوا
جنگل ویران میں ہوں مبتلا

سخت عاجز ہو نپٹ رنجور ہون / راہ گم کر قافلے سے دور ہون
تب کہے او پیشوا اے راستان / آ مرے پیچھے تو چل کر ای جوان
پس کہے وہ پیشوا اُس مرد کو / قافلہ ہی یہہ ترا جا دیکھ تو
وہ جوان نیک و مرد پارسا / سجدۂ شکر خدا لایا بجا
کون ہی تو اور تیرا کیا ہی نام / اور تیری ہی کہاں منزل مقام
دوستداران خداوند جہان / ہیں ہر یک جا میں میرے نہان
پہاڑ دے اپنے سے غفلت کا نقاب / روبرو ہی دیکھ لے یں بے حجاب
راہ دکھلا او میرے لطف کر / قافلے سے نا ملون بارے دگر
راہ تھوڑی جب چلے تو دونو جنے / آدمیکا یکبیک غل چل سنے
دیکھتے کیا ہیں وہ خوش سیر / قافلہ اپنا ہی تھا وہ بیشتر
ہو برجوع اُس پیشوا سے بعد ازان / با ادب ہو کر کہے ای رہنما
وہ کہے ہی نام زین العابدین / بن حسین بن علی ہادی دین
پردۂ غفلت ہے تجھ انکھون اُپر / عارفان کیونکر تجھے آوین نظر

حکایت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

راہ میں کعبے کے ادہم حق پذیر / خوش چلے تھے جون نکلتے ہے جا تیر
ہی مگر پر رحمت پروردگار / جو کیا ہی مجھکو اپنا دوستدار
فاقۂ نور و زہی میرے اُپر / نیں مجھے کھانے کی حاجت دل اندر
ہانک مارا اسطرح ادہم اُپر / شرم نیں ادہم تجھے دل کے اندر
فاقۂ نور و زکتیں سخت جان / حق تعالی پر کیا ہی تو بہتان
باوجود اسکے ہو کشادہ دل / جو مگر سخت ہی فاقہ کٹھن
نیں ہوئی معلوم کچھ شدت مجھے / بھی خدا پر کچھ نہیں منت مجھے
جب کیا او عارف حق یون کلام / ہوگئے زر کے درختان یک تمام
قدرت حق سے درختان ناگہان / حالت اصلی میں آئے بعد ازان
سرسر یہہ ہی کرامت آشکار / کہ دیا ہی دوستانکو کردگار
جب سہیگا اسطرح تو سخت رنج / ہو ویگا حاصل تجھے اسطرح گنج
ہین ہر یک جا عارفان ذوالجلال / لیک ہی تجھ چشم میں غفلت کی جال
از قضا نور و زمیں با کلعام / پس کہے یون لُمین اپنے نیکنام
اسطرح کی رنج اور سختی دیا / ہمت و قوت دیا ہی انتہا
ناگہان ویسے منے یک مرد پیر / روبرو آیا زبس روشن ضمیر
تو عبث ہمت اُپر کرتا ہی لاف / ہی سخن تیرا سراسر پر خلاف
دیکھ تو میرے ضعیفی حال کو / ناتوانی پیری صد سال کو
نیں ملا پانی نہ کھایا ہوں طعام / یاد میں حق کے مرے سب حرام
حق سے چاہو نیں اگر اس وقت پر / یہہ درختان زر کے ہو وین سربسر
ہوگیا پس پیر غایب از نظر / لیکن دیسا نیں گرچہ دیکھے ڈھونڈکر
باز کر چشم خرد تک دیکھ تو / عارفوں کے رسم و راہ نیککو
پائے ہیں وہ خلوت غیر میں راہ / کر انھون کے رنج و محنت پر نگاہ
چھوڑ دے آسودگی ای بے ادب / رہ طلب میں عارفون کے روز و شب

حکایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

راوی اخبار دانائے صحیح / اسطرح تقریر کرتا ہی فصیح
کین بیابان میں چلے تھے ایکوقت / تھی نہایت تابش خورشید سخت
ہر طرف دوڑے گئے مثل سراب / کین نہیں انکو ملا ایک بوند آب
برق کے مانند ہو وہ باشرف / دوڑتی گئی گرد دیکھے جس طرف
کہ خلیل اللہ دریائے کرم / صاحب عزت رسول محترم
نیں ملی کوی جا انگو سایہ دار / ہو پیاسے ہو گئے تھے بیقرار
خشک لب ہو کر چلے تھے بیشتر / دور سون کین کو دیک آیا نظر
دیکھتے کیا ہیں کہ وہ عالی مقام / لی ہی بکریاں کی یک حبشی غلام

تھا چراتا بکریون کو ہانکتا — بس سلام اسپر کئے نزدیک جا
پھر کہا وہ صاحب دانش غلام — ای خلیل اللہ تیرے پر سلام
نام دنیا جب سنے مقبول رب — خاطر اشرف مین بس ہو گئی عجب
بولے اسکو ای جوان پر قدر — پیاس سے میرا دہن ہی خشک تر
نین ملا کوئی جا پر پانی مجھے — ایک قدح آب لادے لطف سے
تب کہا وہ حبشی عالی مقام — ای خلیل حق رسول نیک نام
شیر شیرین لاؤن پھر کا سے مجھا — یا پلاؤن آب سرد خوش گوار
تب خلیل اللہ کہے ای نیک مرد — لا پلا اسپر تنین تو آب سرد
وہ غلام نیک جو ہر داتھین — جو رکھا تھا چوب اپنے ہاتھ تیز
اس سے مارا سنگ پر یک بار — بس وہ پتھر سے بحکم کردگار
آب نکلا ہو روان مثل زلال — صاف شیرین سرد تریخ کے مثال
پھر کہا یون ای خلیل نامور — لے جتا چاہی پی لے پیٹ بھر
بس مین ہی حضرت خلیل اللہ پر — ہو گیا شدت سے حیرت کا اثر
پھر کہا ہی وہ خلیل اللہ کو — کیون رہا ہی اسطرح حیرت تو
جو خدا کا ہو مطیع با اعتقاد — سب کرے فرمان بری انقیاد
وہ جو کچھ چاہے خدا سے دھر طلب — لطف سے بخشش کرے تو کیا عجب
اور کرے اسکے مطیع سب خلق کو — کوئی نہ پھیرے سر کو اسکے حکم سو
گر کریگا حکم وہ اس کوہ پر — ہو معلق وہ ہوا پر سر بسر
ارتضا دو کوہ تھے دین مین سے — وہ سخن اک جوہر کا سنے
یک بیک جا کے سو خود بر خوت ہو — تھے معلق پر ہوا فی الحال او
دیکھ ابراہیم یہہ حیران رہے — کر عجب العظمة لله کہے
تب کہے نازل ہو جبرئیل امین — ای خلیل پاک رب العالمین
آج ہو کر تو خلیل کردگار — کیون رہا حیران ابی نامدار
پھر وہین کہنے لگے حضرت خلیل — کیون نہ ہوں حیران تین ای جبرئیل
ایک بندہ بندگون مین بس حقیر — اسطرح رکھتا ہے قدرت کبیر
تب کہے جبرئیل ای عالی مقام — حق تعالی یون دیا تجھہ پیام
کہ یہہ بندہ ہی اگرچہ بے نوا — ظاہرا از بس حقیر دیسے ہوا
لیک ساکتین ہی یہہ بچھ سے — پاس میرے عزت و جاہ و قربت
گر کہے وہ مجھکو یک لحظے میان — ساتھ طبقات آسمان بیکان
اس مین پر یار کر رسم کرون — سب جہان یکبارگی برہم کرون
بس خدا کے دوستون او بیکت — ہی خدا کی دوستی سے گت
کان تجھے ای بحر غفلت مین غریق — دوستان پاک باطن کا طریق
تو ضلالت مین سدا مبتلا — بھول کر یکبارگی راہ خدا
چھوڑ دے سب گمرہی جا آشنا — راہ حق کی تو مجھے دو رنگ
بے سلوک مقبلان مقبول ہو — جہل سے ہرگز تو مت مجہول ہو
جب کرے تو عارفون کی پیروی — ہو ویگا کشف و کرامت مین قوی
ای خدا وند جہان احق کو — آشنائی راہ دے اپنی تو

حکایت ابو ایوب

نقل کرتے ہین ابو ایوب یے — واقف اسرار خوش اسلوب ہے
ساتھ عبد اللہ واحد زید کے — یک بیابان مین گیا مین شہر سے
یک جوان لے سر اٹکا یا پکار — رہبر دیا ہمارے ایکبار
آگے جا اسکو کہا مین ای جوان — کون ہی خاوند تیرا دے نشان
پس کہا وہ ہی مرا خداوند ایک — صاحب الطاف کرم خصلت نیک
پھر کہا مین اسکتین ای نیک خو — کان لیجاتا ہی یہہ لکڑیان تو
کیا کریگا بول انکے کلمہ تا کتین — وہ کہا اب شہر کو جاتا ہون مین
بیچ کر انکتین قیمت جو پاؤن — کچھ خدا کے رہ مین تجھے آب کھاؤن
اسطرح تب لین پیرے ار ہا — کہ اسے کچھ دیون از بہر خدا
تا کہ اس محنت سے تو آزاد ہو — بھی رہے آرام پاکر شاد ہو

جب گیا میں ولی نے یہ خیال / تب دیکھا مجھ امیر مردم کمال
آسمان پر پھر وہیں کر کر نظر / اونٹ اپنے کچھ ہلایا سر بسر
قدرت حق سے وہیں لکڑیا نکالا بار / زر خالص ہوگئی پس ایکبار
مین جا حیرت میں جوں تصویر ہو / لب ہلایا پھر کے وہ پاکیزہ خو
لکڑیاں کی پھر وہیں حالت بدل / ہوگئی جس طرح سے تھے وہ اول
عارفوں کو یہ کرامت ہی سہل / تو نہیں واقف ہیں تیرے تیں کہل
وقفیت ہووے تجھے جب راز سے / جان لے تب سہل تر ہو وے تجھے

حکایت مرد اسود

تھا کہیں میں شخص یک اسود گر / شاہ مردان کا نہایت دوست تر
ہی امیر المومنین سلطان دین / قوت بازوئے ختم المرسلین
تھے نہایت اس جوان پر مہربان / لطف کرتے تھے ہمیشہ بر زبان
تہمت دزدی کی اسکو از قضا / ایکدن لے آئے پیش مرتضی
دیکھ کر اسود کتیں سلطان دین / اسکو پوچھے تو چرایا یا نہیں
وہ کہا چوری کیا ہوں اے شبہ / ہاتھ سے میرے ہوئی ہی یہ گناہ
پس کہے ہیں حیدر کرار نے / حامی دین قاتل کفار نے
سچ کہو کیا یہ ہوا ہی تجھ سے کام / پا گئے ہیں تجھ اوپر تہمت تمام
وہ کہا تہمت نہیں ای پیشوا / کام ناہونے کا تھا مجھ سے ہوا
پھر اسے فرمائے شاہ داد گر / صاحب عزت امام بحر و بر
بار جب تسلیم کرے اقرار تو / ہاتھ کا تو کاٹ ترا میں عدل سو
وہ کہا اے شہ ای شیر مصاف / چور ہوں میں نین سخن میرا خلاف
پس امیر المومنین کے حکم سے / کاٹ ڈالے ہاتھ کو اس شخص کے
لے ایسے ہاتھ کو اسود اٹھا / باہر آیا شاہ کی کرتا ثنا
راہ میں کوئی دوست مل اسکو کہا / کون کاٹا ہاتھ تیرا اسو صفا
وہ کہا کاٹے ہیں رایت ہبلی / شاہ عالم شیر حق مولا علی
پھر کہا اسود کتیں یوں دوست او / ای برادر پر قدر پاکیزہ خو
ہاتھ کاٹا جو ترا اس شخص کو / کاہیکو اسکی صفت کرتا ہے تو
پس کہا اسود کہ او میرا ہی یار / کہ کیا دوزخ سے مجھکو رستگار
کیوں نہ میں اسکا کروں شکر و صفت / مجھ پہ ہے احسان اسکا بے گنت
الغرض وہ دوست جا حضرت کے پاس / جو سنا سو کہہ دیا شکر و سپاس
شاہ صفدر کر طلب اسود کتیں / ہاتھ اسکا لگ گیا سو لیکے دین
زخم سے باہم لگائے ایکبار / جڑ گیا وہ ہاتھ بحکم کردگار
دوستداران خدا و نبی جہان / یوں سکت رکھتے ہیں ای ایم الفلان
گر تو چہتا ہی خدا کی دوستی / بازمت رہ دوست کی خدمت ستی

حکایت حبیب عجمی

ہی روایت راویوں سے یہاں / کہ حبیب عجمی ولی کبریا
ایکدن مسجد میں بیٹھے با سرور / دست بستہ یار سارے در حضور
پیرزن یک آگری ین الناس / ای بزرگ صاحب دل حق شناس
تھا غلام یک مجھکو نیکو منظری / روز و شب کرتا تھا وہ خدمت مری
گم ہوا ہی کان گیا سو نہیں خبر / پھر نہ آیا وہ گئی کئی دن گذر
شیخ پوچھے اسکو کچھ ہے تیرے پاس / وہ کہی ہے دو درم ای حق شناس
شیخ نے وہیں اس دو درم کو لے لئے / کوئی فقیر حاضر تھا اسکو دے دئے
پھر زبان سے کچھ پڑھے وہ با وقار / بحر سر حق کے دُر شاہوار
ایک ساعت بھی نہیں گذری مگر / پیرزن مسجد میں تھی صحن پر
وہ غلام از غیب ہی حاضر ہوا / ہاتھ میں تھا گوشت وہ لیے رکھا
لوگ پوچھے اسکتیں تب ای غلام / گوشت لیا اور کہاں تیرا مقام
وہ کہا میں شہر فارس کے اندر / تھا ملازم یک جوان کے در اوپر

مین کیا تھا ارجوان کے حکم سو — گوش لانے واسطے بازار کو — جب پھرا مین گوشت لین کر خوشی — ناگہان آیا یون از بس شدید
پس اترا لایا مجھے بار یہان — مین مجھے معلوم کچھ سر نہان — جب گئے فارس و بصرہ مین نگاہ — راہ تھی منزل بمنزل ایک ماہ
جنگتین حاصل ہے ہکا قرب رب — گاہ گہ کرتے ہین وے کامان عجب — ایفلان تو بھی نہ حق سے دور ہو — مثل نابینا کے دل بے نور ہو
درگذر سب سے تو ہو حق کے قریب — تا ہووے اکرام حق تیرے نصیب

حکایت حضرت بایزید بسطامی رح

بایزید عارف حق رازدار — قافلے کے ساتھ ہوگئے ایکبار — قصد بیت اللہ کر گھر سے نکل — شوق سے جانے لگے حج کو بدل
تھا شتر یک ساتھ انکے اس اپر — لے چلے تھے شیخ بوجھا لادکر — وقت چلنے کے کوئی دمتا نکایک — یون کہا ای شیخ عالم مرد نیک
ناتوان ہی اونٹ بوجھا ہی بڑ — کیون چلیگا راہ یہہ عاجز نہاد — نین مناسب ہے کہ اس عاجز اپر — لادنا اسطرح بوجھا بیشتر
شیخ بولے کر نظر یکبار تو — دیکھ میرے ناتوان اس اونٹ کو — جب کیا ہی اونٹ پر اس نے نگاہ — حضرت سبحان قادر ہی گواہ
تھا شتر سے ایک گز بوجھا اپر — اشتر او خوشتر چلا تھا سر بسر — دیکھ یہہ قدرت لگا کہنے پکار — قادر و قیوم ہے وہ کردگار
شیخ بولے ای جوان مت شور کر — رکھ تو اپنے دل مین پوشیدہ کر — جب کرون ای حقیقت آشکار — فاش کرتے ہو اسے بے اختیار
گر چھپاؤن مین کبھی اسرار کو — پیش آتے ہو تب انکار سو — پس ہر ایک حالت مین ہے سالم دور — ہر طرح مجھکو ہوا امر ضرور
دستگاہ عارفان کردگار — گوش کر مجھسے تو ای دانای کار — گر ترے بھی لین ہووے یہہ ہوس — دوست بن مت ہو کسکا ہم نفس
عارفون کی ڈھونڈنی راہ و طریق — کیون ہوا ہی بحر غفلت مین غریق — جب کرے تو راہ اپنی اختیار — عارفی ہووے تری جب آشکار
مقصد دل ہوویگا تیرا پدید — پاویگا باب کرامت کی کلید

حکایت حضرت ذی النون مصری رح

حضرت ذی النون مصری نامور — نقل کرتے ہین کہ مین یکوقت پر — کین چلا تھا قصد کر دریا کجھار — کشتی سوداگران مین ہو سوار
مال ہر قسم کا کشتی اندر — بھر رکھے تھے تاجران نامور — تاجرون نے ایک سوداگر کے پاس — در مروارید تھے بے قیاس
لیکن ان گوہرون سے از قضا — گم ہوا تھا ایک در بے بہا — پس وہین تاجر لگا ہر کس کہنے — گوہر اپنا گم ہوا سو ڈھونڈھنے
نین ملا لیکن گرچہ دیکھا جابجا — اہل کشتی مل کہے سب مدعا — کون ہی یہان مفلس ہوگا نہ تر — جو لیا ہووے چرا تیرا گہر
تھا فقیر یک سبنے تو مرد ضعیف — ظاہر امفلس تھا باطن مین شریف — اتفاقاً سب کئے اسپر گمان — کہ لیا ہووے گہر وہ ناتوان
تب کہا مین کا نین درویش کو — اس منور دل مصفا کیش کو — گم ہوا ہی یہان تو مرد اریک — سب گمان تجھ پر کئے ای مرد نیک
وہ کہا گر وے کئے مجھ پر گمان — جانتا ہی عالم سر نہان — پھر کہا ہی آسمان پر دیکھ کر — ای خدا واقف ہی تو اسرار پر
وہین ہزارون ماہیان دریا اپر — حکم حق سے اپنی منھ مین لے گہر — پس فقیر صاحب دل پاکدین — ایک گوہر لیکے ماہی سے وہین
ہوگیا تھا گم گہر جس شخص کا — وہ گہر لیجا کے اسکتین دیا — آپ کشتی سے نکل دریا اندر — جار ہا تھا دلین نا کچھ خوف کر

بس چلا دریا اُپر شل جہاز
ہی قوی قدرت سنے وہ کارساز

پاؤن لا اسکی نین ہو پانی پہ تر
چشم سے غایب ہوا مین بسر

عارفونکو ہی خدا سے معرفت
ہر طرح سے حق تعالی مین سکت

تو کہان ہی نعوذ شیطان کے مطیع
دو مراتب ہے کہان شان رفیع

تو ضلالت مین پڑا ہی اہ بھول
کیون کریگا یہ کمالیت حصول

دل سے اپنے دوست بن سکو نکال
ہوویگا حاصل تجھے تب یہ کمال

عارفونکا کچھ عجب تر ہی طریق
ہین شہود دوست مین تسنید غریق

زندگی اور مردگی مین ہی ہمیشہ
بہرہ ور رحمت سے ہین پاکیزہ کبیر

حکایت عبد العزیز

جب ہوے بیمار سے عبد العزیز
صاحب دل عارف حق باتمیز

کر نماز شب ادا با صد نیاز
سب اقارب سے کہے وہ پاکباز

جاؤ مجھکو گھر مین تنہا چھوڑ کر
تا رہو مین دل خدا سے جوڑ کر

مین بلا لے تک نہ آؤ مجھ کنے
بیفکر باہر رہو تم سب جنے

پس اقارب سب نکل کر باہر آ
دور بیٹھے گھر کا دروازہ لگا

رات ساری گئی گذر چار دن پہار
آفتاب آیا نکل کر ایک بار

بعد ازان ہو لوگ سارے بے صبر
دور آئے بی محابہ گھر اندر

جب دیکھے وو مبارک پیکر جا
پاک تن سے جان شیرین ہی جدا

بلبل جان یاد کر باغ کہن
اڑ گیا ہی چھوڑ خاک آلودہ تن

آب کوثر سے غسل دے خوبتر
عطر پرورده کفن کر تن اوپر

ہو رہے ہین و بقبلہ با ادب
صاحب عز و شرف مقبول رب

جو کہ تھے علماء وقت اس شہر اندر
اطلاع انکو دئے اس حال پر

تب کہے ان عالمون سے ایک نے
کام یہ اگر فرشتے کر گئے

لیک ہے تم شرط واجب کر ادا
بار دیگر غسل کو لاؤ بجا

پس دئے ہو لا لوگ سب بار دگر
موت باندھے بھی اسی کرتے اندر

لے چلے تابوت کو سر پر اٹھا
صحن مسجد مین اتارے دین لجا

پھر جنازے کی لگے پڑنے نماز
جمع ہو کر خلق سارے با نیاز

کر امامت کو مقرر ایک پر
سب کھڑے تھے بیت سے صف باندکر

ہاتھ یک از غیب وین پیدا ہوا
پیشوا کے آگے سینے پر لگا

اس ضرب سے ہو گیا پس پا امام
ہو تعجب خلق حیران تھے تمام

کر کے جرأت بعد ازان یک شخص پھر
پیشوا ہو کر کھڑا دین بیشتر

دست قدرت سے وہین پیدا ہوا
اس جوان کو تین بھی پس پا کر دیا

پس قدم کوئی پیشتر نین رکھ سکا
خلق سارا پر تعجب ہو رہا

ناگہان لیسے مین خوش الحان سے
خلق سب آواز سنکر ایک سے

گرچہ سب سنے آواز کو
لیک نین دیستا تھا کوئی روبرو

تب کہے سب متفق ہو خاص و عام
کہ خضر آئے ابھی نگے ہو امام

بعد ازان کر کے نماز حق ادا
با ادب تربت مین دفنا کی جا

تیسرے دن قبر شریف کے اپر
دیکھے آیا ایک رقعہ صاف تر

تھا عربی وہ مضمون برات
کہ فلانیکا ہی یہ خط نجات

هذا برات من عند الله العزيز بالنجات من النار لعبده عبد العزيز

پایے جب مضمون اسکا خلق سب
دنگ ہو کر لے گئے دلین عجب

ایفلان گر دوستان پاوین نجات
تو عجب مت کر کہ ہی یہ سہل بات

دوستی کا جب ملے تجھکو مقام
پاویگا اکرام حق ہر صبح و شام

دوستی کا مرتبہ ہی بس بلند
دوست حق کا دو نو جگ مین ارجمند

زندہ دل ہین دوستان پر فضل
کند ہی اُنپر سدا تیغ اجل

مت سمجھ تو دوستان کو گئے ہین مر
دوسرے گھر مین وے کرتے ہین گذر

حکایت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ

نقل یون کرتا ہی راوی خوش مقال
دستگاہ فہم تھا جسکو کمال

حضرت ذو النون مصری پاک ذات
جب تلک دنیا مین تھے او با حیات

مصر کے سارے خلایق خاص و عام
بولتے تھے انکو زینت کر تمام

خوابمین حقتعاد شخصونکے رسول
آئے اور فرمائے یون یہ تبول

وہ چلا ہی چھوڑ کر دنیا کتین
اُسکے استقبال کو آیا ہون مین

تابش خورشید تھی تب سخت تر
پس جمع ہو سب ہوا کے جانور

اسطرح سارے پرندے جوڑ پر
چھاؤن پکڑے تھے تنِ اشرف پر

دیکھتے کیا ہین کہ پیشانی اُپر
یون عربی سے لکھے تھے سربسر

پس غسل دیکر کئے تازہ کفن
لے چلے تابوت کو کرنے دفن

پس موذن نے اذان کہنے لگا
اشہد ان لا الہ جب کہا

سبکے سب آواز سے حیران ہو
پس اُتارے شیخکے تابوت کو

کھول کر دیکھے کفن کو جلد تر
شیخ وین لیتے تھے انکھان مونذکر

زور کرنے سے رہے سب خلق باز
پس جنازے کی پڑھے سب مل نماز

ای فلان یون عارفان کردگار
لطف سے حق کے ہمیشہ کامگار

پیروی کر انکی ہو مقبول تو
تیغ غفلت سے نہو مقتول تو

جس گھڑی وہ آفتاب نور ذات
عرصہ جگ سے نکل پائے وفات

کہ تھا ذوالنون مصری پُر وقار
برگزیدہ تھا خدا کا دوستدار

الغرض جب چھوڑ یہہ فانی مکان
واصل رحمت ہوے شیخ زمان

جسطرح تخت سلیمان پر سدا
چھاؤن کرتے تھے پرون سے پر لگا

لوگ دیکھے جب کرامت یہہ تمام
دوڑ آئے ہر طرف سے خاص و عام

ہٰذا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ
وَہٰذا قَتِیْلُ اللّٰہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

آکے پہنچے جب وے مسجد اُپر
دوپہر ڈھل کر ہوا وقتِ ظہر

خوش لحان تابوت مین سے سبنے
اشہد ان محمدؐ کر سنے

دلمین سمجھے شیخ پھر زندہ ہوے
اسطرح سے جو سخن واضح کہے

لیک تھی انگلی شہادت کی کھڑی
مین خمی گرچہ کئے کوشش کری

خلق سارے مصر کے ہو دردناک
شیخ کے تن کو کئے مستور خاک

جو ہین مقبول خداوند جہان
کیون نہو اُنسے کرامت نت عیان

یون کمالیت لگے جب سیر بات
ہوویگا حاصل تجھے حفظ نجات

حکایت مردی فقیری

نقل کرتے ہین کہ کوئی جائے پر
ملکے بیٹھے تھے مسلمان سربسر

کر نظر مجلس اُپر فرمائے وین
غسل دے سکتے ہو تم مردے کتین

بس ہے اُسکو بزرگ پاک بود
آ پڑے پیچھے مثال برق زود

بعد ازان وے شیخ آراہ سے
جا رہے پس ایک گھر کے سامنے

بولکر گھر مین گئے او نامدار
وہ جوان باہر رہا در انتظار

ہو جدا تن سے گیا ہی جان پاک
چشم موندھا ہی تن آلودہ خاک

بعد ازان اسباب تکفین کر تیار
غسل دینے کو وہ آیا انکو بھار

اُس جوان کے دیکھ چہرے کے اُپر
ہنس دئے جون پھول کھلتا ہی مگر

بے تفاوت گر ہوا تحقیق تو
موندلے دونو اپنی چشم کو

اسطرح فرمائے وہ بھی زندہ تر
ای جوان تونین سنا کیا یہہ خبر

لیک اُس عالم سے اُس عالم کہار
نقل کرتے ہین بحکم کردگار

یک بیک آئے فقیر یک رو برو
منھہ چمکتا مثل مہ کے ہو بہو

تب کہا اس انجمن سے شخص یک
غسل دے سکتا ہون مین ای مرد نیک

آگے وہ پیچھے سے تھا یہہ پیادہ وار
راہ تھوڑی طی کئی وے ایکبار

اُسکو بولے یہان کھڑے رہ صبر کر
بعد تھوڑے وقت کے آ گھر اندر

ایک ساعت کے پیچھے سے وہ جوان
گھر مین جا دیکھا تو نین ہی تنمین جان

کر جوان اس واقعہ سے بس عجب
دلمین سمجھا پھر یہہ مقبول رب

وہ بزرگ عارف حق باکمال
چشم اپنے وا کئے نرگس مثال

پس جوان ہو کر تعجب مین کہا
ای خدا کے دوست ای مرد صفا

ورنہ زندہ ہی تو اُٹھ جاسے چل
یہہ بہانہ چھوڑ چل باہر نکل

کہ نہ مرتے ہین خدا کے دوستان
بے اجل رہتے ہین زندے جاودان

یہہ سخن فرماکے پھر موندے نین
پس جوان جاتا رہا کر دے کفن

زندہ دل ہیں اہل عرفان العیان / مرگئی کا ہیں وا ابترگان
تو رخ دلدار کا ہی ناشناس / توسی ہی دلمین تیری غفلت ہراس
دھونڈھ لے دلدار کو غلو مین جا / کیون پڑا ہی اسطرح غفلت مین جا
ای خدا اسحاق عاصی کو سدا / اپنے کر عرفان سے سنت آشنا

صاحب عرفان کو ہی حق سی وصل / پھر کہان اُن پر چلے دست اجل
دل لگا رکھتا ہی تو اغیار سے / ہو ویگا کیون آشنا دلدار سے
یا و جب تجے دوستون سے قربت / دشمنون کی نا چلے تجھ پر سکت

حکایت ثابت کتار

ثابت کتار جب رحلت کئے / خلق سارے شہر کے حاضر ہوے
غسل دی تے نہا دے اُنکو کفن / لے چلے اُنکین کرنے دفن
تب حمید عارف حق اور ربیع / مرتبہ جنکا فلک سے ہی رفیع
گور مین اُترے تھے دو وو جنے / تا سلا دین لاش کو تربت مینے
ہاتھہ مین آتی ہی لاش سرفراز / پر ہوا پرواز ہو گئی مثل باز
غیب ہو گئی خلق کی آنکھون سے دور / سب سکت رکھتا ہی خلاق غیور
بعد اسکے خلق حیرت مین رہے / قدرت قادر ہی کر دلین کہے
پس ربیع اور احمدی عالی قدر / ثابت کتار کے جل آئے گھر
ایک دختر تھی انھون کو زندہ دل / سو کہے دو نو نے اس دختر سے مل
بولی ہی دختر بوقت زندگی / باپ تیرا کیا کیا تھا بندگی
اولی ہی وقت دفن تم بھر نظر / بندگی اسکی نہین دیکھے مگر
تھا پدر میرا یقین پرہیزگار / عارف اسرار شیخ روزگار
وہ کیا تھا زہد و طاعت بیشمار / روز و شب امر حق پر استوار
بھی ہر ایک ساعت بدرگاہ خدا / اسطرح رکھتا تھا دایم التجا
ای جہان پرور دعا یون کی مجیب / کر تو اپنی قربت میرے نصیب
بیکسی مین مجھکو تنہا چھوڑ مت / وصل کا رشتہ تو اپنے توڑ مت
ڈال مت خدمت سے اپنی مجھکو دور / مجھکو ہر یک آن رکھہ اپنے حضور
ہی تجھے تجھہ جاہ و عزت کی قسم / کہ نکر ہر آن محروم از کرم
اور کلام اللہ کی آیت کو او / روز و شب کرتا تلاوت نیکخو

رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ

پس کہے دلین وو عالی جناب / یہہ دعا اسکی ہوئی ہی مستجاب
جو کئے خواہش خدا کے دوستان / لطف کرتا ہی خداوند جہان
رو نہین ہرگز سخن مقبول کا / ہی قبول حق دعا اُسکی سدا
تو ریاضت کر اول اخلاص سے / بھیر رکھہ دل خواہش اخلاص سے
امر حق کو جان دل سے لا بجا / جو منع اُسنے کیا رہ تو جدا
کر اول فرمان ربانی قبول / پس قبولیت ہو دو تیرے حصول
ہو ویگا مقبول تو جہو وقت پر / رو نہین خواہش تیری ای نامور

باب یازدھم در بیان اجابت دعوات مقبلان بجناب مجیب الدعوات

گلشن آرای گلستان مقال / گلشن راز کہن کا نونہال
اسطرح لایا ہی تازہ ز چمن / ہو معطر جس سے مغز انجمن
کہ کسی یک بادشاہ کو مرض تھا / سخت تر ایسا کہ کیتا نا رد ا
کر سکا مین دفع کوئی اس مرض کو / سب حکیمان عاجز تھے تدبیر سو
پس کہا شہ کو وزیران کو طلب / مرض ہو کیون نا جاویگا سبب
وے کہے تب با ادب در عاجزی / ای شہنشا مجکو مو تہنہ زندگی
مرض ہی یہہ سخت تر تیرے نصیب / تھک گئے وے دے دوا سارے طبیب
جا نئے تجھکو دعا حق پسند / [illegible] ہو تجھے الی ارجمند

ہی سہیل تستری مقبول رب ۔ یا تو جاہ ہان پاس سے تھا از طلب
شاہ مضطر گوش کر اسبات کو ۔ یون کہا اس پاس جاؤ جلد ہو
شاہ کا ہی رو سے حال ضعیف ۔ وہان تلک تو رنج فرماای شریف
پس وہ اولوا الامر کار کہہ دلمین ماجرا ۔ بادشہ کے گھر کو آئے حق شناس
شیخ سن یہہ بات روئے زار زار ۔ بھی کہے مین ہون نہایت بدروزگار
پھر کئے عرض ان نے سارے حاضران ۔ اے برای حق تو ای شیخ زمان
شاہ سے بولے وہین روشن ضمیر ۔ جا ان تلک ہین ملک مین تیری اسیر
شاہ حکم تستر لایا بجا ۔ کر دیا وین قید سے قیدی جدا
صدق دل سے کر تو عہد استوار ۔ کہ تو اپنی عمر باقی زینہار
شاہ وین تب یہ کیا با صد نیاز ۔ بھی کہا ای شیخ عالم سرفراز
پس ادا کر شیخ دو رکعت نماز ۔ ہاتھ اٹھا مانگے دعا ای کارساز
ہی دعا ونکا بلا شک تو مجیب ۔ لطف سے درماند گونکا ہم قریب
اب مری کچھ اسکتین عزت بتا ۔ مجھ عبودیت کا رتبہ تو بتا
پس ہوئی اس شاہ کو ملین شفا ۔ ہو برابر مرض نین تھین رہا
پس ادا کر شاہ نے نشت عذا ۔ شیخ کے آداب بھی لایا بجا
شیخ بولے اسکتین ای شہ مجھے ۔ کچھ اگر ہوتی تھی رغبت مال سے
چھوڑ دنیا کو لیا ہون مفلسی ۔ ہی مجھے اس مفلسی مین حق بسی
راہ مین کوئی شیخ سے بولا مرید ۔ ای در اسرار بیچون کے کلید
گر تجھے حاجت نہین ای نیکنام ۔ اور کوئی محتاج کے آتا وہ کام
جب وہ دیکھا اپنے آگے کر نظر ۔ کوہ وصحرا اور درختان سر بسر
پس کہے اسکو جتنی خواہش ہے لے ۔ گنج یا دو دوست بہتر ہی مجھے
جسکو حق سے ہو خزانہ بیعدد ۔ کیون کرے وہ مال دنیا پر نظر
جب تو ہو مقبول درگاہ خدا ۔ رد نہو ہرگز کبھی تیری دعا
ہی نہایت غفلت مین اسحاق الٰہ ۔ گر قبولیت سے نکلا اسیر نگاہ

تا کہ وہ پاس حق کے جھہ دعا ۔ وہ دعا مقبول ہووے ای شفا
پس سہیل تستری کے پاس امیر ۔ آ کے عرض انسے یون ای حق پذیر
کہ ترے آنے سے ہی عزت آ ۔ ہووے حاصل مرض سے صحت ا
شہ کیا عرض آپ ای مقبول رب ۔ کر دعا تا مرض یہ جاوے ...
نین قبولیت مجھے اب تک حصول ۔ کس طرح ہووے دعا میری قبول
کر دعا خیر شہ کے حق مین اب ۔ مستجاب اسکو کرے وہ یا رب
چھوڑ انکو تو کرم اور لطف کر ۔ تا کہ کرے حق تجھ پہ احسان نظر
تستری اس یاد شاہ سے پھر کہے ۔ لا بجا توبہ تو اپنی فعل سے
کس پہ ظلم وستم تو نا کرے ۔ ملک کو آباد رکھے عدل
عہد کرتا ہون کہ جب تک ہی عمر ۔ ظلم سے کسیر بانہ ہونگا کم

اللهم قد رایت ذل معصیة فارام عز طاعتی

معصیت کے شاہ کی ذلت کو تو ۔ اسکتین بتلا دیا بشارت کو تو
جب کئے یون عرض شیخ محترم ۔ جوش مین آئی ہی دریائے کرم
ناتوانی ضعیفی گئی نکل ۔ زور آیا تن مین جیسا تھا اول
بھی خزانے سے منگایا سیم زر ۔ رکھہ دیا وین شیخ کے آگے کر
کان میری ہوتی دعاؤن مستجاب ۔ تو کہان ہوتا شفا سے کامیاب
پس وداع ہو کر چلے شیخ زمان ۔ لا بجا شکر خدا و ند جہان
شاہ نے تجھکو دیا تھا سیم زر ۔ کیون لیا نین میل تو اس مال پر
شیخ بولے ہی اگر زر کی طلب ۔ دیکھ آنکھان کھول اپنے پیش ب
ہو گئے تھے سب زر خالص عیار ۔ سنگ ریزے لعل یاقوت آبدار
پس تعجب مین رہا وہ مرد نیک ۔ شیخ سے وہ حال استغنای دیک
ہی جسے حق کی قبولیت حصول ۔ نین عجب گر ہو دعا اسکی قبول
غافلیت کب تلک ای رشتخیز ۔ مقبلون کی راہ لے مقبول ہو

حکایت دختر قلاب

دختر قلاب سے ہی نقل یون / اسطرح فرمائی ہی وہ مومنون
کر دیا گرداب مین لیجا کے پست / پائی کشتی حکم سے حق کے شکست
ایک تختے کے اوپر ہم بچ رہے / شکر حق مقدور تک اپنے کیے
لگ گئے گذر گردش اندر دو تین دن / خواب و خور مین اور رہا فاقہ کہن
تشنگی سے دیکھ اسکو بے صبر / تب کہی مین ای خدا بحر و بر
جب کئی مین یون خدا سے التجا / غیب سے آواز یک زنجیر کا
دیکھتی کیا ہون کہ ایک زنجیر ہی / اسکو کوزہ ایک [illegible] لگ رہی
پس وہ کوزہ نیچے مین لٹکا دیا / پیرزن کے پاس کوزہ آ رہا
وین اٹھا کو پیکتین وہ خشک لب / پی لی جتنی تھی پانی کی طلب
مین نے پوچھی اس جوان سے بعد ازان / کون ہی تو ای سوار آسمان
اسطرح بولا سوار پر قدر / لطف حق ہی محض یہہ سر اثر
دوست کا فرمان لایا ہون بجا / تب مجھے حاصل ہوی اسکی رضا
دوست کی رہ تو رضا مین صبح و شام / بھول جا اپنی رضامندی تمام
تو ہو چون و چرا سے ہم قریب / کیونکہ نہین ہمارے سے دانا طبیب
ہووینگا تو یک سبک معقول اب / پس اجابت ہی تری [illegible]

گر اتھی یکوقت مین کشتی سوار / پس چلا طوفان از بس بیشمار
غرق ہو گئی لوگ سب اور [illegible] / ایک مین اور دوسری تھی پیرزن
پس وہ تختہ جلد ہو کر سربسر / مثل کشتی جلد پار دریا اوپر
تشنگی سے پیرزن کی تھی [illegible] حال / جان بلب تھی نیم بسمل کے مثال
لطف سے ہو پیرزن کا کارساز / تو غنی ہی فریادرس ای بے نیاز
کا نین آیا سیری وین سربسر / وین کئی مین سر اٹھا اوپر نظر
ہاتھ مین لیکر وہ زنجیر [illegible] / برق سے تازی اوپر [illegible]
آب کوثر تھا بھرا اسکے مجہار / سرد تر اور صاف شیرین خوشگوار
آب پیتے ہی گئی سب بھوک پیاس / پیرزن حق کا کئی شکر و سپاس
مرتبہ تجھکو کہان سے یہہ ملا / جو مثال برق ہی تو بر ہوا
حق تعالی کی رضا مین ماہ و سال / مین رضا اپنی کیا ہون پائمال
بول اتنا گم ہوا پھر وہ جوان / یہہ ادہر آفت سے پاے مین امان
جو کریگا دوست ہی منت سنج / رنج پاویگا کبھی راحت سنج
جب رضا کی دوست ہووے تجھ اپر / پھر تو مقبولیت سے ہووے بہرہ ور
ای خدا اسحاق عاصی کو مدام / رکھ تو اپنے ہی رضا مین صبح و شام

حکایت سعدی رحمۃ اللہ علیہ

سعد ابن لیث کرتے ہین بیان / ایکدن کعبے مین تھا مین صدق [illegible]
پیرہن تھا چاک مثل صبحدم / رخ منور [illegible]
ہی مگر تن پر لباس کہنہ تر / اور [illegible] تو لطف کر
لطف سے اپنے خداوند غفور / صاف [illegible] پیرہن اور [illegible]
باادب ہو کر کیا پہلے سلام / پھر کہا [illegible] ای بزرگ نیکنام
تب کہا مین جب کیا تو التجا / مین کہا آمین برای کبریا
بعد ازان فرمایا وہ مقبول رب / [illegible] جو کچھ چاہا ہی تو [illegible] اب
ہو گیا مین سیر اس سے مسکو کہا / [illegible] سیاہی تھا
تب کیا مین عرض ای [illegible] / پیرہن کی کچھ مجھے حاجت نہین

ناگہان آیا جوان اک پاک تن / تھا باطن برگزیدہ ذوالمنن
[illegible] کعبے کے ہاتھون کو اٹھا / یون کیا درگاہ حق مین التجا
جب کیا اس التجا یون نیکنام / ایکساعت بھی نہ گذری تھی تمام
وین فلک پر سے تلے آئے اتر / اس جوان کے مین گیا نزدیک تر
دے مجھے بھی کچھ [illegible] / [illegible] کہا کیون ہو وہ تو [illegible]
پس [illegible] / حقیقت اسمین ہی بھی شرکت مجھے
مین اٹھا لے ایک [illegible] / منہ مین ڈالا تھا [illegible] بات سے
پس کہا آگے مرے دو پیرہن / بھی کہا لے جو ترا چاہتا ہی من
مین بہت مجھکو خدا کے لطف سے / لیک کہنہ پیرہن ہی تو لیے

بین ... ساگر
کر دعا کو ہی برسے از بس اثر

بعد ازان وہ صاحب عز و شرف
بین ہر دو پیرہن کے یکطرف

مین مین لوگون ... حبیب
کون تھے یہہ شخص جو رحمت نصیب

لوگ بولے جعفر صادق ہی وہ
برگزیدہ حضرت خالق ہی وہ

انکو ڈھونڈھا مین نہ پھر ... شتاب
بین نظر آسے مجھے وہ آفتاب

مین کیا افسوس ہین اپنے اوپر
کہ کیا مین خام کاری سر بسر

باادب لیتا اگر وہ پیرہن
بہنتا اسکین کرکے کفن

تا خدا سے پاک اپنے لطف سات
گور کی شدت سے دیتا تھا نجات

دوستداران جدا و نیز محب
دوستی کا قرب رکھتے ہین مزید

وے جو کچھ خالق سے کرتے ہین طلب
انکین دیتا ہی انکا پاک رب

تو انھون کے گرہ طلب مین ماہ و سال
تا طفیل انکے تجھے ہووے کمال

دولت جاوید ہی وہ جان تو
مفت اس دولت کو غفلت مین نکھو

گر خدا اسحاق کو رحمت نصیب
رکھ تو اپنے دوستون سے سخت قریب

حکایت ابن جبان

تھے سفر مین حج کے جب ابن جبان
راہ گم کرکے جنگل مین ناگہان

جا رہے یک سخت کوہستان مین
تھے بہاران جا بجا میدان مین

بین بہار و بن لگے پھرنے کہین
ہر طرف اپنی نظر کرنے لگین

پاسے نہین کہین راہ وہ کہسار مین
حلقۂ جان سوز دل آزار مین

گئی گذر گردش مین کئی ... شب
راہ نہین پا سو ہوگئی مضطرب

خشک ہو لب برق سا او بیقرار
تھے مقید جسطرح رہ حلقہ دار

بعد اسکے دیکھ یک کوہ بلند
جا رہا اس کوہ پر وحق پسند

التجا کرکے کہ ای دانائے راز
رہ نمائی کر یہان عاجز نواز

ان بہار و بن بہت حیران ہون
ہو پریشان حال سرگردان ہون

راہ بتلا کر مجھے باہر نکال
دستگیری کر میری ای ذوالجلال

بے شبہ ہر چیز پر قادر ہی تو
عاجزون کے حال پر ناظر ہی تو

کوہ یک شق کر دے میرے واسطے
حکم مین ہی آفرینش سب ترے

جب کئے یون التجا با صد نیاز
بس حکم رہنمائے کارساز

درمیانے سے ہوا ایک کوہ شق
مت سمجھ باطل کہ ہی یہہ کار حق

راست تر جب کوہ مین سے پا راہ
بس نکالے وہین شکر اللہ

باہر آئے حلقۂ کوہسار سے
پھر الٹ کر جب نگاہ کئے ہین اسے

مل گیا وہ کوہ اول کے مثال
دیکھ لے کیا کچھ ہی اس قدرت کا کمال

ای اسحاق ہی غافل مزاج
تو بتی ہادی ہی اسے فرد و آج

رہ نمائی کر اسے ای ذوالجلال
حلقۂ غفلت سے پھر باہر نکال

حکایت سال نشتر باران

سال یک بارش نہوی کسی شہر مین
نہین ہا پانی ذرا کوئی نہر مین

خشک صحرا ہو گیا یکبارگی
خلق پر شدت ہوئی آوارگی

نہین ہا کوئی جا سے سر نکال سکان
نہین مین ... ترس کھایا آسمان

لوگ سب مل باہر آ با صد نیاز
جمع ہوکر سنے لگے از بس نماز

یس تھا ہا تان لگے کرنے دعا
ابر رحمت بھیج اب ای کبریا

چرخ پر فی الحال یک ابر سیاہ
آرہا سو خلق کر اسپر نگاہ

بالیقین جانے کہ بارش ہووے گا
گرد پھیج ورکے عالم دھو نیگا

پھر شہر مین آسے سارے لوگ مل
ہو شگفتہ مثل گل اور شاد دل

باد یکا از غیب ہین پیدا ہوا
سب ابر کتین پراگندہ کیا

بار دیگر خلق سب غمناک ہو
پھول کے مانند دلین چاک ہو

ساکنان شہر سے یک مرد پیر
ناگہان گذرا نہ جا نکلے وھیر

یک جوان تھا قید زندان کے اندر
تھا کھترا کلین سنت آزردہ تر

باؤ مین تھی اسکی زنجیر آہنی / منھ اوپر عزت کی اسکے روشنی
تھا صلاحیت کا پیشانی پہ نور / جسکے آگے ذرہ بقدر سور
اس جوان کو دیکھ پیر خوش خرام / باادب ہوکر بجالایا سلام
سر اٹھا کر وہ جوان جون آفتاب / پیر کو بولا علیکی سے جواب
بھی کہا ای پیر ملکر لوگ سب / حقتعالی کے سے بارش طلب
محض بے اخلاص تھی سبکی دعا / ابر بے باران تین بھیجا خدا
بعد ازان اسکو کہا اوپیر مرد / ہی ترے رخسار سے خورشید زرد
تو بھی کہہ سکتا ہی کہہ سبحان سے / خلق کتین پیش آ احسان سے
کر دعا حق سے قبولیت رہے / رنج سے عالم کو امنیت رہے
پس جوان بولا کہ جا تو اپنے گھر / تا ہو کبر ترے پانی سے تر
بولکر اتنا کہا ای مستطاب / بھیج دے باران رحمت کو شتاب
پس چلا وین جلد مثل صبحدم / بھار زندان سے رکھا نین تک قدم
یکبیک بارش ہوئی یون بے حساب / کہ ہوے گویا بیابان آب آب
نین ہا کوی جا ہے خشکی کا نشان / ہوئی زمین سب سبز مثل آسمان
آب طغیانی کیا ہر جاے پر / تھے شگفتہ مثل گل عالم مگر
شاد و شادان ہے سب اہل [illegible] / گانے سب مل ہر اک شکر ذوالجلال
قربت حق سے کے جو ہی کامیاب / یون دعا ہوتی ہی اسکی مستجاب
تو ترا ہی قربت سے دور ہو / قید مین ابلیس کے معذور رہو
تو کہان اور یہ کمالیت کہان / لیک نومیدی سے مت ہو خستہ جان
رہ خدا کے لطف سے امیدوار / نین ہی کوی محروم تھا ای دوستدار
تر نہ تو غفلت مین کرلے رہ طلب / ہوویگی حاصل تجھے توفیق رب
جب رہے ہمرہ ترے توفیق حق / پست ہو وے پاس تیرے نہ طبق
جب ہوا تو جان مقبول خدا / رد ہو نہار تیری التجا
بخشوے اسحاق کو ای مالک رب / ہی ترے سے التجا یہ روز و شب

حکایت قحط

قحط تھا ایک ملک مین بس سخت تر / رنج و محنت تھا نپٹ عالم اوپر
کوی تھا اس ملک مین مزدور ایک / صابر و نیت پاک طالب مرد نیک
روز و شب عالم کی مزدوری کرے / تنکو اپنے رنج و محنت مین دھرے
جو ملے رکھکر قناعت اس اپر / قوت کرتا تھا خدا کا شکر کر
عادت معہود سے وہ ایکدن / صبح سے تا شام کر محنت کٹھن
کچھ ملا سو مول لیکر ایک نان / گھر کو جاتا تھا وہ اپنے بیگمان
ازقضا کوی مرد بھوکھا رہا / عاجزی سے اسطرح کہنے لگا
جان بلب ہون ہی مرے سخت بھوک / تشنگی سے بھی گیا ہی حلق سوک
واسطے اللہ کے کچھ دے مجھے / اجر اسکا دیویگا رازق تجھے
گوش کر یہ بات مزدور صفا / نان اپنے قوت کا تھا سو دیا
کچھ کیا نین بھوک پر اپنی نظر / سو رہا بھوکھا ہی جا کر اپنے گھر
خواب مین دیکھا پس اپنے نامدار / کہ فرشتہ آ کہا کوی روبکار
ایفلان تجھکو کہا ہی حق سلام / اور بشارت کا دیا ہی یون پیام
کہ مرے سے مانگ جو چہتا ہی تو / بے شبہ بر لاؤنگا حاجات کو
شاد دل ہوکر کہا مزدور دین / مغفرت ہونا مری چہتا ہون مین
پس فرشتے نے کہا ای مرد دین / ہی ترے پر فضل رب العالمین
تجھکو بخشا ہی خداوند جہان / اور کچھ حاجت ہو تیری کر بیان
پس کہا مزدور عالی احتشام / ہی مری خواہش کہ یہ عالم تمام
قحط سے ہین رنجمین از حد زیاد / پس کرم کر ان پہ ای رب العباد
قحط کا یہ رنج کر عالم سے دور / نعمت و رحمت عطا کر دے وفور
الغرض سیاتکی تکرار مین / تھا فرشتہ بھی ہین گفتار مین
کھل پڑے مزدور کے چشم کنول / آفتاب آیا ہی مشرق سے نکل
باد عا اسکی اجابت کا شرف / قحط عالم سے ہوا وین برطرف
ابر رحمت سے ہوی بارش وفور / خلق کو حاصل ہوا عیش و سرور

لطف حق سے ہی الغفلان امید رکھ   کہ کرے مقبول تجھکو بیک
دل لگا امید سے رہ خندہ رو   ہی کلام اللہ مین لا تقنطوا

فضل و احسان کا ترے ای کردگار   عاجز اسحاق ہی امیدوار

حکایت بو بکر کتانی

راوی دانا سخن کا گنج کھول   یون لکھیا الب سے مروارید رول
بو بکر کتانی حق کے رازدان   رحمة اللہ علیہ ہر زمان

اکدن مسجد مین تنہا بانماز   باحضور قلب کرتے تھے نماز
غرق تھے دریای وصل یار مین   جو لکھ ذرہ سور کے دیدار مین

چور یک مسجد مین آیا از قضا   پشت پر سے شیخ کے کھینچا ردا
پس لیجا بازار مین وہ ناسپاس   بیچنے خاطر دیا دلال پاس

وقت دینے ہاتھ اپنا کر دراز   قدرت الٰہی کر دکھایا بی نیاز
کہ موند لیسے ہاتھ اسکا سوکھ جا   نین تھا زنہار ویساہی رہا

لوگ پوچھے کیا ہوا ہی تجھکو بول   کیا کیا ہی تو سو اپنا راز کھول
پس کہا وہ چور حال اپنا تمام   لوگ بولے جلد جا ای عقل خام

شیخ کی خدمت مین جاکر التجا   عذر تقصیرات اپنے لا بجا
پس لیجا چادر کو مسجد کے اندر   رکھ دیا وین شیخ کے گردن پر

شیخ عالم معتمد اسرار راز   تھے مصلے کے اپر کرتے نماز
جب فراغت پاکے گر فرض خدا   یون کیا عرض اسنے پھر نزدیک جا

گرچہ پر تقصیر ہون سرتاقدم   لیک ہے امید تجھ سے از کرم
ہون تری خدمت مین اب عذر خواہ   لطف کر اور بخش میری سب گناہ

شیخ پوچھے کیا تری تقصیر بول   کچھ مجھے معلوم نین ہی راز کھول
پس کہا وہ چور نے احوال سب   شیخ فرمائے بحق پاک رب

نین تری چوری سے مین آگاہ تر   لادیا سو بھی نہین مجھکو خبر
بعد فرمائے دعا ای کبریا   لیگیا تھا سو وہی پھر لادیا

اسکی اب تقصیر کو تو بخش دے   ہاتھ اسکا پھیر دے تو لطف سے
جب کئے یون التجا شیخ زمان   لطف فرمایا خداوند جہان

ہو گیا ہاتھ اسکا جیسا تھا اول   قدرت بیچون سے دست بدل
خواہش مقبول یون ہی مستجاب   دوستان مین دوست کے نت کامیاب

یا اول تو دوستی دوستکو   بس بحق اشنہ رو تو کھو
ای دعایون کے مجیب اسحاق کو   رہنمائی کر الیس کی لطف سو

فریاد ور دوستی او کر عطا   پھیر لے اپنی طرف ای کبریا

حکایت شکاری

یون کہا ہی راوی شیرین مقال   تھا شکاری کوئی پاک خوش خصال
تھی اسے یک اہلیہ پرہیزگار   بھی اسے تھے فرزند سالانین چار

صید کر لاوے جو کچھ وہ صاف دل   قوت کرتے سب اپنے فرزند مل
ایک دن کر ماہیان اوس شکار   لے چلا تھا گھر کو اپنے کامگار

کوئی ظالم راہ مین بدکار ایک   چھین لیا پوچھیا ان ماہی کو دیک
یہ شکاری تب جواب اسکو دیا   قوت ہی یہ مجھ زن و فرزند کا

بیچنے کی نین مجھے کچھ احتیاج   حق دیا سو بس ہے اتنا رزق آج
پھر کہا ظالم ستم کے طور سے   بے مروت دانت کر اور جو سے

سرکشی سنکر رضامندی دسے   نین تو چھینتا ہون تیرے سے چھین
پس کہا صیاد کر مجھ پر کرم   پھیر راہ ظلم سے اپنا قدم

غصب ہو ظالم بد روزگار   نین ڈرا قہر خدا کو زینہار
چھین لیکر ماہیان کو ظلم سو   یکذرہ بھی نین دیا صیاد کو

اور کی یک تازیانہ مار کر   لے گیا سب ماہیان کو اپنے گھر
وہ شکاری دل مین بس رنجور ہو   تازیانون سے بدن سب چور ہو

کر گیا یکبار سوی آسمان / یون کہا ای خالق ہر دو جہان
تو مجھے پیدا کیا یون زیردست / ناتوان عاجز نشان خاکپست
اور اسکو زور سے غالب کیا / وہ کیا ہی مجھہ اوپر جور و جفا
ہی مرا فریادرس ای کارساز / دے سزا تا ہو ستم پیشہ نیاز
الغرض ظالم گیا جب اپنے گھر / ماہیان زن کو دیا اپنی مگر
پس لگی عورت نے ماہیان کٹین / لا رکھی برتن مین آگے اسکو ون
چاہا جب کھانیکو ماہی بدخصال / ایک ماہی کو نکالا ہاتھہ ڈال
پس وہ ماہی کو خدا کا تھا امر / اسکی انگلی کو پکڑ لی منھہ اندر
زور کر دانتون سے کاتی بیجگر / تاب طاقت کو گیا ظالم بسر
زہر اسکا کر اثر یک بارگی / درد سے ظالم کو ہوئی آوارگی
تلملاتا وہ ستمگر بدنصیب / جا رہا جلدی سے نزدیک طبیب
حال یون انگلی دکھایا اسکو تین / وہ حکیم انگلی نکھا تو لاہی ہین
ہاتھہ پر تیرے چڑہیگا یہہ زہر / کات دے انگلی کو اپنی زود تر
پس وہ ظالم کاٹ کر انگلی رہا / زہر بعد از ہاتھہ پر اسکے چڑہا
ہاتھہ کاتا بھی چڑہا کونی اوپر / کات ڈالا پھر وہ کونی سر بسر
زہر اسکا پھر چڑہا بازو اوپر / کاٹنے بازو کو بھی باندہا کمر
پس ندا ہاتف دیا ہی غیب سو / کات مت زنہار اپنی بازو کو تو
اس شکاری پاس ہیان جا / عذرخواہ ہو جا تو خود تقصیر کا
گوش کر ظالم نے یہہ غیبی خطاب / پس شکاری پاس پہنچا شتاب
ماہیان کو بھی لیا تھا اپنے ساتھ / سامنے رکھکر کہا ای پاکذات
مین کیا ہون ظلم تجھہ پر بیشمار / پس خدا مجھکو دیا ہی کردگار
تازیانے تجھکو مارا سو سبب / ہاتھہ میرا کاٹ ڈالا یا کرب
منفعل ہون مین اپنے فعل سے / تو جتا چہتا ہی اتنا مار لے
اور تیری ماہیو نکا جو ہو مول / بعد دیتا ہون اب تجھکو کہول
جان بلب ہون تکہ مرے لطف کر / بخش دے میری خطا سے درگذر
اصل مین تھا وہ شکاری پارسا / حال کو ظالم کے جب دیکھا تبا
کر امل آنکھون کو اپنی اشکبار / یون کیا بعد از دعا ای کردگار
ای کریم کارساز دو جہان / مین ہوا خوشنود اس سے اب بجان
ظلم مجھہ پر کیا گر وہ جوان / مین کیا تھا بددعا با سوز جان
اب خوشی میری ہوئی حد سے زیاد / تو بھی ہو خوشنود ای رب العباد
دستگیری کر اسے او بیریا / دستگیر عاجزان ہی تو بجا
التجا جب کیا با صدق جان / لطف سے اپنے خدا مہربان
بخشکر ظالم کی تقصیرات کو / کر دیا دین زہر سے دور ہاتھہ کو
مثل اول ہو گیا دین ہاتھہ تب / بیشکت ہی قادر قیوم رب
دیکھہ تجھہ اب فکر کر ای ہمنفس / عاجزہ تکا ہی خدا فریادرس
چھوڑ دے سب کبر او پندار کو / پیش آیت عاجزی کی راہ سو
عاجزی سے ہوویگا تو رستگار / بیکسو تکا ہی خدا آمرزگار
عاجزی استحاق کو ای کارساز / کر تو اپنی تربیت سے سرفراز

حکایت لشکری

لشکری کوئی بادشہ کا روم سے / کہین چلا تھا ساتھہ لشکر لوک کے
راہ مین گذرا مگر یک دیہہ پر / ایک دہقان کے گیا گھر کے اندر
بس کہا درپیش آ دہقان پیر / ہی مرے پاس آج فرمان امیر
کہ شبا شب مین یہان لیکر قرار / صبح کو جاونگا آگے ہو سوار
مت اتر گھر مین مرے جا اور کہین / شب گذاریگی تری یہہ جا نہین
کہ نہ اترے گھر مین میرے کوئی بھی / اور نا دیوے مجھے ایذا کبھی
پھر کہا منظور نہین ہی تیری بات / لا ترا فرمان دکھو لیکے ہات
لشکری دہقان اوپر ہو خشمناک / ہو گیا از بسکہ اسپر آگ باگ
کھول دیکھا لشکری مصحف کتین / یہہ دلیل اسکی نظر مین آئی دین
جلکے اپنے گھر مین دہقان لطیف / باہر آیا لیکے قرآن شریف

یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم

که کسی کے گھر مین تم ای مومنو
بے حکم اندر قدم کو مت رکھو

جان کر حکم خدا کو سرسری
اسطرح کہنے لگا وہ لشکری

تھا مگر دلیتی ہما ای دہقان پر
که تو رکھتا ہو کوی حکم امیر

تو دکھا یا لا مجھے حق کی کتاب
حکم کا اسکے نہین ہی کچھ حساب

بول تنا ظالم بیشتر کر قبول
گھر مین دہقان کے رہا وہ بو الفضول

پس وہ دہقانی فلک اوپر نگاہ
عاجزی سے یون کہا ای کبریا

دیکھتا ہی او سنتا ہی تمام
اس فضول بے ادب کا وہ کلام

ٹال تیرے حکم کی فرمان ہی
جانتا ہی تجھہ امر کو سرسری

پس خدا کے حکم سے گھر ٹوٹ کر
گر پڑا وہ لشکری کے سر اوپر

لشکری اور لوگ بھی اسکے تمام
درک اسفل مین گئے اپنا مقام

بچ گیا دہقان مرد پر ادب
دوستونکی ہی نگہبانی مین رب

ای نگہبان زمین و آسمان
دستگیر عاجز و درماندگان

عاصی اسحاق کو ہر بات سے
رکھ نگہبانی مین ہر آفات سے

قربت سے کر تو اپنی کامگار
تجھہ سوا میرے نہ دلمین قرار

خوف سے اپنے دل بیمار کر
قہر اپنا اس سے رکھہ نت دور تر

حکایت بادشاہ ظالم

بادشہ تھا کوئی ظالم پر جفا
جور بیدادی کرے بے انتہا

مردم آزاری فقط اسکا عمل
جب بنانے چاہا وہ تازہ محل

وہ خدا کے قہر کو دلسے بسر
توڑ ڈالا ایلچین کئے غربا کے گھر

پیرزن یک تھی وہان بس بینوا
کوی نتھا والی اُسے غیر از خدا

پارسا صفت صاف دل نکو خصال
ایک بیٹی تھی اُسے صاحب جمال

دختر و مادر وہان تھے باندھ گھر
بندگی حق کی کرے شام و سحر

شاہ ظالم کے کہے پس لوگ سب
جا تو ای بڑھیا نکل کر یہان سے اب

بادشہ بنداتا ہی اس جائے یہ گھر
توڑ لے جا گھر کو اپنے ہر کدھر

عاجزی سے یون کہی وہ پیرزن
ہو پریشان جاؤن کہان ای جلن

یہہ زمین لے مول مین باندھی ہون گھر
واسطے اُسکے دی یون سیم و زر

بیت مین میرے ہی دختر نوجوان
اور مین بوڑھی ہی نہایت ناتوان

چھوڑ کر گھر دار مین جاؤن کہان
بھی کہان بیٹی کرون اپنی نہان

مین و یا کوی مسکین جب کچھ جواب
رہ گئے خاموش وے خانہ خراب

گھر مین نہین تھی پیرزن یکوقت پر
بادشہ کے لوگ قابو جان کر

توڑ کر گھر کو گئے ویران سب
پیرزن کی وقت بعد از آئی جب

دیکھتی کیا ہی کہ ہی ویران گھر
سوز غم سے جل گیا اُسکا جگر

یون کہی منھہ کر فلک پر بعد ازان
ای نگہدار زمین و آسمان

گرچہ مین اس جائے پر حاضر نتھی
ظالمون کے ظلم پر ناظر نتھی

گھر مرا تاراج کرنے کیون دیا
ظالمون نے ظلم کی بھیجا سزا

پس ہوا حکم خداوند جلیل
ظالمون کو دے سزا ای جبرئیل

پس اُترا افلاک سے روح الامین
ہانک یک مارے سو ترکی وہ زمین

شاہ ظالم اور کل اسکا حشم
خادمان اور چاکران سب ایکدم

غرق ہوگئی اس زمین مین سربسر
چھوڑ دنیا جا رہی دوزخ اندر

پیرزن اور اسکی دختر تھی بجا
بیکسونکا ہی نگہبان کبریا

پس جو حق کے دوستان ہین حق جگت
کیون نہ انکو قہر سے ہو امنیت

قرب سے جو دوست ہی کامیاب
دوست پاس اسکی دعا ہی مستجاب

تو اول ہو دوست سے اپنے قریب
پس دعا تیری قبول ہے وہ مجیب

قربت گر چاہئے ہر ایک حال
ہو تو سرو دوستان ذو الجلال

عارفان جمع رہ گئے ہین اختیار
پھر مت اُس رہ سے منھہ تو زینہار

تو اگر اس راہ سے غافل رہے
کیون نہ تجھے وہ منزلت حاصل رہے

حکایت حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

کوئی ابراہیم سے پوچھا سوال ای ولی اللہ عز وکمال
کہ کلام اللہ مین پروردگار کہدیا ہی صاحب بندون کو ر

قولہ تعالی عز وجل ادعونی استجب لکم

کہ دعا مانگو تم اب میرے جناب مین کرونگا اس دعا کو مستجاب
کیا سبب ہی مانگتے ہین ہم دعا مستجاب اسکو نہ کرتا ہی خدا
شیخ بولے اسکو یہہ اسکا سبب جو روا کرتا نہین حاجت کو رب
تم نہی حق کو ہی سمجھے ہو خدا بندگی اسکی نہ کرتے ہو سدا
بھی نبی کو جانتے ہو تم رسول سنت نبوی کو نہین کرتے قبول
بھی کلام اللہ پڑہتے ہو سدا نین عمل کرتے کہا جیسا خدا
روز وشب کہاتے ہو رزق اک رب شکر نہین کرتے ہو اسکا کیا سبب
اور جنت جانتے ہو زیبا ر واسطے فرمان بردون کے ہی تیار
کوئی ان اسکی طلب دہرتے نہین اور کچھ فرمان بری کرتے نہین
جانتے ہو آتش دوزخ کٹھن سرکشان خاطر بھرکتا راتدن
معصیت کے دام مین پر صبح و شام خوف اسکا دل سے دہو تو تمام
دشمن ایمان ہی شیطان بسر جانتے ہو اسکو دشمن ہی مگر
پھر بھی اسکی دہوندتے ہو دوستی دوستی کو دوست کے ہو بہی
جانتے ہو تم کہ ہی درپیش مرگ نین تیار رکھتے ہو اسکا ساز و برگ
خاک مین ماں باپ اور فرزند کو گاڑ دیتے ہو سبھی دلبند کو
مین دیتی لیتے ہو عبرت دل اندر یون ہمارا حال ہووے در قبر
اور اپنے عیب کی نا کر تلاش عیب لوگون کے تم کرتے ہو فاش
جو کوئی شخص اسطرح سے ہوئیگا کیون قبولے حق کہو اسکی دعا
کیون ملے اسکو اجابت کا مکان نقل کو کہا ہی ویگا نکب عز و شان
ای دلا رکھ لطف حق سے دلکو جو ہر طرح امید کا رشتہ نہ توڑ
لطف رب العالمین ہی بحساب کرکے ہادی تجھکو پلین کامیاب
کر سلوک مقبلان تو اختیار ہو ویگا مقبول تو بہی باوقار
ای خدا تو لطف سے اسی قلب کو کر عنایت مقبلون کی راہ تو

حکایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناقل رازہین عالی نسب یون سخن راوی کیا ہی باادب
کہ رسول حق شفیع المذنبین صاحب معراج ختم المرسلین
بدر عزت آفتاب نور ذات ار ہا نزدیک جب وقت وفات
عرض حضرت سے کیے اصحاب سب ای ہمارے پیشوا محبوب رب
یہہ مرقعہ آپکا کس واسطے حکم فرماؤ تو ہم دیوین اسے
خواجہ کونین ہادی الہدی اسطرح فرمائے حکم باصفا
ہی مرا اک دوست اویس اسکا نام دور رہتا ہی خلایق سے مدام
ہی قرن کے ملک مین اسکا مکان ذات حق بن اسکے ولین نہین نشان
اس جوان کے سیدھے بازو کے اوپر ایک نشان ہی جان لو تم دیکھکر
کہ سفیدی ہی برابر یک درم دیکھ لو اسکو نہین بیش و کم
جو کہا ہو نین پہچانت کی نشان سنکر تم کو تاکا اسر گمان
جاؤ ان پاس ای عمر ای مرتضی یہہ مرقعہ دیو تم میرا لجا
اور بھی اسکو کہو میرا سلام بھی کہو تم اسکتین اتنا پیام
ای مصفا کیش مقبول خدا کر مری امت کے خاطر تو دعا
الغرض بعد وفات مصطفے لے مرقعہ کو عمر او رمرتضی
اکے پہنچے شہر کوفے کے اندر بس عمر چڑہ کر سر منبر اوپر
کر فصاحت سے اول خطبہ ادا اہل کوفہ کو کہے پھر اسو صفا
کہ قرن کے ملک کا کوئی بشر ہی تمہارے مین اگر دیو خبر
لوگ یون کہنے لگے تب ای امیر ہی قرن کے لوگ یہاں کی بھاگیر
بس کئے حاضر وہین ان لوگ کو ان سے یون فرمائے عمر نیک خو

جانتے ہو تم اویس نامور
تب کہے فاروق عادل نامور
جستجو مین ہی رہے تھے لوگ سب
نین ہی اس لائق کہ آوے تجھ حضور
وہ کہا ای وارث علم رسول
نین اسے کچھ شہر اور عالم سے کام
شادی و غم سے نہ رکھتا ہی خبر
ساتھ لیکر کئی صحابا معتبر
اور فرشتے کی بہ حکم کردگار
صاحب عزت اویس نیکنام
معا ہو کر روبرو بولے سلام
پس کہے فاروق یہہ تر لوگ سب
بعد ازان بتلائے نام اپنا اویس
گو شکر وہ حق پسند اصحاب کو
اس نشانی کو بجھا فاروق جب
بھی مرقعہ کو پسکے سر بسر
بعد فرمائے اویس نامور
تم کرامت بدل حق سے دعا
پر نبی کی تم وصیت کو بھلا
پھر عمر بولے کہ جون خیر البشر
پس اویس پاک جوہر نیکذات
اس مرقعہ کو رکھے خود روبرو
یہہ مرقعہ کو الیکی سر بسر
مین نہ پہنون یہہ مرقعہ جب تلک
یون بھیجا ہی مجھے تیرا حبیب

نام ہو ہی حال ہی اسطرح پر
سید عالم دیئے اسکی خبر
ایک یسے مین بجالا کر ادب
رات اور دن خلق سے رہتا ہے دور
گوہر شہوار دریائے قبول
روز و شب جنگل مین رہتا ہی مقام
خلق کی صحبت سے نت ہی دور تر
جس جگہ رہتے تھے وہ عالی قدر
اشتر کی ہین نگہبانی مجھار
کر چکے ہین جب نماز حق تمام
پس علیکی بول اویس نیکنام
بیشبہ ہین بندگان یارب
رزق پرور وہ خدا کارات ولیس
معا دکھلائے ہین اپنے ہاتھ کو
ہاتھ کو بوسہ دیتے کر کر عجب
تمکو بخشے ہین نہایت لطف کر
ہی تمہارے تین فضیلت یا عمر
رد نہ ہوویگی تمہاری التجا
با ادب ہو سجدہ لاؤ بجا
دی خبر سو ہی نشانی تن اپر
گو شکر فاروق کی اسطرح بات
سر کو سجدہ مین دیئے وہ نیکخو
دیکھ بھیجے ہین مجھے خیر البشر
یہہ دعا میری قبولی تب تلک
کر اجابت یہہ دعا کو ای مجیب

لوگ بولے ہم اسے نین جانتے
نین تفاوت ہو وکا انکا کلام
یون کیا عرض ای امیر المومنین
پس کہے فاروق اسکی ہی طلب
کر شتربانی کتین وہ اختیار
راتکو دیتے ہین بکرو نکی لجا
بعد ازان فاروق عادل اور علی
دیکھتے کیا ہین اویس ... ز
جا عمر اور مرتضی نزدیک تر
پس عمر اور مرتضی ہر دو امیر
تھے سو انکا نام پوچھے ہین عمر
لیک تم اپنا کہو جو کچھ ہی نام
تب کہے عادل عمر کل اٹھاو
خواجہ عالم دیئے تھے جو خبر
پھر کہے حضرت عمر ای نیکنام
اور رسول کو بولے پیام با صفا
آج پیغمبر کہے ہو تم جانشین
پس کہے فاروق عادل نیکنام
پس کہے مجھکو بجھاؤ خوب تر
تم مرقعی کو لیو ان کے اٹھا
با ادب ہو کر مرقعہ کو لئے
بولتے تھے ای امیر پروردگار
اور ارشاد ان سے مجھہ پر یہہ ہوا
بدل فرما کر الہی رحمت کتین
ہاتف لاریب سے آیا ندا

کون ہی سو بھی نہین پہچانتے
لیک اس سے بیخبر ہو تم تمام
شخص یک ہی ہوکے نت صحرا نشین
وہ کہان رہتا سو مجھکو بول اب
ہی فلانے جنگل ویران مجھار
کر قناعت اسپو رہتا ہی سدا
مسند آرائی نبی حق ولی
رو بقبلہ ہو کھڑے ہین در نماز
ایک ساعت تک رہے ہین صبر کر
ناظم دین پیمبر حق پذیر
بندۂ حق ہون کہے وہ نامور
کہ تمہارے نام سے ہی ہمکو کام
سینہ بازو کتین اپنی تمام و
تھی سفیدی اس مبارک ہاتھ پر
تمکو بولے ہین رسول اللہ سلام
کہ کرامت کتین میری دعا
جلکین پیمبر تمہارا کوئی نین
مین خدا سے ملتجی ہون صبح و شام
کہ مبادا مین ہون مع کوئی دگر
اور کرامت بدل انکی دعا
ہوکے تنہا آپ گوشے مین گئے
تو گنہگارو نکا ہی آمرزگار
کہ کرامت بدل میری دعا
بخشنا دیویگا امت کتین
پہنے تو اس مرقعہ کو بھلا

مین کئی یک عاصیان کو بخش کر / لطف سے بھیجونگا جنت کے اندر / پھر کہے باعجز نا پہنونگا مین / تو نہ بخشے جب تلک امت کتین
پھر خطاب آیا مرقعہ پہن لے / بخش دیونگا کئی یک لطف سے / تو مرا ہی دوستدار باوفا / ہی تری مقبول مجھ پاس التجا
پھر اُویس اسطرح بولے ای الٰہ / بخش دے سبکو کرم کی کر نگاہ / بخشنا سبکو تجھے آسان ہے / تو غفور عاصیان سبحان ہی
تھے اُویس اسبات کی تکرار مین / حضرت غفار سے گفتار مین / یک بیک عادل عمر اور مرتضیٰ / پر شرف ارکان دین مصطفیٰ
ایکساعت صبر نا کر دل مینے / گر شتابی آئے اُنکے سامنے / کر اُویس پاک دونو پر نگاہ / دل سے ازبسکہ کئے افسوس و آہ
بھی کہے ان سے کہ تم کچھ ٹھہر کر / صبر کرتے اگر اس جا سے پر / یہہ مرقعہ مین نہین تھا پہنتا / جب تلک اُمت کو نا بخشے خدا
اب ہوا جو کچھ کہ تھا قسمت مجھا / فضل سے حق کے رہو امیدوار / مین دعا منگنے سے سر کچھ خاک پر / آئی ہی بخشش مین امت اسقدر
کہ عرب مین قوم دو ہین معتبر / ہی لقب اُنکا ربیعہ اور مضر / انکی جتنی بکریان ہین اور شتر / بال جتنی انکے ہو دین تن اُپر
لطف سے اُنے خدای پاک رب / سب خطا اور جرم کو بخشتا ہی رب / اِسطرح سے بول مقبول خدا / اُس مرقعے کیتین پہنے اُٹھا
مقبلونکا یون سخن مقبول ہی / کان تلک لون بیان یہہ طول ہے / ای جہان پرور طفیل مصطفیٰ / بخش دی اسحاق کی جرم و خطا
گرچہ اُسکی جرم کو نہین ہے شمار / ہی مگر تجھ لطف کا امیدوار / الغافلان اوّل سے آخر تک تمام / حق شناسونکا سنا ہی تو کلام
دیکھ لے انکی ریاضت و عمل / عاقبت جو پاے قربت کا پھل / تو بھی ہو ہشیار غفلت خوب نہین / صاحب دانش کا یون اُسلوب مین
توڑ دے تو دست شیطان قوی / لے خدا دوستوں کی پیروی / جاوینگا اندھا اگر اس جا سے / ہو وینگا محروم تو دیدار سے
اُس اُپر یہہ ہی دلیل باصواب / گوش دل سے سن تو ای غفلت مآب / من كان في هذه اعمى فهو في الآخرة اعمى
جب تلک ساتھی ہی تجھ قالبین جان / سیکھ یہہ پند سلوک مقبلان / چھوڑ دیگا نگی ای بدمزاج / آشنا ہو ور دو ہی بار آج
کیون پڑا ای عقل کی مارگ سے دور / چھوڑ غفلت ڈھونڈ لے راہ شعور / تجھکو غفلت حشر کے دن ایکبار / کر دکھاوینگے نہایت شرمسار
ختم کر اسحاق تو اسبات پر / کان تلک لے جاوینگا یون طول کر / کہ خدا بن سب جہان ہاتھ سے ہو / ترک ساری کر دُنی کو ایک ہو

خاتمہ کتاب ریاض العارفین بر شکر و سپاس خداوند جہان آفرین

شکر کر ہر حال ای اسحاق تو / کہ خدا کے لطف اور توفیق سو / وی بزرگونکی بزرگی کا کلام / نظم دکھنی سے دیا زینت تمام
صد ہزاران شکر رب العالمین / ختم پایی ہی ریاض العارفین / فارسی مین پیشوایان سلف / بول اگلے تھے نقلیات باشرف
تھی جو اخبار صحیح راویان / عارفونکا جسمین تھا ذکر و بیان / مین ہر یک تصنیف سی کر انتخاب / جمع کر یک یک بنایا ہون کتاب
ذرہ ذرہ لیکر اک مطلع سے نور / کر دکھایا ہون منور شل سور / تھا بنات النعش مانند منتشر / جون ثریا کر دیا ہون سربسر
فارسی سے تھی نثر یہہ آشکار / مین کیا اُسکو نظم سے زرنگار / تا مری بھی یادگاری کچھ رہے / نام میرا حشر تک ہر کوئی لے
شعر کہنے کی نہین مجھکو سکت / شاعرون کا نین مجھے معلوم گت / طبع مین میری نتھی یہہ دستگاہ / یکبیک مجھ پر ہو الطاف الٰہ
بس پرو دیا ہون یہہ موتیانکی لڑی / قدر جسکی ہی ثریا سی تری / نین طلب مجھکو کسی سے سیم و زر / مین کیا ہون کسکی فرمایش اُپر

نا مجھے تھی کس سے کچھ دی ریا ॥ محض یہہ بولا ہون از بہر خدا
یہہ سنہ یہہ مشغل عرفان ہی ॥ روشنی دیدۂ انسان ہی
دیدۂ شیطان مین ہی گیہ ہو ॥ گلشن ایمان کیتین بیگ ہو
پاسبان یون اسے دلین وطن ॥ طالبان اسکو کرین جی جتن
[illegible] گفتار [illegible] ॥ [illegible] وقف ہی اسرار
حق شناسان کا ذکر اسمین تمام ॥ ہی نہایت پاک یہہ روشن کلام
نظم میری گرچہ نہین ہی کچھ فصیح ॥ لیک یہہ مضمون اخبار صحیح
شاعران اور ناظمان بھی بیشتر ॥ ناز کر گئے مین اس گفتار پر
بات مجھکو لاف کی آتی نہین ॥ خودپسندی کچھ مجھے بھاتی نہین
تس پہ مجھکو کہان انکا کمال ॥ خاک کو اور پاک کو کیا ہی مثال
مین ہون عاجز فہم بیزار سا ॥ معصیت کو بھی مگر نین انتہا
فارسی کی بحر کی سیپی اندر ॥ تھے چھپے یہہ بیبہا لعل و گہر
[illegible] ہر لعل و گوہر کے ॥ رکھہ دیا بازار دکھنی مین آئے
[illegible] کیا ہون خوشبوے مشک ॥ تب ہوا یہہ نافہ خوشبوے مشک
از برای عزت آل رسول ॥ گر مری گفتار دل کیتین قبول
[illegible] مرا سخن ॥ جگمین بھی مشہور کر مرا سخن
مین مگر مین گرچہ کچھ فکر و تمیز ॥ مصر جگمین نظم میری کر عزیز
بھی مجھے [illegible] اس کلام پاک پر ॥ عمل کی توفیق کر شام و سحر
جب کیا مین نظم یہہ شیرین مقال ॥ عمر میری تب تھی باویس سال
گرد بین کو اپنے ای استحقاق بند ॥ طول تھا کر مختصر ہی دلپسند
کب تلک یون فکر سے فرسودگی ॥ بے فکر ہو کر لے کچھ آسودگی
بھیج اپنی عاجزی کر کے نمود ॥ مصطفی کی روح اشرف پر درود

سات مہینے سات دن تک کھینچ رنج ॥ ہاتھ مین لایا ہون یہہ پاکیزہ گنج
ہر سخن ہے نفس کی تنبیہ بس ॥ عقل کی بازو کو ہووے جس کے مس
سالکونکی چشم کو یہہ ہی سواد ॥ عارفان اس سے رہین بر مراد
عارفان کا ہی یہہ باغ دلنشین ॥ نام اسکا ہی ریاض العارفین
[illegible] تو اسے عرفان سے ॥ جاویگا دنیا سے وہ ایمان سے
گرچہ ناقص ہی میری سب عقل و فکر ॥ لیک ہی سب کاملان کی اسمین ذکر
زشت خط ہووے کلام اللہ اگر ॥ نین گئی اعجاز اس سے اور قدر
لاف انکی تھی بجاے اختلاف ॥ گر انھونکی تھی طبیعت موشگاف
عطر وہ بہتر ہی جو دیتا ہی بو ॥ نین ہی جو عطار بولے عطر ہو
کیا سخن پیرا کرون جو این لاف ॥ طبع تو میری نہین کچھ موشگاف
نظم کرنے یہہ کلام پر قدر ॥ رنج سوسا ہون بہت شام و سحر
مین نہنگ قلزم اخلاص ہو ॥ فارسی کے بحر کا غواص ہو
شوق کا ہووے جسے نقد مزید ॥ وہ لیجاوے لعل و گوہر کر خرید
مین کیا ہون دل کی محنت روز و شب ॥ جیز از محنت مری [illegible] پاک رب
جب قبولیت سے ہووے سرفراز ॥ ہوا اسے کونین مین تب امتیاز
گر مری گفتار کو مثل شکر ॥ خلق سب ہووے مگس تا اس اوپر
پڑھنے والونکو دے اس سے اتحاد ॥ سامعون کو شوق دے سننے زیاد
ہو فلک جب تک زمین پر سایہ دار ॥ تب تلک میرا سخن رکھیو برقرار
بھی سنہ ہجری کے ای ذوالافتخار ॥ تھے ہزار و دو و صد و شش در شمار ۱۲۰۶
سر قلم کا گھٹ گیا تحریر سے ॥ سست ہو گئی ہی زبان تقریر سے
دی خموشی اب زبان کو بات سے ॥ رکھہ قلمدان قلم کو ہاتھ سے
بھی نامی آل اور اصحاب پر ॥ پر تحیات اب سخن کو ختم کر

این کتاب روز پنجشنبہ تمام ॥ شد بتوفیق خداے الانام

جاننا چاہیے کہ یہہ کتاب مستطاب فیض انتساب ریاض العارفین جو فی الحقیقت ریاض عارفین ہی تصنیف پاکی کی بہتر برس ہوتے ہین مگر کاتبون کے غلطیون کے سبب سے اکثر مقام مین بہت تغیر و تبدیل واقع ہوئی تھی ویسا گئے تہی یہہ کتاب چھاپی گئی ہی مگر عدم اہتمام سے بعض بعض مقام مین غلطی رہ گئی تھی سو اب باہتمام بہت اہتمام سعی و صحت مالا کلام سی چھاپی گئی ہی مرقوم ۲۲ محرم الحرام [illegible] سنہ ہجری

فہرست کتاب ریاض العارفین

صفحہ	بیان
۱	حمد پروردگار
۴	مناجات
۶	نعت سرور کائنات
۹	منقبت حضرت ابوبکر رض
۹	منقبت حضرت عمر رض
۱۰	منقبت حضرت عثمان رض
۱۰	منقبت حضرت علی رض
۱۱	منقبت حضرت فاطمہ رض
۱۱	منقبت امام حسن رض
۱۱	منقبت امام حسین رض
۱۱	منقبت جناب محبوب سبحانی قدس سرہ
۱۲	سبب تالیف کتاب
۱۳	**باب اول در طلب قوت حلال**
۱۴	حکایت ابراہیم ادہم
۱۵	حکایت ابراہیم ادہم
۱۵	حکایت احمد حنبل رح
۱۶	حکایت شہزادہ نو مسلم
۱۷	حکایت مرد پارسا
۱۷	حکایت مرد بزرگ
۱۸	حکایت مرد حسن
۱۸	حکایت ابراہیم ادہم
۱۸	حکایت مالک دینار
۲۰	حکایت حبیب عجمی
۲۰	حکایت ابوالقاسم
۲۱	حکایت حاتم اصم
۲۲	حکایت مالک دینار
۲۲	حکایت ذوالنون مصری
۲۴	حکایت مالک دینار
۲۵	حکایت حاتم اصم
۲۶	حکایت شیخ مہنہ
۲۷	حکایت داؤد طائی
۲۷	**باب دوم در عبادت و ریاضت**
۲۸	حکایت مرد صالح
۲۸	حکایت احمد حرب
۲۹	حکایت ابوالقاسم
۳۰	حکایت ابراہیم ادہم
۳۰	حکایت زن پارسا
۳۱	حکایت بی بی رابعہ
۳۲	حکایت صفوان بن سلیم
۳۳	حکایت امام اعظم رح
۳۳	حکایت منصور عمار
۳۴	حکایت مرد بزرگ
۳۵	**باب سوم در ترس رب**
۳۵	حکایت یحیی علیہ السلام
۳۷	حکایت حسن بصری
۳۸	حکایت ابو وصیل
۳۹	حکایت سفیان ثوری
۴۰	حکایت زید بن حمہ
۴۰	حکایت ابو عبیدہ صحابی
۴۱	حکایت حضرت عمر رض
۴۲	حکایت علی سلمی رح
۴۳	حکایت مالک دینار
۴۴	**باب چہارم در تحمل**
۴۴	حکایت حضرت علی رض
۴۴	حکایت امام حسن رض
۴۵	حکایت امام حسین رض
۴۶	حکایت امام اعظم رح
۴۷	حکایت مرد و ابراہیم ادہم
۴۷	حکایت مرد و بایزید
۴۸	حکایت عامر بن سرحل رح
۴۸	حکایت عبداللہ بن عوف
۴۹	حکایت مرد بزرگ
۵۰	**باب پنجم در تسلیم و توکل**
۵۰	حکایت حضرت عمر فاروق رض
۵۱	حکایت حبیب عجمی
۵۲	حکایت عرب
۵۲	حکایت ابراہیم ادہم
۵۳	حکایت عیسی علیہ السلام
۵۳	حکایت شیخ نوری
۵۴	حکایت بزرگ شتر سوار
۵۴	حکایت عامر بن قیس
۵۶	حکایت سفیان ثوری
۵۶	حکایت ابراہیم خواص
۵۷	حکایت حبیب عجمی
۵۷	حکایت ابوتراب
۵۸	**باب ششم در عفت و پرہیزگاری**
۵۸	حکایت حاتم اصم
۵۸	حکایت امام حسن رض
۵۹	حکایت بایزید بسطامی
۵۹	حکایت ذی النون مصری
۶۰	حکایت مرد بزرگ
۶۰	حکایت جنید بغدادی
۶۱	حکایت حسن بصری رح
۶۲	حکایت عارفی
۶۲	حکایت بایزید بسطامی
۶۳	حکایت امام جعفر صادق رح

صفحہ	بیان	صفحہ	بیان	صفحہ	بیان	صفحہ	بیان
۶۳	باب ہفتم در بیان زہد و تقویٰ	۸۲	حکایت عبداللہ طاہر بادشاہ	۱۰۱	حکایت مسلم	۱۱۱	حکایت حبیب عجمی
		۸۳	حکایت یوسف بن حسین	۱۰۲	تنبیہ	۱۱۲	حکایت بایزید بسطامی
۶۳	حکایت حضرت عمر فاروق	۸۴	حکایت خلیل اللہ ع	۱۰۲	تنبیہ	۱۱۲	حکایت ذی النون مصری
۶۶	حکایت عبدالعزیز	۸۵	حکایت مردانہ زن	۱۰۳	حکایت نکتہ	۱۱۳	حکایت عبدالعزیز
۶۷	حکایت رابعہ بصری	۸۶	حکایت بادشاہ زادہ	۱۰۳	حکایت نکتہ	۱۱۳	حکایت ذی النون مصری
۶۸	حکایت مالک دینار	۸۸	حکایت بادشاہ پسر	۱۰۳	حکایت نکتہ	۱۱۴	حکایت مرد فقیری
۶۹	حکایت رابعہ بصری	۸۹	حکایت کنیز بادشاہی	۱۰۴	حکایت نکتہ	۱۱۵	حکایت ثابت کبار
۷۰	حکایت حسن بصری	۸۹	حکایت بو علی	۱۰۴	حکایت نکتہ	۱۱۵	باب یازدہم در بیان اجابت دعا
۷۰	حکایت اویس قرنی	۹۰	حکایت مسافر	۱۰۵	حکایت فضیل		
۷۱	حکایت مفلسی	۹۲	حکایت بادشاہ زادہ	۱۰۵	حکایت بایزید	۱۱۶	حکایت دختر قلاب
۷۳	حکایت رابعہ بصری	۹۳	حکایت مرغ ہوائی	۱۰۶	باب دہم در کرامات اولیا	۱۱۷	حکایت سعد
۷۴	حکایت بزرگ کبر سن	۹۳	باب نہم در [illegible]			۱۱۸	حکایت ابن حیان
۷۵	حکایت عارفے		[illegible]	۱۰۶	حکایت جنگ خانہ	۱۱۸	حکایت [illegible]
	[illegible]	۹۶	حکایت ذی النون		[illegible]		[illegible]
۷۹	حکایت عبداللہ	۹۷	حکایت شیخ شفیق	۱۰۸	حکایت صاحب شرف	۱۲۰	حکایت شکاری
۸۰	حکایت لقمان حکیم	۹۷	حکایت منصور عمار	۱۰۹	حکایت ادہم	۱۲۱	حکایت لشکری
۸۱	حکایت عبداللہ مبارک	۹۹	حکایت بشر حافی	۱۰۹	حکایت خلیل اللہ علیہ السلام	۱۲۲	حکایت بادشاہ ظالم
۸۲	باب ہشتم در عشق و محبت	۱۰۰	حکایت شیخ عطار	۱۱۰	حکایت ابو ایوب	۱۲۳	حکایت حضرت ابراہیم ادہم
		۱۰۱	حکایت شفیق	۱۱۱	حکایت مرد اسود	۱۲۳	حکایت حضرت رسالتمآب صلعم

دو قطعہ تاریخ طبع کتاب ریاض العارفین من نتائج افکار سحر بیان جادو تبیان سید عبدالقادر صاحب سحر

ہوا مطبوع فضل قادر بیچون سے یہ نسخہ | نہیں جس میں غلط یاں ایک نقطے کا بھی اصلا
جو دیکھو ہو تو صنعت منقوطہ میں سال اس کا تو | چھپی ہے شکر اللہ پھر ریاض العارفین لولا

ولہ در سن عیسوی

چھپایا نسخہ فرحت فزا ہوا روز و شب | ہے شگفتہ صفحہ گلشن سراپا ایک سادہ ورق
سن مسیحی میں کیا فکر جو نکلے بلبل دل | بسال طبع گل حرف بانقط مطلق
تو شش جہت سے یہ آئی صدا مجھے سحر | کہو یہی چمن ایزدان عارف حق

۱۳۱۹

۱۸۷۰

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

ریاض العارفین

[illegible]